

# ۱۷۰۸ الْمَذْهَبُ الْمَحْتَلَا

بتأييد القول والعقائد والامور

## مَسَلَكُكَ اِطْلَاقُ اَهْلِكَ بِسِيَرِهِ

حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سید محمد بن اقر علی شاہ بخاری صاحب  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف



از قلم

خادم حضور محمد رفیق کیلانی  
گولڈ میڈلسٹ ایم اے  
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ  
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف (گوجرانوالہ)



# الْمَذْهَبُ الْمَعْلُومُ

بَيِّنَاتُ دَلَالَةِ الْفِرْقَانِ

## مَسَلَّتْكَ اِطْرَافُ اَهْلِكَ نِيَّاطُ

حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر محمد بن افریحی شاہ بخاری صاحب  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کبلیا نوالہ شریف



از قلم

خادم حضور محمد رفیق کبیلانی  
گولڈ میڈلسٹ ایم اے  
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ  
آستانہ عالیہ حضرت کبلیا نوالہ شریف (نوجہر نوالہ)

Click For More Books

<https://archive.org/details/@zohaibhasanattari>



# الْمَذْهَبُ الْمَثَلِي

بِتأييدِ اَوْلِيَاءِ الْاُمَمِ

## مَسَلِكُ اَهْلِ اِيْطَالِيَا



حکم تصنیف و تقدیم

حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ بخاری صاحب  
سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف



از قلم

خادم حضور محمد رفیق کیلانی  
گولڈ میڈلسٹ ایم اے  
(عربی، اسلامیات)

ناشر: دار التبلیغ  
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف (گوجرانوالہ)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

84275

سرتاج الاولیاء غوث الاغیاث قبلہ عالم الحاج  
حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت  
برکاتہم العالیہ القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت  
کیلیا نوالہ شریف

حکم تصنیف:

سیدی وسندی حضور قبلہ جن جی سرکار آستانہ عالیہ  
حضرت کمیلیا نوالہ شریف

بہ دعا و شفقت:

مسلم اہل بیت اطہار

نام کتاب:

مولانا محمد رفیق کیلانی ایم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ)

نام مصنف:

دارالتبلیغ آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف

ناشر:

اول (گیارہ سو تعداد)

ایڈیشن:

۱۱ اکتوبر ۲۰۰۳ء

تاریخ طباعت:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ الحاج حافظ محمد سعید

اصلاح و تصحیح:

نقشبندی مجددی مفتی اعظم آستانہ عالیہ حضرت

کیلیا نوالہ شریف

حضرت علامہ محمد الطاف نیروی نائب امام و خطیب

معاون طباعت:

حضرت داتا صاحب لاہور



## انتساب

میں حقیر پر تقصیر، اس تصنیف کا انتساب حضور غوث الاغیاء، قطب الاقطاب،

حضور قیوم العصر، حضرت قبلہ عالم، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی

شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین

آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کے نام کرتا ہوں۔ کہ جن کے کرم نے دینی و دنیاوی سعادتوں سے میرا دامن مراد بھر دیا۔ اور جنہوں نے اپنی نگاہ فیض اور روحانی تصرف سے ردّ شیعیت و نجدیت میں پتھالیس کتب اپنے خدام علماء سے تصنیف کروا کر وہ کام کیا کہ نگاہ شوق صدیوں جسکی منتظر رہتی اور جنکی سراپا نور صورت و سیرت صداقت اسلام کی بین دلیل ہے

عہد فاروق از جمالش تازہ شد

حق ز حرف او بلند آواز ہ شد

ہزاروں خدام کی دعائیں یا اللہ میری بھی یہ دعا قبول فرما۔

دونوں عالم میں رہیں بے خوف ہم ہر خوف سے

مرشدی باقر علی، شیر خدا کا ساتھ ہو

(ناچیز محمد رفیق کیلانی خادم حضور)

## الاحدء

میں یہ تصنیف حضور غوث الاغیاء، قطب الاقطاب، حضور قیوم العصر، حضرت سیدی و مولائی حضرت پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کے لخت جگر و نور نظر، بے مثل باپ کے بے مثل روحانی جانشین، عالمی مبلغ اسلام، میرے علم دین کے اول و آخر استاد، سیدی و سندی، میرے قبلہ کعبہ، حضرت الحاج

پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم

القدسیہ کی خدمت اقدس میں ہدیہ پیش کرتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ محض اور محض آپ کے علم دین پڑھانے کی برکت سے ہے۔

وہ شمع بارگہ خاندان مرتضوی

رہنے گا مثل حرم جن کا آستان مجھ کو

نفس سے جس کے کھلی مری آرزو کی کلی

بنایا جن کی مروت نے نکتہ داں مجھ کو

(ناچیز خاکپائے کوچہ، مرشد محمد رفیق کیلانی)

## تقدیم

(یہ تحریر پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا، قُدْوۃُ  
الشاہکین، زُبَدۃُ العارفین، نقیب مسلک مجدد الف ثانی، یاسبانِ فیضانِ حضور اعلیٰ  
حضرت شیر ربانی شرقپوری و حضور قبلہ عالم حضور پیر کیلانی رحمۃ اللہ علیہما نے  
خصوصی طور پر اپنے دست مبارک سے لکھ کر اس کتاب کی ابتدا میں شائع کرنے  
کیلئے عطا فرمائی ہے یہ نورانی تحریر تمام مسلمین بالخصوص سلسلہ عالیہ نقشبندیہ  
مجددیہ کے وابستگان کیلئے رہنمائی کا سبب ہے)

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ - وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ -  
وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ -

أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ السَّجِيدِ  
وَفُرْقَانِهِ الْحَمِيدِ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ

أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أَوْ لِيكَ أَعْظَمُ

دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا ط

وَكَلَّوْا عَدَا اللَّهِ الْحُسْنَى ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ط

ترجمہ: تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا۔ وہ مرتبہ میں



ان سے بڑے ہیں۔ جنہوں نے بعد فتح کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔

(پ ۲۷۷: ۱۷۷: الحدید)

مذکورہ بالا آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک گروہ وہ ہے جو فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کیا اور فی سبیل اللہ جہاد کیا۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے اور خرچ کیا اور جہاد کیا۔ ارشادِ بانی ہے کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے اور خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے پہلے گروہ کے برابر نہیں ہو سکتے بلکہ فتح مکہ سے پہلے خرچ کرنے والے اور جہاد کرنے والے لوگوں کا درجہ ان لوگوں سے بلند اور بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد خرچ کیا اور جہاد کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کیلئے ایک عام اعلان فرمایا جس میں پہلے پچھلے سب کے سب صحابہ رسول شامل ہیں۔ وہ اعلان ہے۔

كَلَّا وَعَدَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰی ط

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔

مذکورہ ارشادِ خداوندی سے ثابت ہوا کہ سب صحابہ کرام کے درجات اگرچہ ایک جیسے نہیں ہیں بلکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح بعض بعض سے افضل ہیں۔ لیکن



جس طرح اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ والے صحابی جنتی ہیں۔ اسی طرح کم درجہ والے صحابی بھی جنتی ہیں۔ جب تمام صحابہ کرام جنتی ہیں تو ایمان والوں کیلئے جنتیوں کا احترام کرنا اور ان سے محبت کرنا بھی لازم ہے اور جو آدمی جنتیوں پر طعن لعن۔ تبرابازی کرے اور ان کو منافق غاصب ظالم کہے وہ بفرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ظالم اور لعنتی ہے کیونکہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جو آدمی کسی پاک طیب آدمی پر لعنت کرے۔ وہ لعنت لوٹ کر خود لعنت کرنے والے پر پڑتی ہے۔ جب صحابہ کرام بفرمان خدا تعالیٰ جنتی ہیں اور جنتی تو مستحق رحمت ہوتا ہے۔ نہ کہ مستحق لعنت اور جو کسی جنتی کو مومن نہ جانے وہ خود ایمان سے خالی ہے۔ لہذا جو آدمی صحابہ کرام کو لعنتی کہتا ہے وہ خود لعنتی ہے۔ اس حکم میں جس طرح خلفاء راشدین شامل ہیں۔ اسی طرح ازواجِ مطہرات بھی شامل ہیں۔ اس طرح حضرت طلحہ۔ حضرت زبیر۔ حضرت عمرو بن عاص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ اکثر لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے ادبی اور گستاخی کے دروازہ سے بدعتِ رفض میں داخل ہوتے ہیں اور اللہ معاف فرمائے! شانِ صحابہ کا انکار یعنی بدعتِ رفض خود قرآن پاک کا انکار ہے اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ ہاں جس پر خدا تعالیٰ رحم و کرم فرما دے تو اس کو آگاہی ہو جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے چنانچہ قبلہ عالم حضور والد ماجد صاحبِ عرس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال مبارک کے چند ماہ بعد کی بات ہے کہ ایک بلی نے جنگِ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے جنگ کرنے کا ذکر کیا تو میں نے بھی نسبی



حمیت کے جذبہ کے تحت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ ناپسندیدگی کے الفاظ کا اظہار کیا منہ سے الفاظ نکلنے کی دیر تھی کہ یک لخت طبیعت منقبض ہو گئی اور باطن کا سرور اور کیف بے کیفی اور بے لذتی کے ساتھ تبدیل ہو گیا اور اسی پریشانی کے عالم میں توبہ اور استغفار کرنا شروع کیا۔ رات کو جب نیند آئی تو عالم رویا میں دیکھتا ہوں کہ حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹھک شریف میں بیٹھا ہوں تو رحمت عالم، نور مجسم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں اور آپ کے پیچھے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما ہیں اور ان کے پیچھے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تلوار ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گذر کر میرے پاس تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کر کے مجھے فرمایا کہ ان کے متعلق تو نے ایسے لفظ کیوں کہے ہیں میں نے عرض کیا مجھ سے غلطی ہو گئی ہے! پھر آپ نے فرمایا ”تو نے یہ لفظ کیوں کہے ہیں؟“ میں نے عرض کیا غلطی ہو گئی ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لے گئے اس کے بعد میں نے توبہ استغفار کرنی شروع کی چنانچہ اس دوران حضور قبلہ عالم والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کی کئی بار زیارت بھی نصیب ہوئی۔ تاہم طبیعت کی بے چینی دور نہ ہوئی انہی ایام میں ایک رات خواب میں دیکھا کہ مرشد حقانی، حضرت قبلہ شیر ربانی، سرکار اعلیٰ حضرت شرقی پوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہیں میں بھی حاضر ہوں چند اور بیلی بھی آپ کے پاس حاضر ہیں سامنے دریا ہے جو کہ کناروں تک بھرا ہوا



ہے۔ حضور قبلہ شیر ربانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ دریا کس طرح پار کریں گے؟ میں نے عرض کیا حضور میں تیرنا جانتا ہوں آپ میرے کندھے پر سوار ہوں میں تیر کر دریا پار کر لوں گا۔ چنانچہ جناب نے میری درخواست منظور کر لی اور دریا میں اترنے کیلئے جو گذر گاہ بنی ہوئی ہے میں اس میں بیٹھ گیا اور حضرت شیر ربانی سرکار شرقیوری رحمۃ اللہ علیہ اوپچی جگہ پر کھڑے ہو کر مجھ پر اس طرح سوار ہوئے کہ جناب کا دایاں قدم مبارک میرے سینہ اور پیٹ کے دائیں حصہ پر اور جناب کا باایاں قدم مبارک میرے سینے اور پیٹ کے بائیں حصہ پر اور میں نے اپنے ایک ہاتھ سے جناب کو تھاما ہوا ہے اور دوسرے ہاتھ سے تیر رہا ہوں اور جناب نے میرا سر پکڑا ہوا ہے۔ جب نصف دریا کے قریب ہم پہنچے تو حضور قبلہ عالم شیر ربانی نے فرمایا۔ ”لا لیا! سنبھل کر چلنا۔ اب میرا بوجھ بھی تجھ پر ہی ہے“ میں نے عرض کیا جناب کی دعا کی ضرورت ہے پھر کوئی فکر نہیں۔ چنانچہ اسی حال میں دریا عبور کیا ان تمام زیارتوں اور بشارتوں کے باوجود دل میں ایک بات بیٹھ گئی تھی کہ آگاہی کے وقت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے تھے لہذا یقینی معافی اس وقت ہوگی جب سرکارِ ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اپنے جمالِ باکمال سے نواز دیں گے۔ چنانچہ ایک رات سویا تو قسمت جاگ اٹھی یعنی محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور شرفِ زیارت سے نوازا اور کافی دیر تک تقریباً آٹھ دس منٹ تک اپنے قلبِ منور والی جانب اپنی بغل مبارک میں لئے پیار اور شفقت فرماتے رہے اور اس طرح بے سکون دل کو سکون اور قرار کی دولت سے مالا مال کیا۔ تب جا



کر مجھے اطمینان ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں جو معمولی سی نامناسب بات میں نے کی تھی۔ آج اس کی معافی ہو گئی ہے یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضور مولائے کائنات، شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا میری راہنمائی اور آگاہی کیلئے اکیلے تشریف لانا ہی کافی تھا لیکن آگاہی کے وقت بھی اور پھر میرے توبہ و استغفار کے بعد بھی حضور پر نور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف لائے جو میرے لئے رحمت ہی رحمت اور کرم ہی کرم کا سبب ہے اس کے باوجود کئی سال بعد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حرمین طیبین کی حاضری نصیب ہوئی تو پھر بارگاہِ خدا جل و علا اور بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں معافی کا خواستگار ہوا۔

قارئین! مذکورہ بالا آیت کریمہ میں جن حضرات کے ساتھ جنت کا وعدہ کیا گیا ہے سیدنا علی المرتضیٰ، سیدۃ النساء فاطمہ الزہرا اور حسنین کریمین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی انہی میں شامل ہیں تو ثابت ہوا کہ جب تک کوئی شخص آلِ رسول، ازواجِ رسول اور اصحابِ رسول کو جنتی مان کر ان کی تعظیم نہ کرے اور ان سے محبت ایمانی نہ رکھے۔ اس وقت تک وہ مومن نہیں ہو سکتا تو ایسے شخص کے ولی ہونے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ ولی تو مومن ہی ہو سکتا ہے۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں  
”اے بھائی چونکہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولایتِ محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا بوجھ اٹھانے والے ہیں۔ اس لئے اقطاب۔ ابدال۔ اوتاد



کے مقام کی تربیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امداد و اعانت کے سپرد ہے۔ قطب الاقطاب کا سر مبارک حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت و رعایت سے اپنے ضروری کام (امور) سرانجام دیتا ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور امامین کریمین حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی اس مقام میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شریک ہیں

(مکتوبات حضرت امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۵۱)

معلوم ہوا کہ اقطاب و ابدال تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد سے بنتے ہیں تو جو شخص حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور مدد کا قائل ہی نہ ہو وہ ولی کیسے بن سکتا ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ السامی اپنے مکتوبات مقدسہ میں کئی مقامات پر ایک حدیث قدسی کا مضمون بیان کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔ **هُم قَوْمٌ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ** یعنی اولیاء اللہ ایسی جماعت ہے جن کے پاس بیٹھنے والا آدمی بد بخت نہیں ہو سکتا یہ بات بالکل برحق ہے لیکن ایک بات ذہن میں رہے کہ اس بیٹھنے والے سے مراد وہ شخص ہے جو اولیاء اللہ کے پاس عقیدت و محبت سے بیٹھے اور جو آدمی نکتہ چینی اور اعتراض کی نیت سے بیٹھے وہ اس میں شامل نہیں۔ یہ بالکل ایسے ہی ہے کہ جیسے حضور پر نور نبی کریم رؤف و رحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **مَنْ رَانِي فَقَدْ رَايَ الْحَقَّ**۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہری طور پر دیکھا تو ابو جہل نے بھی تھا لیکن وہ کافر ہی



رہا کیونکہ اس نے محبت، عقیدت اور نورِ ایمانی سے سرکار کونہ دیکھا تھا خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَتَرَاهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَيْكَ وَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ۔ ترجمہ ”اے محبوب! وہ آپ کی طرف نظر تو کرتے ہیں لیکن وہ آپ کو دیکھتے نہیں ہیں“ کیونکہ اگر اں کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آ جاتے اور جلوہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی آنکھوں کو نصیب ہو جاتا تو وہ آپ پر ایمان لے آتے۔ بالکل اسی طرح اولیاء اللہ کے پاس صرف عقیدت اور محبت سے بیٹھنے والا ہی فیض حاصل کر سکتا ہے اور وہ یقیناً درج بالا حدیث قدسی کا مصداق ہوتا ہے اور کبھی بد بخت نہیں ہو سکتا۔ اللہ والوں کے بچے غلاموں کا ہمیشہ خاتمہ بالخیر ہوتا ہے۔

الحمد للہ! آپ میرے اس مضمون کو بار بار غور سے پڑھیں گے تو آپ محسوس فرمائیں گے کہ رافضیت اور خارجیت سے ہم اہل سنت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں۔ اسی لئے آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف سے بیک وقت شانِ صحابہ میں بھی اور حبِ اہل بیت پاک میں بھی کثیر کتب شائع کی گئیں ہیں

یہ تحریر اللہ کریم جل جلالہ کے کرم، اس کے حبیب پاک، امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کی خصوصی نظرِ رحمت پاک اور سلسلہ عالیہ کے تمام سانیوں و بزرگانِ دین کی خصوصی توجہات اور دعاؤں کا نتیجہ ہے



سے پڑھنے والا ہر آدمی اسے پڑھ کر اپنی آخرت سنوارے گا۔ ہمارا مقصود بھی اس سے صرف یہی ہے کہ تبلیغ اسلام ہو اور وہ بھی بالخصوص عقائدِ حقہ کی تبلیغ۔ عزیز! سوچنا چاہیے کہ اگر پیارے آقا حضور پر نور نبی کریم ﷺ کے متعلق، آپ کے ازواجِ مطہرات کے متعلق کہ خدا تعالیٰ نے جنہیں مومنوں کی مائیں ارشاد فرمایا ہے، حضور ﷺ کی چار شہزادیوں کے متعلق چار شہزادیاں ہونے کا عقیدہ، حضور ﷺ کے سسرال، آپ ﷺ کے پیارے صحابہ اور آپ ﷺ کی اہل بیت پاک اور آلِ پاک (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے متعلق ہی تمہارا عقیدہ درست نہ ہو تو کیا پھر بھی امید رکھ سکتے ہو کہ روزِ قیامت حضور پر نور نبی کریم ﷺ کی شفاعت تمہیں نصیب ہوگی؟ ہرگز نہیں! برخوردار! روزانہ زندگی کا سفر طے ہو رہا ہے اور یوں سمجھنا چاہیے کہ ہم اپنے سفر کا ایک میل فاصلہ روزانہ طے کر رہے ہیں بالآخر ہمیں اللہ پاک کی اور اس کے رسول پاک ﷺ کی بارگاہ میں ایک روز پیش ہونا ہے۔ وہاں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کیا جواب دیں گے؟ ذرا ہوش کریں! صریح آیاتِ قرآنی کا انکار کون سی نفع کی بات ہے؟

اللہ تعالیٰ صدقہ حضور نبی کریم ﷺ قبول فرمائیں۔ آمین ثم

آمین۔

السید محمد باقر علی شاہ بخاری نقشبندی مجددی کیلانی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ



## دیباچہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ اَمَّا بَعْدُ:  
قرآن مجید میں امت مسلمہ کو خیر امت یعنی تمام امتوں سے بہتر امت فرمایا گیا، کیوں؟ اس لئے  
کہ تبلیغ اسلام کا منصب و ذمہ داری ان کے سپرد کر دی گئی، فرمایا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (نساء: ۱۱۰)  
”تم بہترین امت ہو جو لوگوں کی (بھلائی) کیلئے نکالی گئی ہو تم ٹیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی  
سے منع کرتے ہو۔“

ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء والمرسلین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر  
سلسلہ نبوت ختم ہوا۔ حضور سید عالم ﷺ نے امت کی یہ ڈیوٹی لگائی۔

بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ اٰیَةً (الحديث)

اگرچہ ایک آیت ہی ہو مجھ سے آگے پہنچاؤ۔

چونکہ مقصودِ ربانی یہ تھا کہ یہ ابدی ہدایت بعد میں آنے والے ہر زمانے کیلئے جاری و ساری  
ہو پس اللہ کریم نے جو ہدایت اور شریعت حصہ حضور پر نور نبی کریم ﷺ پر نازل  
فرمائی اسے حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ پاک تک پہنچا دیا۔ صحابہ پاک نے ان معانی کو جو  
حضور اقدس ﷺ نے اپنے الفاظ سے مراد لئے تھے ان کو سمجھ لیا اور انہوں نے وہ تمام باتیں  
تابعین تک پہنچائیں، تابعین نے بھی ان کی مراد کو سمجھ کر اس کو تبع تابعین تک پہنچایا، تبع تابعین  
سے لے کر آج تک ہر دور میں محبوبانِ خدا، آئمہ دین، محدثین عظام، مفسرین، فقہاء، اولیاء اللہ،  
مجددین اور علمائے اسلام تبلیغ دین اور مخلوق خدا کی اخروی بھلائی جیسے عظیم مشن پر کمر بستہ ہیں۔ لہذا  
جو کوئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتا ہے یا ان کا منکر ہے درحقیقت وہ اسلام کا  
حقیقی دشمن ہے اور اسلام کی عمارت کو بنیادوں سے ہی منہدم کرنا چاہتا ہے۔ خاص طور پر جب  
مختلف فتنے پیدا ہو جائیں تو تبلیغ دین کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ”فتنوں کے ظہور کے وقت جو عالم اپنے علم کو ظاہر نہ کرے اور تبلیغ  
اسلام کے لئے اپنی توانائیاں صرف نہ کرے تو قرآن و حدیث میں جو وعیدیں آئی ہیں ان کی رو  
سے نہ اس کا کوئی فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔“



آپ کے ہاتھوں میں یہ کتاب بھی اسی عظیم تبلیغی مشن کی ایک کڑی ہے، جو حضور قیوم العالم قدوة السالکین، زبدة العارفین، عالم اسلام کے عظیم روحانی پیشوا اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری، نقشبندی، مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کے حکم پر تصنیف کی گئی ہے جنہوں نے اپنی نگاہ فیض سے اب تک اپنے خدام علماء سے ردِ شیعیت، نجدیت پر پنتالیس کتب تصنیف کروا کر رہتی دنیا تک وہ عظیم تبلیغی فریضہ سرانجام دیا ہے کہ جس کے لئے شاید نگاہ شوق ابھی کئی صدیوں تک منتظر رہتی۔ زیر نظر تصنیف حضور قبلہ کے اس خیال مبارک کی تکمیل ہے کہ حضور موصوف کے حکم سے مذہب شیعہ پر انتہائی مدلل اور اس موضوع پر انسائیکلو پیڈیا اور اتھارٹی قرار پانے والی سترہ جلدیں حضرت مولانا محمد علی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے تصنیف فرمائیں۔ یہ ایک عظیم علمی ذخیرہ ہے جو بلاشبہ دربار عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف کی نگاہ فیض کا نتیجہ ہے۔ یہ عظیم اور بحر بیکراں علمی مواد ہے جسے عوام تو کجا تمام علماء بھی مکمل طور پر پڑھنے سے شاید عاری ہوں، ہزار ہا صفحات پر یہ علمی ذخیرہ بکھرا پڑا ہے میرے آقائی و مولائی حضور قبلہ اکثر یہ خیال فرماتے کہ اس کا خلاصہ تیار ہو جائے۔ الحمد للہ! یہ کتاب اس سلسلے کی کاوش ہے جس میں محض خلاصہ کی بجائے مقصد حقیقی پیش نظر رکھا گیا ہے کہ مذہب شیعہ کے تمام اہم مختلف فیہ مسائل کو اس انداز سے سلجھایا جائے کہ مناظرین اسے پڑھیں تو انہیں یہ دلائل دیگر کتب سے بے نیاز کر دیں۔ خطیب حضرات کو سلیس اور عام فہم انداز میں دلیل کی قوت فراہم کریں۔ تحقیقی اور تاریخی نقطہ نظر سے مطالعہ کا ذوق رکھنے والے بھی اس موضوع سے انصاف کی ادائیگی کی گواہی دیں اور ایک عام فہم قاری بھی اگر تلاش حق کیلئے اسے اٹھائے تو اس کا دل مصنف کی پُر درد اور بے لاگ تحقیق سے متاثر ہو کر وہ مسلک اختیار کرنے پر مجبور ہو جائے جو مسلک اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم کا تھا۔ اس لئے اس کتاب کا نام ”المذہب المختار بتائید اقوال اہل بیت الاطہار“ یعنی ”مسلک اہل بیت اطہار“ رکھا گیا ہے جس میں دس ابواب ہیں جن کی ترتیب کچھ یوں ہے۔

**باب اول:** افضل البشر بعد از انبیاء حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بتائید قرآن و حدیث و اجماع امت و اقوال حضرت علی۔

اس باب میں دو فصل ہیں پہلی میں افضلیت صدیقی پر دلائل ہیں اور تفضیلیہ کا رد ہے۔ دوسری فصل میں اہل تشیع کے بنیادی عقیدہ خلافت بلا فصل کی تردید میں اکیس دلائل خود معتبر ترین

کتب شیعہ سے ہیں۔

**باب دوم:** باغ فدک پر شیخین کی تائید حضرت علی اور دیگر آئمہ اہل بیت سے۔

ہر صاحب انصاف قاری پڑھ کر بفضلہ تعالیٰ مسلک اہل سنت کی صداقت کی گواہی دے گا۔

**باب سوم:** خلفاء ثلاثہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی نسبی تعلقات اس باب میں بالخصوص ۲۵

کتب شیعہ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا داماد علی وفاطمہ رضی اللہ عنہما ہونا ثابت کیا گیا ہے اور ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ سے چار بنات رسول ﷺ کا قبوت پیش کر کے حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے داماد مصطفیٰ ﷺ ہونے کی حقیقت روز روشن کی طرح آشکار کی گئی ہے۔

**باب چہارم:** ”حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اہل بیت ﷺ کا فیصلہ“

چونکہ روافض و شیعیت کی بنیاد ہی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گستاخی سے شروع ہوتی ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر محبت اہل بیت حضرات حسنین کریمین کا ان کے حق میں بیعت کا فیصلہ تسلیم کرے، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت امیر معاویہ پر تادم آخر بیس سال تک قائم رہے۔

**باب پنجم:** مروجہ ناتم اور اس کا رد، اکیس عدد آئمہ کے فرامین سے۔

**باب ششم:** ”ڈرو اس وقت سے جو آنے والا ہے“ یعنی وہ کفریات جنہیں خود اہل تشیع بھی پڑھ کر لرز جائیں لیکن انہوں نے کبھی غور نہیں کیا۔

دیگر ابواب تعز یہ نکالنا، کڑے پہننا اور گھوڑا نکالنا جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں جو اہل تشیع کے موجودہ دور کے شعار اور نشانیاں ہیں۔ ان مسائل پر اہل بیت کے فیصلے پیش کئے گئے ہیں۔

اللہ کریم کی بارگاہ اقدس میں التجا ہے کہ یہ کتاب ذریعہ ہدایت بنائے اور پڑھنے سننے والے اسے دل و دماغ میں جگہ دیں۔ اس کتاب سے شیعیت کو بذریعہ دلیل روکنے کے جذبے سے بھرپور علماء و خطباء کو مفت دینے کے عزم کے ساتھ میرے سیدی و مولائی حضرت صاحب خالصتاً ذاتی خرچ سے چھپوار ہے ہیں۔

اللہ کریم آپ کا سایہ ہمہ پایہ تا ابد ہمارے سروں پر قائم رکھے اور دنیا و آخرت میں آپ کی سنگت نصیب ہو۔ آمین ثم آمین

از قلم خاکپائے کوچہ مرشد  
محمد رفیق کیلانی خادم حضور



## باب اول

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور آپ  
کی خلافت بلا فصل نیز حضرت عمر فاروق و حضرت عثمان غنی  
رضی اللہ عنہما کی بیعت کے حق میں حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا

## فیصلہ

### ☆ ﴿فصل اول﴾ ☆

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ: وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
رَسُولِهِ الْكَرِيمِ. فَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ "ثَانِي  
اٰثِنِي اِذْهُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللَّهَ مَعَنَا

قارئین محترم! شیعہ عام طور پر دو گروہ ہیں۔ ایک وہ جو خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم  
کو خلفاء برحق مانتا ہے لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ان سب سے افضل جانتا  
ہے۔ یہ تفضیلیہ ہیں۔ مسلک حق اہل سنت و جماعت کے نزدیک ان کا کیا حکم ہے؟  
حضور سیدنا امام ربانی، حضور مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی قدس سرہ العزیز کے  
نورانی الفاظ مبارکہ میں مسلک حق اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ملاحظہ ہو:-

”بالجملہ افضلیت شیخین یقینی است۔۔۔ منکر افضلیت شیخین را نیز حکم بکنر نلنیم

و مبتدع و ضال دائیم “ ترجمہ: الغرض شیخین کی افضلیت یقینی ہے۔ شیخین کی فضیلت کے منکر کو کفر کا حکم ہم نہیں کرتے البتہ ہم اسے بدعتی اور گمراہ ضرور جانتے ہیں۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم صفحہ ۱۳۰ مکتوب ۲۶۶)

۲۔ و آنکہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بر دیگرے فضولی از کار و بوالفضول است عجب بوالفضول کہ اجماع اہل حق را فضولی داند ترجمہ: اور جو شخص سب صحابہ کو برابر جانے اور ایک کو دوسرے پر فضیلت دیتا فضول سمجھے وہ خود ابوالفضول اور احمق ہے۔ وہ کیسا عجب ابوالفضول ہے کہ جو تمام اہل حق کے اجماع کو فضول جانتا ہے۔ (مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول حصہ چہارم مکتوب ۲۶۶ ص ۱۳۱)

لہذا تفضیلیہ کا کل صحابہ اور امت کے متفقہ عقیدہ سے ہٹ جانا اور بدعت فی العقیدہ کا مرتکب ہو جانا اور گمراہ ہونا ایک طے شدہ امر ہے۔ اس زیر مطالعہ باب میں قرآن سنت و اجماع صحابہ اور ان تینوں مصادر کے جملہ حوالہ جات کی تشریح و تعبیر خود کتب شیعہ اور آئمہ اہل بیت پاک کے فرامین سے پیش کر کے بالخصوص مجمع صحابہ میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور ضمناً حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی روز روشن کی طرح اجاگر کی گئی ہے جو انشاء اللہ اہل حق کے قلب و جاں کیلئے نور، مذہب بین کیلئے دلیل اور منکرین کیلئے حجت ثابت ہوگی اور بفضلہ تعالیٰ پڑھنے کے بعد آپ میرے اس دعویٰ کی تائید فرمائیں گے۔ اہل شیعہ کا دوسرا گروہ معاذ اللہ، معاذ اللہ! خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو خلیفہ برحق بھی نہیں مانتا۔ ان کا رد اسی باب کی دوسری فصل میں تفصیل سے کر دیا گیا ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر



صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کوڈ نکلنے کی پوٹ پر تسلیم کر کے آپ کی بیعت فرمائی اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی بیعت فرمائی۔ آدم برسر مطلب!

قارئین حضرات: اس درج بالا آیت کریمہ میں صریحاً دو چیزوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ (1) یہ کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ثانی اثنین میں شامل ہیں اور (2) اذِیْقُولُ لِصَاحِبِہ کے الفاظ مبارکہ سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے شرف صحابیت کا ذکر ہمیشہ کیلئے قرآن مجید کا جز بنا دیا گیا لہذا جو آپ کے شرف صحابیت کا منکر ہوگا وہ قرآن کا منکر ہوگا اور قرآن مجید کا انکار کفر ہے۔ لہذا آپ کا اسلام میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارکہ کے بعد ثانی ہونا اور آپ کا شرف صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے جس پر مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔

پھر یہ بھی طے شدہ بات ہے کہ اگرچہ تمام صحابہ کرام نفس صحابیت میں برابر ہیں لیکن ان کے درجات میں فرق ہے۔ خود قرآن مجید درجات صحابہ بیان کرتا ہے یہ اس لئے بیان کرنے کی ضرورت ہے تاکہ کسی ذہن میں یہ بات نہ آئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی افضل ترین ہستیوں میں درجہ بندی کیونکر ممکن ہے یا کیسے کی جاسکتی ہے؟ اہل سنت و جماعت کے نزدیک احکام کا ماخذ سب سے پہلے قرآن مجید، اس کے بعد صاحب قرآن حضور پر نور نبی کریم رؤوف ورحیم سید عالم ﷺ کا مبارک فیصلہ اور اس کے بعد تیسرا درجہ اجماع صحابہ و اجماع امت کا ہے۔ فضائل و مراتب صحابہ میں اولین درجہ بندی خود قرآن مجید نے فرمائی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سورۃ الحدید کی آیت مبارکہ: فرمایا

”لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أُولَٰئِكَ أَكْثَرُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتِلُوا ط وَكَذَٰلِكَ وَعَدَ اللَّهُ الْحَسَنَىٰ : (پ ۲۷ ع ۷۱ سورۃ الحديد)

ترجمہ ”تم میں برابر نہیں وہ جنہوں نے فتح مکہ سے قبل خرچ اور جہاد کیا وہ مرتبہ میں ان سے بڑے ہیں جنہوں نے بعد فتح مکہ کے خرچ اور جہاد کیا اور ان سب سے اللہ جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں لَا يَسْتَوِي نص قطعاً ہے اور مِنْكُمْ سے تمام صحابہ مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ اگرچہ تمام صحابہ اولین و آخرین جنتی ہیں لیکن لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ کے الفاظ مبارکہ سے یہ وہم ختم ہو گیا کہ وہ سب برابر ہیں۔ یہ الفاظ قرآن ہیں اور انکار قرآن مجید کفر ہے۔

جیسا کہ یہاں واضح طود پر فرمایا گیا کہ فتح مکہ سے پہلے جہاد اور انفاق کرنے والے فتح مکہ کے بعد جہاد اور انفاق کرنے والوں سے افضل ہیں۔ پھر فتح مکہ سے قبل جہاد اور انفاق کرنے والوں میں بھی درجات ہیں اور ان سب صحابہ میں بھی ایمان، انفاق اور جہاد میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ چونکہ اول ہیں لہذا تمام صحابہ میں سے بھی افضل قرار پائے۔

لہذا اس آیت مبارکہ کا شان نزول اور شرح میں صدر الافاضل حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خزائن العرفان مع ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی درج



کرنا چاہوں گا۔ یہ تفسیری حاشیہ اہل سنت کے جملہ اسلاف متقدمین مفسرین کی ترجمانی میں خلاصۃ التفاسیر کی حیثیت رکھتا ہے۔ ملاحظہ ہوں۔ حضرت صدر الافاضل کے الفاظ: آپ فرماتے ہیں۔

”یہ آیت حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جو ایمان لائے اور پہلی وہ شخصیت ہیں کہ جنہوں نے راہ خدا میں مال خرچ کیا اور رسول کریم ﷺ کی حمایت کی اور اس حمایت میں جانی مشقتوں سے شرف جہاد حاصل کیا

اہل شیعہ بھی آپ کے اول اسلام ہونے کا واشگاف الفاظ میں اقرار کرتے ہیں۔ ”اِنَّ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ بَعْدَ خَدِیْجَةَ اَبَا بَكْرٍ“ ترجمہ: بے شک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد جو سب سے پہلے ایمان لائے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے“ قرآن مجید سے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ”ثانی اثنین میں شامل ہونے“ ”حضور سید عالم ﷺ کا صحابی ہونے“ کے بعد آپ کے تقویٰ کا ذکر بالخصوص قرآن مجید نے اپنے محبوب کریم ﷺ کے تقویٰ کے ساتھ کیا۔ فرمایا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ اُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (سورہ زمر) ترجمہ: اور جو سچ لے کر آیا اور جس نے اس سچ کی تصدیق کی وہ متقی ہیں۔“

چونکہ مخالف پر خود اس کی کتب حجت ہوتی ہیں لہذا اس ارشاد خداوندی کی تفسیر خود اہل شیعہ کی تفسیر کے امام ابو علی فضل بن حسن طبری کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں۔ تفسیر مجمع البیان میں ہے:

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَصَدَّقَ بِهِ أَيْ أَبُو  
بَكْرٍ الصِّدِّيقُ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (تفسیر مجمع البیان جلد ۳ جز نمبر ۵ ص ۴۵  
مطبوعہ تہران) ترجمہ: ”اور جو سچ لے کر آیا یعنی اللہ کے رسول حضرت محمد ﷺ اور جس  
نے اس سچ کی تصدیق کی یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ ہستیاں متقی ہیں۔“

آپ کا تقویٰ نص قطعی سے ثابت ہو گیا۔ اہل سنت متقدمین کی تفاسیر کے خلاصہ  
التفاسیر کے طور پر حضرت صدر الافاضل کی تفسیر خزان العرفان کے ساتھ اس اہل شیعہ  
کی تفسیر مجمع البیان جلد پنجم پ ۳۰ سورہ لیل ص ۵۰۲ میرے سامنے ہے جہاں فَاَمَّا  
مَنْ اَعْطَىٰ وَالتَّقَىٰ.... وَسَيَجْزِيهَا الْاَتْقَىٰ کے متعلق واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ  
نَزَلَتْ فِيْ اَبَا بَكْرٍ: یعنی یہ آیات حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں  
نازل ہوئیں۔

اب فریقین کی تفاسیر کے مطابق قرآن مجید کی عبارت النص سے آپ کا اتقی یعنی  
سب سے بڑا متقی ہونا ثابت ہو گیا۔ یہاں نص قطعی سے آپ کے حق میں اتقی فرمانا اور  
دوسرے مقام پر اِنَّ اَكْبَرَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ (تم میں سے اللہ کے ہاں سب سے  
بڑھ کر عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے) کو معیارِ تکریم قرار دے کر مجمع صحابہ میں  
آپ کی بزرگی و فضیلت قرآن مجید نے جمیع صحابہ کرام پر مسلم فرمادی۔

بلکہ کمال ہے اہل شیعہ کے تفسیر کے امام علامہ طبرسی کے مطابق اللہ کریم نے  
حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حق میں ”اُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ“ (سورہ نور  
آیت نمبر ۲۲) ترجمہ: ”یعنی اے صحابہ تم میں سے صاحبِ فضیلت“ کے الفاظ نازل فرما



کر مجمع صحابہ میں سے خصوصیت کے ساتھ آپ کو تاج فضیلت بخشا (تفسیر مجمع البیان ج ۷ جلد چہارم ص ۱۳۳)

قارئین محترم! یہ فضیلت منجانب اللہ ہے جسے عطا ہو جائے اسے کوئی چھین نہیں سکتا۔ اہل سنت و جماعت کے نزدیک لَا یَسْتَوِی مِنْکُمْ کی سب سے بہتر اور عملی تفسیر خود حضور پر نور نبی کریم روؤف و رحیم سید عالم ﷺ نے کی۔ تمام صحابہ میں افضل امت ہونے کا فیصلہ آپ نے خود فرمایا اور بحمدہ تعالیٰ اہل سنت و جماعت تو کجا! خود کتب شیعہ کو بھی اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا کہ امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ للعالمین جانِ رحمت اور والی امت ﷺ نے خود اپنی ظاہری زندگی مبارکہ میں کل صحابہ کے مجمع میں سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے مصلائے امامت پر کھڑا فرمایا۔

اہل شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ اسکی شرح الدرۃ النخفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:-

فَلَمَّا اشْتَدَّ بِهِ الْمَرَضُ أَمَرَ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ ترجمہ: حضور اکرم ﷺ کا مرض بڑھ گیا تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

یہی مصنف آگے لکھتا ہے:-

وَالصَّحِيحُ عِنْدِي وَهُوَ الْأَكْثَرُ وَالْمَشْهُورُ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ صَلَّى بِالنَّاسِ بَعْدَ ذَلِكَ يَوْمَئِذٍ ثُمَّ مَاتَ

ترجمہ: میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی حقیقت اکثر مشہور ہے کہ بے شک

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد بھی دو دن تک تمام نمازیں پڑھائیں اور پھر حضور سید عالم ﷺ کا وصال ہوا۔ (درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۲۲۵ مطبوعہ تہران)

کون ان اہل شیعہ کو سمجھائے کہ جو اپنے فرضی تصورات میں افضل البشر بعد از انبیاء حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بے ادبی میں کہاں سے کہاں پہنچ جاتے ہیں؟ اور اپنے ایمان کا بیڑہ غرق کر دیتے ہیں کاش یہ دیکھا ہوتا کہ پوری امت میں سے افضل قرار دے کر حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امام الممتقین نائب مصطفیٰ اور مقتدائے مرتضیٰ کس ہستی نے انہیں بنایا اگر امامت نماز فضیلت کا معیار نہیں تو معراج کی رات خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو امام الانبیاء والمرسلین بنا کر خود کیوں امامت نماز کو فضیلت کا معیار بنایا؟ اور تمام انبیاء پر آپ کی فضیلت کو مسلم فرمادیا۔

میرے عزیز! مسجد اقصیٰ میں جس طرح تمام انبیاء کا امام بنا کر خود خدا نے اپنے محبوب کی فضیلت کا تمام انبیاء میں اعلان فرمایا بالکل اسی طرح خود محبوب خدا ﷺ نے مسجد نبوی شریف میں تمام صحابہ کا امام بنا کر حضور حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا تمام صحابہ میں اعلان فرمادیا۔ لہذا مجلس انبیاء میں نہ فضیلت مصطفیٰ ﷺ میں کوئی شک رہا اور نہ مجلس صحابہ میں فضیلت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کوئی شبہ رہا۔ جب مقتدا مقتدی سے افضل ہے تو میں اہل شیعہ سے درمندانہ گزارش کرتا ہوں کہ حضرت سیدنا شیر خدا شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تو اپنی ظاہر حیات طیبہ میں بھی حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پیچھے ہی نمازیں ادا



فرماتے رہے۔ تفسیر قمی دیکھیں جہاں واضح الفاظ ہیں۔

”ثُمَّ قَامَ وَتَهَيَّأَ لِلصَّلَاةِ وَحَضَرَ الْمَسْجِدَ وَصَلَّى خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ

ترجمہ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور نماز کی تیاری کر کے مسجد

میں تشریف لائے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کی اقتدا میں نماز پڑھی (تفسیر قمی صفحہ ۵۰۳)

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ ہم اہل سنت و جماعت صحابہ رضوان اللہ

علیہم اجمعین میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو فضیلت دیتے ہیں یہ اپنے

طور پر نہیں بلکہ قرآن مجید میں درج آپ کی فضیلت کی وجہ سے ہے اور حضور پر نور نبی کریم

ﷺ کا اپنی ظاہری حیات طیبہ میں انہیں اپنے مصلائے امامت پر کھڑا کرنے کی وجہ

سے اور سیدنا مولائے کائنات حضرت شیر خدا حضور مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا آپ کے

پیچھے مع جملہ صحابہ کرام مقتدی بننے کی وجہ سے آپ کی فضیلت کے قائل ہیں۔

اس پر مستزاد حضور مولا مشکل کشا کا اپنا فیصلہ وہ ہے جو آپ نے اپنے لخت جگر

حضرت سیدنا محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا ان کا سوال

اور آپ کا جواب جو اہلسنت کی کتب صحاح و تاریخ میں تواتر سے ثابت ہے بلفظ درج ہے

عرض کیا: أَيْ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ مَنْ؟

قَالَ عُمَرُ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۱۸) ترجمہ: حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے

عرض کیا نبی پاک ﷺ کے بعد کون امت میں افضل ہیں؟ حضرت علی نے جواب دیا ابو

بکر رضی اللہ عنہ۔ میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا پھر عمر رضی اللہ عنہ۔ “آپ کا یہ فرمان

بخاری شریف کے علاوہ ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۸۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد اول ص ۱۱۵ اور ص ۱۲۸ پر مختلف چار سندوں کے ساتھ۔ مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ ص ۸۸۷ کنز العمال جلد ۶ ص ۲۳۶، ص ۳۶۹، حلیۃ الاولیاء از ابو نعیم جلد اول ص ۱۹۹، الاستیعاب جلد ۲ ص ۴۵۶ الاعتقاد علی مذہب السلف از امام بیہقی ص ۱۹۱۔ اخبار اصفہان جلد اول ص ۳۳۵۔ جلد دوم ص ۱۸۲، ص ۲۶۶، موضع اوہام الجمع والتفریق از خطیب بغدادی جلد اول ص ۴۳۹ اور تذکرۃ الحفاظ از امام ذہبی جلد ۳ ص ۳۰۱ پر موجود ہے۔

ہم سچے غلامانِ علی ہیں۔ ہم آپکا فرمان اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا خلفاء ثلاثہ کی عملاً بیعت کرنا اور انکے ساتھ مشیرِ اعلیٰ اور قاضی القضاۃ کے عہدوں پر فائز رہنا اور خلفاء راشدین کے ساتھ ان کے ادوار میں فتوحاتِ اسلام میں پیش پیش رہنا پیش نظر رکھتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے فضیلتِ شیخین کا قول آپ سے تو اترے ثابت ہے جسے حضور سیدنا امام ربانی حضور مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے مکتوبات شریف جلد اول دفتر اول مکتوب شریف ۲۶۶ ص نمبر ۲۹ پر، حضرت امام جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص ۳۱ پر فصل الصحابہ میں اور صاحب البدایہ والنہایہ نے جلد ۸ ص ۱۳ پر قدو ثبت عنہ بالتواتر کے الفاظ سے درج کیا ہے۔

میں شیخین طاہرین کے بارے میں حضور حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دو ارشاداتِ خود معتبر کتبِ شیعہ سے پیش کرنا چاہوں گا۔ (۱) ہَمَّا اِمَامَانِ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ کَانَ عَلٰی الْحَقِّ وَ مَاتَا عَلَیْهِمَا رَحْمَةُ اللّٰهِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ترجمہ: فرمایا وہ دونوں (ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور مصنف امام تھے دونوں پوری زندگی حق پر رہے اور حق پر ہی وصال فرمایا۔ روز قیامت ان دونوں ہستیوں



پر اللہ کی رحمت ہو (احقاق الحق ص ۷) (۲) حضور مولا مشکل کننا شیر خدا رضی اللہ عنہ نے شیخین کے بارے ارشاد فرمایا ”وَلَعَمْرِي إِنَّ مَكَا نَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ لَعَظِيمٌ وَأَنَّ الْمُصَابَ بِهِمَا لَجَرَحٌ فِي الْإِسْلَامِ شَدِيدٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ وَجَزَاهُمَا بِأَحْسَنِ مَا عَمِلَا“

ترجمہ: فرمایا مجھے اپنی عمر کی قسم! بے شک ان دونوں ہستیوں کا اسلام میں بہت ہی عظیم مقام ہے اور ان کے وصال سے اسلام پر بہت ہی سخت مصائب کا دور آیا اللہ ان دونوں پر رحمت فرمائے اور ان کے اعمال کی انہیں جزائے خیر عطا فرمائے (ابن میثم شرح نہج البلاغہ ج ۲ ص ۱۳۶) حضرت علی حق ہیں تو فضائل شیخین جو آپ کے فرامین سے ثابت ہیں وہ بھی حق ہیں۔

حضرات گرامی! فضیلت شیخین پر بہت بڑی دلیل ظاہر وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد کل صحابہ کا اجماعی طور پر یکے بعد دیگرے انکی بیعت کرنا ہے۔ اہل سنت کے ہاں تو لَا تَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ کی حدیث صحیحہ موجود ہے ہی، خود اہل شیعہ کے متقدمین میں سے انکے سر تاج شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری خصال شیخ صدوق میں اور متاخرین میں سے انکے مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری ”حیات القلوب“ میں اس حدیث اور اصول کو اہل شیعہ کے ہاں بھی مسلم مانتے ہیں کہ نبی پاک ﷺ کی امت کبھی گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔

وہ لکھتے ہیں: سیزدہم آن است کہ خدا ایشان از گرسنگی نمی کشد و ایشان را بر گمراہی جمع نہ کند ترجمہ: حضور ﷺ کی امت کی تیرہویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ

اسے بھوک سے نہیں مارے گا اور انہیں گمراہی پر جمع نہیں ہونے دے گا۔ (خصال شیخ  
صدوق با ترجمہ و شرح فارسی جلد نمبر 1 ص ۱۱۱؛ حیات القلوب ج ۲ ص ۲۵۹ مطبوعہ  
نولکشور بالفاظ مختلفہ)

قارئین! چونکہ میرا مقصد محض حق بیان کرنا ہے اور اس سے اللہ جل جلالہ اور  
اس کے رسول اعظم شفیع معظم ﷺ کی رضا و خوشنودی مقصود ہے اور راہ حق سے بھٹکنے  
والوں کو اس راہ پر لانا مقصود ہے جس راہ پر حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تھے لہذا وہ اہل شیعہ  
جو کہا کرتے ہیں کہ خلفائے راشدین کا انتخاب مجلس مشاورت کے ذریعہ ہوا نہ کہ خدا اور  
اس کے رسول ﷺ کا یہ انتخاب تھا۔ لہذا وہ برحق نہ تھے ان کیلئے گزارش ہے کہ آئیں یہ  
فیصلہ خود حضور باب العلم شہنشاہ ولایت مظہر العجائب والغرائب مولائے کائنات حضور  
سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں اور وہ بھی نہج البلاغہ جیسی مسلمہ  
کتاب سے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِنَّمَا الشُّورَى لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ  
فَإِنْ اجْتَمَعُوا عَلَى رَجُلٍ وَسَمَّوْهُ إِمَامًا كَانَ ذَلِكَ لِلَّهِ رِضَى  
ترجمہ: بے شک شوری، مہاجرین اور انصار کے ہی شایان شان ہے۔ پس یہ دونوں گروہ  
جس کو متفقہ طور پر اپنا امام و خلیفہ بنانا منظور کر لیں تو وہ امام و خلیفہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ ہوگا۔  
(نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت ص ۳۶۷، مکتوب نمبر ۶)

چونکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بطور خلیفہ بھی مہاجرین و انصار کی مجلس  
شوری کے ذریعے ہوا لہذا آپ اپنے اس مکتوب میں اپنے خلیفہ برحق ہونے پر فیصلہ  
صحابہ کو بطور دلیل پیش کر رہے ہیں اور آپ کا یہ خط حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی



طرف ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ آپ کے اس فرمان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کسی کے خلیفہ برحق ہونے کیلئے اس کا اللہ کی طرف سے منتخب ہونا کوئی شرط نہیں بلکہ مہاجرین و انصار کا باہم مشورہ سے انتخاب ہی دراصل اللہ کا انتخاب ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الفاظ ذَلِکَ لِلّٰہِ رِضِیَّ کے مطابق خلیفہ کا اس طرح منتخب ہونا اللہ جل جلالہ کی رضا کی دلیل ہے کن نفوس قدسیہ کا مشورہ؟ وہی صحابہ کہ شاورُہُم فی الامرِ ”کہ اے محبوب ان صحابہ سے مشورہ فرمایا کریں“ کی نص قطعی جنکے مشورہ کی فضیلت پر قیامت تک قرآن مجید میں تلاوت کی جاتی رہے گی۔ اب تو خلفاء ثلاثہ کے طریق انتخاب اور انکی خلافت پر خود فرمان حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سے کوئی شبہ باقی نہ رہا۔ وسیع الذہن اور صاف دل ہو کر آپکے یہ فرمان پڑھیں انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی۔

اے بھائیو! کھلے ذہن سے سوچو کہ خلفاء راشدین کے زیریں دور میں چھم چھم برستی ہوئی اللہ کی رحمت و برکت اور شب و روز کی بے مثال فتوحات اسلامیہ پر آج تک عالم کفر تو انگشت بدنداں ہو کر خلفاء راشدین کی علو مرتبت و فضیلت بیان کرنے پر مجبور ہو اور تم دعویٰ اسلام کے باوجود آج تک برحق خلفاء راشدین کی تیس سالہ خلافت جیسی حقیقت کو جھٹلا رہے !!! ہو جو کہ تاریخ کا حصہ بن چکا۔ ہر اپنا بیگانہ، مسلم اور غیر مسلم، کافر اور مومن جانتا ہے کہ حضور سید عالم ﷺ کے بعد خلافت بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ کی تھی انکے بعد برحق خلافت دس سال حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، بارہ سال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی، چار سال نو ماہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اور چھ ماہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت تھی اس طرح یہ تیس سالہ دور خلافت واپس لانا تو کسی شیعہ کے بس کی بات نہیں چاہے اس کیلئے لاکھ جتن کرے اگر کچھ حاصل ہوگا تو صرف دنیا و آخرت میں بد نصیبی و رسیا ہی! کیا فائدہ؟

اب میں خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے اپنے خلیفہ بلا فصل ہونے سے انکار پر مبنی تیس (۲۳) حوالہ جات پیش کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل اور اسکے بعد حضرت سیدنا عمر فاروق کی خلافت حقہ کا فیصلہ خود اللہ جلّ جلالہ نے عرش معلیٰ پر فرمایا اور زمین پر مقرر صادق رحمت عالم شفیع معظم حضور سید عالم ﷺ نے خود اس کا اعلان فرمایا یہ حوالہ بھی خود معتبر ترین کتب شیعہ سے ہے اگر کوئی شیعہ حوالہ غلط ثابت کرے تو منہ پاتا گا انعام پائے لیکن ایسا ممکن نہ ہو سکے گا کیونکہ قادر مطلق کو یہی منظور ہے کہ میرے محبوب مکرم نور مجسم ﷺ کے ساتھ گنبد خضریٰ میں قیامت تک جلوہ فرما رہے ہوں والے ان دونوں حضرات بے مثال کی عظمت و شان کے ڈنکے بھی بے مثال طریقے سے بجیں اور اس کا اہتمام خود کتب شیعہ میں اس انداز سے کر دیا گیا کہ ان میں سے بھی کوئی انصاف پسند پڑھ کر یا کسی اہل سنت عالم دین سے سن کر دولت ایمان سے خالی نہ رہے گا اور پڑھ کر مسلک اہل سنت و جماعت اختیار کرنے پر مجبور ہو جائیگا۔

لیجئے! یہ تفسیر صافی ص ۱۶ مطبوعہ تہران طبع جدید اور تفسیر قمی ص ۶۸ مطبوعہ ایران طبع قدیم ہے۔ پ ۲۸ سورہ تحریم کی آیت مبارکہ ہے وَ اِذَا اسَرَ النَّبِیُّ اِلٰی بَعْضِ اَزْوَاجِهِ حَدِیثًا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اپنی کسی



بیوی سے ایک راز کی بات کی۔ ان تفاسیر کے متعلقہ مقامات پر صاف لکھا ہے کہ حضور پر نور نبی کریم روؤف و رحیم ﷺ نے ام المومنین حضرت سیدہ حفصہ بنت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے راز کی بات یہ کی:

فَقَالَ إِنَّ أَبَاكَرٍ يَلِي الْخِلَافَةَ بَعْدِي ثُمَّ بَعْدَهُ أَبُوكَ فَقَالَتْ مَنْ  
أَنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَأَنِي الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ۔

ترجمہ: (راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے) آپ نے فرمایا میرے بعد بے شک ابوبکر خلیفہ ہوں گے پھر ان کے بعد تیرے ابا جان اس منصب پر فائز ہوں گے اس پر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ حضور! یہ خبر آپ کو کس نے دی ہے؟ تو سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ نے یہ خبر دی ہے۔

(تفسیر صافی مصنفہ محمد بن مرتضیٰ المعروف علامہ فیض کاشانی ص ۱۶ مطبوعہ تہران جدید، تفسیر قمی مصنفہ ابوالحسن علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی مطبوعہ ایران طبع قدیم ص ۶۸۷)

اے اہل شیعہ! یہ حوالہ جاگتی آنکھوں سے پڑھیں: خود تمہاری کتب میں موجود ہے۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں بے شک ہدایت فقط اسی کے کرم سے ہے یہ حوالہ اپنی وضاحت آپ ہے اس پر مزید کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔ دیگر شیعہ تفاسیر میں سے تفسیر منہاج الصادقین میں بھی ایسے ہی ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ سے راز کی بات ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا

”بعد من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند و پادشاہی

کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج  
الصادقین جلد ۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد تمہارے والد گرامی حضرت عمر  
(رضی اللہ عنہما) اس امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد عثمان غنی (رضی اللہ  
عنہ) خلیفہ ہوں گے۔

کیا حضور اکرم ﷺ کے الفاظ کہ بعد من ابو بکر حضرت سیدنا صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل قطعی نہیں؟ اب تفسیر مجمع البیان ص ۷۷ بھی سورہ تحریم کا  
یہی مقام ملاحظہ فرمائیں واضح الفاظ ہیں أَخْبَرَ حَفْصَةَ أَنَّهٗ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهِ أَبُو  
بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُو ترجمہ: حضور ﷺ نے حضرت حفصہ کو خبر دی کہ میرے بعد ابو بکر اور ان  
کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۲  
مطبوعہ تہران)

قارئین محترم! یہاں بھی مِنْ بَعْدِهِ أَبُو بَكْرٍ کے الفاظ حضرت سیدنا صدیق اکبر  
رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلیل قطعی ہیں۔ اب فیصلہ آپ پر ہے کہ نبی کا فرمان سچا  
ہے یا اہل شیعہ کا من گھڑت عقیدہ کہ علی خلیفہ بلا فصل ہیں؟

## ☆ ﴿فصل دوم﴾ ☆

اس فصل میں اُن اہل شیعہ کا رد ہے جو نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ  
عنہم کو بھی برحق نہیں مانتے اور اس معاملے میں اس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ نبی پاک ﷺ  
کے وصال کے فوراً بعد جو ترتیب خلافت قائم ہوئی اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے



اور کل صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خلفاء ثلاثہ کی بالاتفاق جس طرح بیعت کی اس کے ماننے سے نہ صرف منکر ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کو انہوں نے اپنے کلمے اور اذان تک کا جز بنا لیا ہے اور اس میں ان کی سب سے بڑی دلیل ان کے اپنے زعم میں خم غدیر کے موقع پر حضور پر نور نبی کریم رؤوف ورحیم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ ارشاد فرمانا ہے ”مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ“ جبکہ اس حدیث مبارک کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک صرف یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا ”جس کا میں دوست ہوں اس کے علی بھی دوست ہیں۔“ میں اہل شیعہ کا موقف اگر خود ان کی کتب سے خلاصہ کے طور پر بیان کرنا چاہوں تو وہ یہ ہے:-

”اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہیں اور ہزاروں کے مجمع میں آپ کی خلافت بلا فصل کا نبی پاک ﷺ نے کئی بار اعلان کیا۔ حتیٰ کہ ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک ﷺ کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید کی اور اتنا مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں بھی اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا۔“ اس موقف میں کس حد تک صداقت ہے؟ اس کا فیصلہ خود حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے کراتے ہیں جو آپ کا عمل ہے اور جو آپ کے فرمان ہیں وہ حق ہیں بلکہ آپ سراپا حق ہیں اور خلافت بلا فصل کے بارے میں بھی جو آپ نے حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا وہ بھی یقیناً حق ہے۔ ہم ذیل میں اکیس حوالہ جات پیش کر رہے ہیں۔ بفضلہ تعالیٰ اگر نظر انصاف سے جو جو شیعہ بھی پڑھے گا اقرار کئے بغیر اس کو کوئی چارہ کار نہ رہے گا۔

حوالہ نمبر ۱:- خلیفہ بلا فصل ہونے سے خود حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کا صاف انکار

اہل شیعہ کی تاریخ روضۃ الصفا سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے وہ الفاظ سنیں جو آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بنائے جانے کے بارے میں اپنی رائے کے طور پر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کئے۔

”امیر المؤمنین علی فرمود کہ مابغیر عمر رضی نہی شویم کہ خلیفہ باش“

ترجمہ: ”ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بغیر کسی کے خلیفہ بننے کو پسند نہیں کریں گے۔“

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بھی یہی رائے دیکھی تو فرمایا

”بخدمت ابی بکر توجہ نمودہ وگفت اے خلیفہ رسول خدا! پسندیدہ شاپسندیدہ ما

است ورضائے مامقرون برضائے شماست“

ترجمہ: ”پھر حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے

اور فرمایا اے رسول خدا کے خلیفہ! آپ کی پسند ہماری پسند ہے اور ہماری خوشی آپ کی خوشی

سے وابستہ ہے۔ (تاریخ روضۃ الصفا مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم ج ۲ ص ۴۴۲ در ذکر خلافت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ)

کتنے طواف الفاظ میں آپ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول خدا اور

انکے بعد ”مابغیر عمر رضی نہی شویم کہ خلیفہ باش“ کے الفاظ سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی

84275



اللہ عنہ کی خلافت کی تائید اور اقرار کر رہے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ اگر آپ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو حضرات شیخین کی خلافت کا اتنے واضح اور غیر مبہم الفاظ میں اقرار کیوں کرتے؟ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا شیر خدا ہونا مابین فریقین متفق علیہ ہے تو یوں کہنا چاہیے کہ اگر آپ خود خلیفہ بلا فصل ہوتے تو پھر غیر کے خلیفہ بننے کو تو گوارا ہی ہرگز نہ کرتے؟ اگر بقول اہل شیعہ ”خم غدیر“ کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کا اعلان ہو چکا تھا اور ایک سو بیس مرتبہ آسمانوں پر بلا کر اللہ نے نبی پاک کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت و امامت کی اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا کہ دوسرے فرائض میں اتنی تاکید و مبالغہ نہ فرمایا گیا، تو میں اہل شیعہ سے پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ پھر حضور مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تائید تمہاری پشت پر کیوں نہیں؟ بلکہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو یہاں صاف اہل سنت و جماعت کے ساتھ کھڑے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول خدا فرما کر انکی خلافت بلا فصل کا اعلان فرما رہے ہیں۔

حوالہ نمبر ۲:- حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کی اپنی تقریر سے

خلافت بلا فصل کا شوشہ ختم

یہ نہج البلاغہ کا خطبہ ۹۲ ہے۔ حضرت سید عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید کر دیئے گئے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آپ کو بیعت لینے پر ابھارنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوتے ہیں۔ خلفاء ثلاثہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان

رضی اللہ عنہم کے بعد اب چوتھے نمبر پر جبکہ آپ کا خلیفہ بننا تاریخ اسلام اور اہل سنت و جماعت کے نزدیک برحق و مسلم ہے تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ آپ تو اس کے بھی حریص نہیں دکھائی دیتے بلکہ صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کسی اور کو خلیفہ بنا لو تو میں تم سے بڑھ کر اس کی اطاعت کروں گا۔ اور خلفاء ثلاثہ کا جس طرح وزیر رہا ہوں اس طرح اب بھی خلیفہ بننے کی بجائے خلیفہ کا وزیر بننا میرے لئے زیادہ بہتر ہے فرمایا

وَإِنْ تَرَكْتُمُونِي فَاَنَا كَأَحَدِكُمْ وَلَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطُوْعُكُمْ  
لِمَنْ وَلَيَتَمُوْهُ أَمْرُكُمْ وَأَنَا لَكُمْ وَزِيرًا خَيْرٌ لَّكُمْ مِّنِّي أَمِيرًا

ترجمہ: فرمایا اگر تم مجھے خلافت کے معاملہ میں چھوڑ دو اور رہنے ہی دو تو میں تم میں سے ایک عام فرد کی طرح رہوں گا بلکہ جس کو تم خلیفہ چن لو گے میں اسکی فرماں برداری اور اطاعت میں تم سب سے آگے ہوں گا اور میرا وزیر بن جانا خلیفہ اور امیر بننے سے زیادہ بہتر ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۱۳۶ خطبہ ۹۲، مطبوعہ بیروت دارالکتاب لبنان)

یہاں اس فرمان میں اِنْ تَرَكْتُمُونِي فَاَنَا كَأَحَدِكُمْ کے الفاظ سے صاف واضح ہے کہ یہ الفاظ ارشاد فرمانے سے قبل نہ آپ خلیفہ تھے اور نہ لوگوں کو اس بارے میں کوئی علم تھا پھر فرمایا لَعَلِّي أَسْمَعُكُمْ وَأَطُوْعُكُمْ یعنی اگر کسی کو خلیفہ بناؤ گے تو مجھے سمع و اطاعت یعنی فرمانبرداری میں اپنے سے بڑھ کر پاؤ گے۔ آگے آپ کے الفاظ لِمَنْ وَلَيَتَمُوْهُ أَمْرُكُمْ صحابہ کرام کے انتخاب سے بننے والے خلفاء ثلاثہ کے برحق ہونے پر بھی دلیل قاہرہ ہیں کیونکہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ تو خلفاء ثلاثہ کے بعد کسی اور خلیفہ کے ممکنہ انتخاب کی صورت میں بھی سمع و اطاعت کا اظہار فرما رہے ہیں اور حضرت علی



رضی اللہ عنہ اطاعت اسی وقت کریں گے جب اسے خلیفہ برحق سمجھتے ہوں گے نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے خلفاء ثلاثہ کو حق پر سمجھنا، انکی سمع و اطاعت کرنا اور ہر دور میں ان کا وزیر بنے رہنا یہاں خود آپ کے فرمان سے نہج البلاغہ میں ثابت ہے اور آپ کی خلفاء ثلاثہ کی بیعت و اطاعت و وزارت برضا و رغبت تھی نہ کہ جبراً۔ یہ اس لئے کہ آپ باتفاق فریقین شیر خدا ہیں حیدر کرار ہیں باطل کی اطاعت تو آپ سے متصور ہو ہی نہیں سکتی۔

اس ارشاد سے یہ بھی واضح ہوا کہ اگر ”خم غدیر“ کے موقع پر آپ کی خلافت بلا فصل کا اعلان ہو چکا تھا تو پھر کسی دوسرے کی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار چہ معنی دارد؟ بلکہ آپ کے اس خطبہ سے تو یہ بھی ثابت ہوا کہ اس خطبہ کے وقت تک آپ نہ خلیفہ تھے نہ خلافت کے دعویدار۔ جب یہ دونوں باتیں مفقود تھیں تو خلافت بلا فصل کا تو وجود ہی ختم!!!

حوالہ نمبر ۳:- حضرت علی کے فرمان سے ”وصی رسول اللہ“ کا عقیدہ ختم نیز حضرت ابو بکر کے خلیفہ بلا فصل اور خیر امت

ہونے پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کا واضح فرمان گرامی

ان فی الخبر المروئی عن امیر المؤمنین علیہ السلام کما قیل لہ الا توصى فقال ما اوصی رسول اللہ ﷺ فاوصی ولكن ان اراد اللہ بالناس خيراً استجمعهم علی خیرہم کما جمعہم بعد نبیہم علی خیرہم

ترجمہ: ”امیر المؤمنین حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ جب آپ سے کہا گیا کہ آپ وصیت کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا حضور ﷺ نے وصیت فرمائی تھی؟ کہ میں وصیت کروں۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرمایا تو ان میں سے ان کے بہترین شخص پر سب کو جمع کر دے گا جیسا کہ اس نے نبی پاک ﷺ کے بعد انہیں بہترین شخص پر جمع کیا۔ (تلخیص الثانی جلد دوم ص ۲۳ تصنیف شیخ الطائف ابو جعفر طوسی)

اس حدیث میں ما اوصی رسول اللہ کے واضح الفاظ سے ”عَلٰی وَصٰی رَسُوْلُ اللّٰہ“ کی حضرت مولانا علی کے فرمان سے نفی ہو گئی اور جَمَعَهُمْ بَعْدَ نَبِيِّهِمْ عَلٰی خَيْرِهِمْ کے الفاظ سے خلافتِ بلا فصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے نیز حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل امت ہونا حضرت مولانا علی رضی اللہ عنہ کی قوی حدیث سے ثابت ہو گیا اور وہ بھی معتبر ترین شیعہ کتب سے۔

حوالہ نمبر ۴:- حضور سید عالم ﷺ نے خود اپنے فوری بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے اور ان کے جنتی ہونے کی پیشگوئی فرمائی

رَوٰی عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ اَمَرَهُ عِنْدَ اِقْبَالِ اَبِیْ بَكْرٍ اَنْ یَّبَشِّرَهُ بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخَلَاْفَةِ بَعْدَهُ وَاَنَّ غَمْرًا بِالْجَنَّةِ وَ بِالْخَلَاْفَةِ بَعْدَ اَبِیْ بَكْرٍ (تلخیص الشافعی جلد سوم ص ۳۹ مطبوعہ قم طبع جدید)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں حضرت



سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مجلس میں آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جنت اور میرے بعد خلافت کی خوشخبری سنا دو اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی جنت اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلافت کی بشارت دے دو۔

اتنے صاف الفاظ میں حدیث پاک طوسی نے لکھ تو دی لیکن صد افسوس! اس پر عمل نہ کیا بلکہ یوں کہوں گا کہ اللہ کی طرف سے عمل کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔ ہم اس حدیث مبارکہ پر اس کے بے جا اعتراض کا بھی جواب دینا چاہیں گے۔ اعتراض یہ کیا کہ یہ اخبار احاد ہیں ان سے خلافت ثابت نہیں ہوتی ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ تو طوسی نے بھی تسلیم کیا کہ اس خبر میں آنے والے وقت کے بارے میں پیشگوئی کی گئی ہے۔ آج تاریخ اسلام کا ہر طالب علم جانتا ہے اور یہ بات مسلمہ ہے کہ فرمان رسالت ﷺ کے مطابق یہ پیش گوئی اسی طرح حرف بحرف پوری ہوئی یعنی پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو پھر برحق پیشگوئی پر مبنی خبر واحد ایک قطعی اور سچی حقیقت بن کر سامنے آئی واقعاتی اور زمینی حقائق نے اسے سچ ثابت کیا تو پھر ماننا پڑے گا کہ یہ حدیث اپنے مدلول اور مقصود میں اور تاریخی صداقت میں یقیناً کامل مہیا کر رہی ہے لہذا اپنی صداقت میں یہ حدیث قطعی کی طرح فیصلہ کن ہے کیونکہ خبر احاد، صحیح اور تواتر میں احادیث کی درجہ بندی کا مقصد محض یقینی علم اور سچائی کا حصول ہے۔

حوالہ نمبر ۵:- تیس سالہ دورِ خلافتِ راشدہ مابین شیعہ و سنی

متفق علیہ ہے اور اہل شیعہ کے نزدیک بھی حضرت ابو بکر کی خلافت بلا فصل حدیث صحیح سے ثابت ہے

اس حدیث پاک پر اہل سنت اور اہل شیعہ کا اتفاق ہے جس میں حضور پر نور نبی کریم رؤوف و رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے بعد خلافت تیس سال تک رہے گی۔ الارشاد للشیخ مفید ص ۱۲ اور کشف الغمہ ص ۶۳ پر یہ حدیث صحیحہ خود اہل شیعہ کی کتب میں درجہ صحیح میں موجود اور ثابت ہے۔ اسی سلسلہ میں مروج الذهب کی عبارت پیش خدمت ہے

صَحَّ الْخَبْرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ الْخِلَافَةُ بَعْدِي ثَلَاثُونَ سَنَةً لِأَنَّ  
أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تَقَلَّدَهَا سَنَتَيْنِ وَ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ وَ ثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ وَ  
عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ عَشْرَ سِنِينَ وَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ وَ أَرْبَعَ لَيَالٍ وَ عُثْمَانَ رَضِيَ  
اللَّهُ عَنْهُ إِحْدَى عَشْرَةَ سَنَةً وَ أَحَدَ عَشَرَ شَهْرًا وَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَ عَلِيَّ  
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَرْبَعَ سِنِينَ وَ سَبْعَةَ أَشْهُرٍ إِلَّا يَوْمًا وَ الْحَسَنَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ  
ثَمَانِيَةَ أَشْهُرٍ وَ عَشْرَةَ أَيَّامٍ فَذَلِكَ ثَلَاثُونَ سَنَةً

ترجمہ: رسول پاک ﷺ سے صحیح حدیث میں مروی ہے کہ میرے بعد خلافت تیس سال ہوگی۔ کیونکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دو سال تین ماہ اور آٹھ دن، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دس سال چھ ماہ اور چار راتیں، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے گیارہ سال گیارہ ماہ اور تیرہ دن، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے چار



سال ایک دن کم سات ماہ اور امام حسن رضی اللہ عنہ نے آٹھ ماہ اور دس دن خلافت کی یہ کل مدت تیس سال ہوئی۔ (مروج الذهب للمسعودی شیعہ جلد دوم ص ۴۲۹ ذکر خلافت حسن بن علی رضی اللہ عنہما مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! شیعہ مورخ نے اس حدیث کو حدیث صحیح قرار دیا ہے اور خلافت حسن بن علی میں ذکر کر کے اسے سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کے حقہ ہونے پر بطور دلیل پیش کیا ہے لیکن الحمد للہ! ساتھ ہی اس حدیث صحیحہ اور فرمان رسول ﷺ سے خلفاء ثلاثہ کی خلافت بھی، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرح، خلافت حقہ ثابت ہوگئی اور وہ بھی اس ترتیب سے کہ حضور سید عالم ﷺ کے فوری بعد خلافت بلا فصل حضرت علی کی نہ تھی بلکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل تھی جو بقول شیعہ مورخ حدیث صحیح سے ثابت ہے اور دو سال تین ماہ اور آٹھ دن جاری رہی۔ ان کے بعد حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان غنی پھر حضرت علی اور پھر حضرت امام حسن (رضی اللہ عنہم) کی خلافت راشدہ تھی۔

حوالہ نمبر ۶:- نہج البلاغہ سے حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کا اپنے سے پہلے خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کا اقرار

اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرُوْا عُثْمَانَ عَلٰى مَا بَايَعُوْهُمْ عَلَيْهِ  
ترجمہ: بے شک میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے جنہوں نے حضرات ابو بکر و عمر و

عثمان (رضی اللہ عنہم) کی بیعت کی تھی اور مقصد بیعت بھی ایک ہی ہے۔ (نہج البلاغہ ص ۳۶۶ مطبوعہ بیروت، الاخبار الطوال ص ۱۴۰ طبع جدید)

حوالہ نمبر ۷:- تَمَّ تَنَاوَلَ يَدَ أَبِي بَكْرٍ فَبَايَعَهُ: پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور بیعت کر لی (احتجاج طبری ص ۱۱۵ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم و احتجاج طبری ص ۱۱۰ جلد اول طبع جدید مطبوعہ قم)

حوالہ نمبر ۸:- قَالَ أُسَامَةُ فَهَلْ بَايَعْتَهُ فَقَالَ نَعَمْ: ترجمہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ نے حضرت ابو بکر کی بیعت کر لی ہے؟ فرمایا ہاں میں نے بیعت کر لی ہے (احتجاج طبری ص ۵۶ مطبوعہ نجف اشرف طبع قدیم و احتجاج طبری جلد اول ص ۱۱۵ مطبوعہ قم طبع جدید)

حوالہ نمبر ۹:- سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں خلفاء راشدین کا دامن امت کو تھما دیا۔

اوپر حوالہ نمبر ۵ میں اہل شیعہ کے محدثین، مورخین و مجتہدین کے نزدیک بھی حدیث صحیح سے خلفاء راشدین کا برحق ہونا اور انکی تیس سالہ خلافت کا برحق ہونا ثابت ہے اب کتب شیعہ سے سید عالم ﷺ کی ایک اور حدیث مبارکہ سنیں وَمَنْ يَعُشْ مِنْكُمْ يَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي فَعَصُوا عَلَيْهِم بِالنَّوَاجِذِ وَأَطِيعُوا الْحَقَّ وَلَوْ كَانَ صَاحِبَهُ عَبْدًا



حَبَشِيًّا ترجمہ: حضور سید عالم ﷺ نے الوداعی خطبہ میں فرمایا کہ تم میں سے جو زندہ رہا اس پر لازم ہے کہ میری اور میرے خلفاء راشدین (ابوبکر، عمر، عثمان و علی و حسن) کی سنت کو میرے بعد مضبوطی سے تھام لے اور حق کی پیروی کرے اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔ (ارشاد القلوب جلد اول ص ۳۷ مصنفہ الشیخ ابی محمد الحسن دہلوی، مطبوعہ بیروت طبع جدید)

قارئین! اس حوالہ میں مِنْ أَهْلِ بَيْتِي کا لفظ شیعہ مصنف کا خود وضع کردہ ہے لہذا ہم اسے ترجمہ میں نہیں لائے۔ علم حدیث میں درک رکھنے والے بادی النظر میں ہی اسے پہچان جاتے ہیں مزید یہ کہ اس حدیث مبارکہ ہی کے آخری الفاظ ”کہ اگرچہ صاحب حق حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو“ بھی من اہل بیتی کی تردید کیلئے کافی ہیں کیونکہ حبشی غلام کا نسبی طور پر اہل بیت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ مزید یہ کہ اس زیادتی کے دلائل خود کتب شیعہ کے مطالعہ سے پختہ تر ہو جاتے ہیں مثلاً کشف الغمہ میں ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرتے ہوئے یہ شرط بھی رکھی تھی:-

”عَلَى أَنْ يَعْمَلَ فِيهِمْ بِكِتَابِ اللَّهِ تَعَالَى وَسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَ سِيرَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ۔“

ترجمہ: یہ کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ لوگوں میں اللہ کی کتاب نبی پاک کی سنت اور سیرۃ خلفاء راشدین کے مطابق عمل کریں گے (کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۷۰ مطبوعہ تبریز طبع جدید) اس عبارت سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ حضرات ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کو ہی خلفاء راشدین سمجھتے ہیں اور انہیں برحق سمجھنے کے ساتھ ساتھ ان کے طرز حکومت کو آئندہ کے حکمرانوں کیلئے ایک نمونہ بھی قرار دے رہے ہیں لہذا جو امام پاک کا فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا بھی فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ خلفاء راشدین ہی اللہ و رسول کے بعد امت کیلئے مینار ہدایت ہیں۔ اللہ کریم ہدایت عطا فرمائیں اور اہل بیت پاک کے مطابق عقیدہ رکھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین ثم آمین!

## حوالہ نمبر ۱۰:- شیخین کی بیعت کا اقرار خود الفاظ علی میں

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطبہ کے دوران فرمایا

فَبَايَعْتُ اَبَا بَكْرٍ كَمَا بَايَعْتُمُوهُ

پس میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے انکی بیعت کی تھی۔ پھر فرمایا فَبَايَعْتُ عُمَرَ كَمَا بَايَعْتُمُوهُ پس میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی کہ جس طرح تم سب نے ان کی بیعت کی (امالی شیخ طوسی جلد دوم ص ۲۱، الجزء الثامن عشر طبع ایران)

## حوالہ نمبر ۱۱:- بیعت خلفاء ثلاثہ اور اس پر قائم رہنے کا حضور

مولا علی کا اعلان سنیں!

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا:-



ترجمہ: حضرت امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو مجھے ”رابع الخلفاء“ یعنی چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مجمع الفضائل ترجمہ مناقب شہر آشوب جلد دوم ص ۳۷۶ مطبوعہ کراچی)

قارئین! خود حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے فرمان سے ثابت ہوا  
نمبر ۱:- کہ آپ کو خلیفہ بلا فصل کہنا باطل ہے اور ایسا کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

نمبر ۲:- آپ نے فرمایا اِنِّیْ رَابعِ الْخُلَفَاءِ بے شک میں  
چوتھے نمبر پر خلیفہ ہوں۔

اہل سنت حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو چوتھے نمبر پر خلیفہ خود آپ  
کے اس فرمان سے مانتے ہیں اور اہل شیعہ آپ کو پہلے نمبر پر کہہ کر جہاں حضور مولا علی رضی  
اللہ عنہ کے پوری زندگی کے بیعت خلفاء ثلاثہ کے پاک عمل کو جھٹلاتے ہیں اور ساتھ ہی  
تاریخ اسلام اور زمینی حقائق کی تکذیب کر کے اہل اسلام کے ساتھ ساتھ مستشرقین  
اور یورپ کے اہل علم کی نظر میں تماشہ بنے ہوئے ہیں وہاں ایسا کر کے باطن بہ فرمان  
مولا علی فَعَلِیْہِ لَعْنَةُ اللّٰہِ کا مصداق بھی بن رہے ہیں؟ ڈھٹائی کی حد دیکھیں کہہ دیا کہ اس  
فرمان کا مطلب وہ نہیں جو اہل سنت مراد لیتے ہیں بلکہ یہاں مراد اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی  
الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً کی رو سے خلیفہ اول کے طور پر حضرت آدم علیہ السلام اور یَا دَاوُدُ  
اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ کی رو سے حضرت داؤد علیہ السلام خلیفہ دوم اور یَا  
ہَارُوْنَ اٰخِلْفْنِیْ فِی قَوْمِیْ کے الفاظ سے حضرت ہارون علیہ السلام تیسرے خلیفہ ہیں

أَمَّا يَوْمَ عُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَا نَبِيَّ كُنْتُ قَدْ بَايَعْتُ وَمِثْلِي لَا يَنْكُثُ بَيْعَتَهُ

ترجمہ: لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی کی بیعت کے وقت چونکہ میں (اس سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی) بیعت کر چکا تھا اور مجھ جیسا شخص بیعت کر کے توڑا نہیں کرتا (ارشاد القلوب مصنفہ شیخ ابی محمد الحسن بن محمد الدیلمی ص ۳۹۶ طبع بیروت)

حوالہ نمبر ۱۲:- بقول حضور مولا علی رضی اللہ عنہ شیخین حق کے

امام ہیں

هُمَا أَمَانٌ عَادِلَانِ قَاسِطَانِ كَانَا عَلَى الْحَقِّ وَمَاتَا عَلَيْهِ فَعَلِيَّهِمَا رَحْمَةُ اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: وہ دونوں (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) عادل اور منصف خلیفہ تھے۔ دونوں ہمیشہ حق پر رہے اور حق پہ ہی وصال فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان دونوں پر اپنی رحمت نازل فرمائے (احقاق الحق ص ۷۷)

حوالہ نمبر ۱۳:- خلفاء ثلاثہ کی خلافت کو برحق نہ سمجھنے والا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک لعنتی ہے

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ وَمَنْ لَمْ يَقُلْ إِنِّي رَابعُ الْخُلَفَاءِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ (مناقب علامہ ابن شہر آشوب جلد سوم ص ۶۳)



اور ان کے بعد چوتھے نمبر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہیں۔ اے شیعو! ایک عام امام آدمی بھی آپ کو اس کا یہی جواب دے گا کہ شیعہ سنی کا اختلاف ”خلیفہ رسول ﷺ کے بارے میں ہے نہ کہ خلیفۃ اللہ کے بارے میں!“ اگر یہاں خلیفۃ اللہ مراد ہوں تو کیا آدم علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے نبی ہونے پر شک ہے؟ پس ثابت ہوا کہ خلیفۃ اللہ کا منصب تو صرف پیغمبروں کو ہی ملا اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۃ اللہ کی فہرست میں مان کر آپ کو نبی ماننا لازم آئے گا جبکہ یہ متفق علیہ بات ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نبی نہیں بلکہ فرمان حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ہے ”جو آپ کو نبی مانے یا نبی شک کرے اس پر بھی اللہ کی لعنت ہے“ (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

**حوالہ نمبر ۱۲:-** امیر المومنین علی چوں استماع نمود کہ مسلمان بر بیعت ابو بکر اتفاق نمودند بتعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نہ داشت بعد از پیرہن نہ ازارو نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ باد و بیعت نمود

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب سنا کہ تمام مسلمانوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کر لیا ہے تو بہت ہی جلدی در دولت سے باہر تشریف لائے حضرت علی رضی اللہ عنہ پیرہن مبارک میں ملبوس تھے۔ اس صورت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آپ کی بیعت کر لی۔

اس کے بعد الفاظ ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”ابو بکر راشائستہ ایس کار میدانم“ ترجمہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بار خلافت

کیلئے نہایت مناسب شخصیت تصور کرتا ہوں۔ (روضۃ الصفاء جلد دوم صفحہ ۴۳۲ ذکر بیعت امیر المومنین)

قارئین! اہل شیعہ سے پوچھیں کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ بلا فصل ہوتے تو کیا اس اہتمام و تعجیل اور گرمجوشی سے بیعت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کرتے؟ روضۃ الصفاء کے الفاظ بار بار پڑھیں بہ رضا و رغبت بیعت کرنا ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شایان شان ہے۔ جیسا کہ یہاں بیان کیا گیا ہے

حوالہ نمبر ۱۵:- اب جو حوالہ پیش کرنے لگا ہوں یہ تفسیر منہاج الصادقین کا ہے کہ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم سے وصال نبوی ﷺ کے فوراً بعد حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے خلیفہ ہونے کی اطلاع بحکم خدا خود حضور پر نور سید عالم ﷺ نے دے دی تھی اور یہ ہم تک پہنچی تو کن کے ذریعے سے؟ سبحان اللہ! اس ہستی کے ذریعے سے کہ جنہیں قرآن مجید نے ہماری ماں ارشاد فرمایا قیامت تک **وَازْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ** کی تلاوت سے نبی کی بیویوں کو مائیں تسلیم کرنا ہر مومن کیلئے حکم قرآن مجید اور نص قطعی ہے۔ قرآن مجید میں موجود اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا معنی یہ ہے ”کہ نبی پاک ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں“۔ لہذا جو نبی پاک ﷺ کی ازواج پاک کو اپنی ماں نہیں مانتا وہ قرآن پاک کی رو سے مومن ہی نہیں۔ یہ بات شیعہ برادری کو بار بار سوچنی چاہیے اور پھر اپنے دل سے پوچھیں کہ کیا ماں کا منکر اور بے ادب جنت میں جاسکتا ہے؟ بہر حال ملاحظہ ہوں تفسیر منہاج الصادقین کے الفاظ:-



پیغمبر حفصہ رافرمود کہ بعد من ابو بکر و پدر تو مالک این امت شوند  
و پادشاهی کنند و بعد از ایشان عثمان متصدی حکومت گردد (تفسیر منہاج الصادقین  
جلد ۹ ص ۳۳۰ مطبوعہ تہران)

ترجمہ: حضور پر نور سید دو عالم ﷺ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ  
عنہا کو فرمایا کہ میرے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد تیرا باپ عمر رضی اللہ عنہ اس  
امت کے مالک اور خلیفہ ہوں گے اور ان کے بعد پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوں  
گے۔

میں ہر درد مند اور انصاف پسند اہل شیعہ سے گزارش کروں گا کہ بار بار تصدیق  
کریں اگر حضور سید عالم ﷺ کا یہ فرمان بعینہ ان کی کتب میں موجود ہو تو پھر عرض کروں گا  
کہ خلفائے ثلاثہ کی تکذیب سیدھی سیدھی اللہ کے رسول کی تکذیب ہے اور نبی پاک  
ﷺ کو جھٹلانے کے مترادف ہے۔ کیا ”بعد من ابو بکر“ کے الفاظ حضرت سیدنا ابو بکر  
صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل کو ثابت نہیں کر رہے؟ اللہ کریم ہدایت نصیب  
فرمائیں اور اس عارضی دنیا اور میدان آزمائش میں ہی حق تسلیم کرنے کی توفیق عطا  
فرمائیں! آمین ثم آمین

حوالہ نمبر ۱۶:- أَخْبَرَ حَفْصَةَ أَنَّهُ يَمْلِكُ مِنْ بَعْدِهِ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ

ترجمہ: حضور نبی پاک ﷺ نے اپنی بیوی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو خبر دی کہ  
میرے بعد ابو بکر اور ان کے بعد عمر مملکت اسلامیہ کے مالک ہوں گے (تفسیر مجمع البیان

جلد پنجم جز دہم ص ۳۱۲ مطبوعہ تہران

حوالہ نمبر ۱:- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا

فَنَظَرْتُ فِي أَمْرِي فَإِذَا طَاعَتِي قَدْ سَبَقَتْ بَيْعَتِي وَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لَغَيْرِي (نہج البلاغہ مطبوعہ بیروت خطبہ ۳۷ ص ۸۱)

ترجمہ: ”میں نے اپنے معاملہ میں غور و فکر کیا تو اس نتیجہ پہ پہنچا کہ میرے لئے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کرنا اور انکی بیعت میں داخل ہونا اپنے لئے بیعت لینے سے بہتر ہے اور جبکہ میری گردن میں غیر کی بیعت کرنے کا عہد بھی بندھا ہوا ہے۔“

اس روایت کے الفاظ کی ابن میثم یوں شرح کرتا ہے

وَقَوْلُهُ إِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لَغَيْرِي أَي مِيثَاقُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَعَهْدُهُ الَّتِي بَعْدَ الْمَشَاقَّةِ وَقِيلَ الْمِيثَاقُ مَا لَزِمَهُ مِنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَ إِيقَاعِهَا أَي إِذَا الْمِيثَاقُ الْقَوْمُ قَدْ لَزِمَنِي فَلَمْ يُمْكِنِي الْمُخَالَفَةُ بَعْدَهُ (شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد دوم ص ۹۷ ص مطبوعہ تہران طبع جدید) ترجمہ: فَإِذَا الْمِيثَاقُ فِي عُنُقِي لَغَيْرِي سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کا مجھ سے عہد لینا۔ مجھے اس کا پابند رہنا لازم ہے کہ جب لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لیں تو میں بھی بیعت کر لوں پس جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت مجھ پر لازم ہوئی تو اس کے بعد میرے لئے ناممکن تھا کہ میں اسکی مخالفت کرتا۔“



قارئین محترم! حضور شہنشاہ ولایت حضرت سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ خطبہ کتنا واضح ہے جو نہج البلاغہ میں موجود ہے۔ کون کہتا ہے کہ شیر خدا نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت رضامندی سے نہیں کی؟ مجھے کہنے دیجئے کہ ایسا کہنے والا آپ کے خطبات نہج البلاغہ سے ناواقف ہے یا پھر اسے اپنے مذہب کی اس کتاب پر ذرہ بھر بھی اعتبار نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کیوں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت نہ کرتا جبکہ آقائے دو عالم ﷺ نے مجھ سے اپنی ظاہر حیات طیبہ میں ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنے کا عہد لیا ہوا تھا۔ لہذا آپ نے بیعت کی اور مشاورت کا حق بھی ادا کیا اگر خلافت بلا فصل خود آپ کا حق ہوتا تو کبھی بیعت نہ کرتے۔

حوالہ نمبر ۱۸:- فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ کہ حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو خود نبی پاک ﷺ نے خلیفہ بنایا

عَنِ الْبَاقِرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ... فَشَهِدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَنَّهُ اسْتُخْلِفَ أَبَا بَكْرٍ (تفسیر صافی جلد دوم سورہ محمد ص ۵۶۲ مطبوعہ تہران، تفسیر قمی ۶۲۳)

ترجمہ: حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال پاک کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حضور پر نور ﷺ کے بارے اس بات پر گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے ”ابوبکر“ کو اپنے پیچھے اپنا خلیفہ بنایا۔

قارئین! یہ گواہی حضور باب العلم کی ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ سرکار دو عالم ﷺ خود مقرر فرما کر جائیں اور اس کی گواہی حضرت علی رضی اللہ عنہ دیں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خلیفہ بلا فصل ہونا کیونکر مسلم نہ ہوگا؟ خاک ہے اس میں جو دعویٰ محبت کا کرے لیکن حضور مولا علی اور حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہما کے فرمان کو نہ مانے

حوالہ نمبر ۱۹:- حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے سے نبی پاک ﷺ کا انکار

مشہور شیعہ مجتہد ”شیخ مفید“ اپنی مشہور کتاب ”ارشاد شیخ“ میں حدیث قرطاس کے ضمن میں یہ عبارت ذکر کرتا ہے اور باختلاف الفاظ اسی مفہوم پر مبنی یہ عبارت اعلام الوریٰ اور تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین میں بھی موجود ہے۔ لیکن میں یہاں ”ارشاد شیخ مفید“ ص ۹۹ باب فی طلب رسول اللہ بدوۃ وکف سے بلفظ ترجمہ عرض کرتا ہوں ”وقت وصال نبوی ﷺ باقی ماندہ اشخاص میں حضرت عباس، فضل بن عباس، حضرت علی بن ابی طالب اور صرف اہل بیت ہی جب حضور ﷺ کے پاس تھے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ يَكُنْ هَذَا الْأَمْرُ فِينَا مُسْتَقَرًّا مِنْ بَعْدِكَ فَبَشِّرْنَا وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّا نَغْلِبُ عَلَيْهِ فَاقْضِ بِنَا

ترجمہ: یا رسول اللہ اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں ہی مستقل طور پر رہے گا تو پھر



میں اسکی خوشخبری سنادیتجیے اور اگر آپ کے علم میں ہے کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو پھر بھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرمادیتجیے!

(الارشاد للشیخ مفید ص ۹۹، اعلام الوری ص ۱۴۲ بالفاظ مختلفہ، تہذیب المتین جلد

اول ص ۲۳۶ مطبوعہ دہلی)

قارئین! اس عبارت نے اہل شیعہ کے حق میں کچھ ثابت تو کیا کرنا تھا لٹا اس نے شیعوں کے مذہب کی بنیاد ”علی خلیفہ بلا فصل“ کو ضرور ختم کر دیا ساتھ ہی یہ بھی واضح کر دیا کہ خم غدیر کا واقعہ رافضیوں کا من گھڑت اور بے سرو پا فرضی واقعہ ہے۔ اس عبارت پر یہ وضاحت اور صراحت موجود ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی ظاہر زندگی مبارکہ کے آخری لمحات تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کیلئے نامزد نہیں کیا تھا۔ بقول اہل شیعہ اگر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کا فیصلہ خم غدیر کے موقع پر ہو چکا تھا اور وہ بھی ہزاروں لوگوں کے سامنے تو کیوں عرض کرنا پڑا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ کے بعد امر خلافت ہم میں رہے گا تو ہمیں خوشخبری سنادیں نہیں تو بصورت دیگر ابھی سے ہمارے حق میں فیصلہ فرمادیں۔ اگر فیصلہ پہلے ہو چکا ہو تو اب فیصلہ کیلئے عرض کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اس حوالہ سے میرا مقصد محض خم غدیر کے موقع پر اہل شیعہ کے عقیدہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے خلافت بلا فصل کو باطل ثابت کرنا ہے۔

حوالہ نمبر ۲۰ سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا فرمان پاک کہ

خود اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے

## کا انکار فرماتا ہے

حضرت سیدنا امام باقر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا:

فَمَا تَأْوِيلُ قَوْلِهِ "لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ" قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ حَرَصَ أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ لِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مِنْ بَعْدِهِ فَأَبْنَى اللَّهُ

ترجمہ: عرض کیا گیا اس آیت کی کیا تاویل ہوگی جس کے معنی یہ ہیں کہ "اے پیغمبر اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں" تو امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور ﷺ اس امر کے شدید خواہش مند تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کیلئے "خلافت بلا فصل" کا حکم عطا فرمائے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس خواہش کو پورا کرنے سے انکار فرمادیا اور فرمایا "اے پیغمبر! اس معاملہ میں تمہیں کوئی اختیار نہیں"۔ (تفسیر فرات الکونی ص ۱۹۶ مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف)

حوالہ نمبر ۲۱:- دورِ صدیقی میں فتوحات کی بشارت کے گواہ اور

رسول پاک ﷺ سے اس بات کے راوی خود حضرت علی

رضی اللہ عنہ ہیں پھر آپ کی خلافت کے کیوں نہیں؟

مرزا تقی شیعہ مورخ کے بقول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جب جنگ روم کا آغاز کیا اور آپ ہی کے دور میں رومی فتوحات کی ابتدا ہوئی۔ رومیوں سے جنگ کی ابتدا کرنے سے قبل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ کیا آگے مرزا تقی کی



رت سنیں :-

ابوبکر روئے بعلی علیہ السلام کرد و گفت یا ابا الحسن تا تو چہ فرمائی علی فرمود چہ تو خود  
برگیری و چہ سپاہ بتازی ظفر تراست، ابوبکر گفت بشرک اللہ یا ابا الحسن از کجا گوئی؟ فرمود  
رسول خدا بمن آمدہ (ناسخ التواریخ تاریخ خلفا ص ۲۹۵ ج اول طبع جدید تہران  
مہم ابوبکر بفتح بلا دروم)

جمہ: ”ابوبکر رضی اللہ عنہ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کیا اور پوچھا کہ اس بارہ میں  
پ کیا فرماتے ہیں؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا خواہ آپ خود جنگ کیلئے جائیں خواہ لشکر  
بجھیں کامیابی آپ کیلئے ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ابوالحسن! اللہ آپ کو نصیب فرمائے  
لئے یہ آپ کہاں سے (کس دلیل سے) کہہ رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے  
ابا فرمایا ”یہ بات مجھے رسول خدا سے ملی ہے۔“

سوال یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ دو صدیقی کی فتوحات کی بشارت  
کے گواہ ہیں تو یہ فتوحات ظاہر ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت برحق  
ب ہی ہو سکتی ہیں۔ اور آپ کی خلافت برحق نبی پاک ﷺ کے وصال کے فوراً بعد  
لافت بلا فصل کے طور پر مسلم ہے جس میں خود حضرت علی رضی اللہ عنہ دو صدیقی میں  
ذخات کی نبوی خوش خبری سنا رہے ہیں۔ جب فتوحات کے آپ گواہ ہیں پھر آپ کی  
لافت بلا فصل اور خلافت برحق کے گواہ کیوں نہیں؟

## باب دوم

حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کا فدک کے بارے قرآن و سنت پر عمل اور حضور مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت ائمہ اہل بیت پاک کی فیصلہ کن تائید شیخین

”فَدَکُ“، بفتح تین نام دیے از خیبر (قاموس) یعنی فدک (فا اور دال کی زبر کے ساتھ) خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے۔ مصباح اللغۃ میں ہے کہ یہ مدینہ منورہ سے دودن کی مسافت پر واقع ہے اور خیبر سے صرف ایک منزل دور ہے۔ اسی گاؤں میں ایک باغ ہے جسے باغ فدک کہتے ہیں۔ تمام شیعہ سنی کتب اس پر متفق ہیں کہ یہ بغیر لڑائی کے حضور پر نور روؤف و رحیم ﷺ کو ملا۔

۱۔ نور اللہ شوستری مجالس المؤمنین جلد اول ص ۴۸ مطبوعہ تہران در ذکر فدک میں رقمطراز ہے۔

”وآن قریہ از کفار خیبر بود کہ بطریق مصالحت در تحت تصرف آنحضرت آمدہ بود“ یعنی یہ کفار خیبر کا ایک گاؤں ہے جو مصالحت کے طور پر حضور ﷺ کے تصرف میں آیا۔



۲۔ اصول کافی جلد اول ص ۵۴۳ کتاب الحجۃ باب الفی میں حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا اس سے بھی واضح تر فرمانِ گرامی موجود ہے۔

”إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمَّا فَتَحَ عَلَى نَبِيِّهِ فَدَكَ وَمَاوَا لَهُمْ لَمْ يَوْجِفْ عَلَيْهِ بِخَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ“

ترجمہ: فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو فدک پر فتح عطا فرمائی تو بغیر جنگ و جدل اور گھوڑے دوڑائے یہ آپ ﷺ کو ملا۔“

اور سورہ حشر میں جو مال بغیر جنگ و جدل اور گھوڑے دوڑائے رسول اللہ ﷺ کو ملے اسے مالِ فنی سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمانِ الہی ہے نہ

وَمَا آفَاءَ اللَّهِ عَلَى رَسُولٍ مِنْهُمْ فَمَا أَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَلَا رِكَابٍ وَلَكِنَّ اللَّهَ يُسَلِّطُ رَسُولَهُ عَلَى مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔

ترجمہ: اور جو مال ہاتھ لگایا ان سے اللہ نے اپنے رسول کے کہ جس پر تم نے نہ اپنے گھوڑے دوڑائے تھے اور نہ اونٹ ہاں اللہ اپنے رسولوں کے قبضہ میں دے دیتا ہے جسے چاہے۔ اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس آیت مبارکہ کے ابتدائی الفاظ ما آفَاء سے ہی فنی ماخوذ ہے اصطلاح میں جنہیں مالِ فنی کہتے ہیں یعنی ”جو مال ہاتھ لگا دے اللہ“ اب حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہما نے مالِ فنی اور انفال کی تعریف میں وضاحت فرمائی کہ ”یہ وہ زمین یا علاقہ ہے جو بطور مصالحت کے بغیر لڑائی مسلمانوں کو پیش کیا گیا ہو“۔ امامین کی یہ تعریف تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران،

ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ مطبوعہ افتخار بکڈ پولا ہور اور تفسیر منہاج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران میں موجود ہے۔

الحمد للہ درج بالا دلائل سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ فدک رسول اللہ ﷺ کو بغیر جنگ و جدل کے حاصل ہونے والا مال فی ہے۔ ثم الحمد للہ۔ کہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب ناسخ التواریخ ذکر تفویض فدک ص ۸۳ پر فدک کو درج بالا سورۃ حشر کی آیت کا مصداق قرار دیا گیا ہے۔ مزید یہ کہ فدک مال فنی ہونے میں اصول کافی جلد اول ص ۵۲۳ سے حضرت امام موسیٰ کاظم کے فرمان کی نص صریح بھی اوپر درج کر دی گئی ہے۔

قرآن مجید کی رو سے اموال فنی ملکیت ذاتی نہیں ہوتے نیز اس کے مخصوص مصارف بھی قرآن مجید میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔

ہمارے آقا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی اور اسلام اللہ کا آخری دین ہے۔ عالمگیریت اس دین کی امتیازی صفت ہے۔ کیا آج کوئی بادشاہ اسلام یا حاکم وقت افواج و سپاہ کے ہمراہ کسی ملک و قوم پر حملہ آور ہو اور وہ مقابلہ کی تاب نہ لاتے ہوئے کچھ علاقہ دے کر صلح کر لیں تو کیا وہ علاقہ حاکم وقت کی ذاتی ملکیت قرار پائیگا؟ ہر گز نہیں یہ اموال فنی ہیں وہ قومی ملکیت ہوگی اور اسکی آمدن مخصوص مدوں میں صرف ہوگی۔ حاکم کی حیثیت قومی ملکیت کے نگران اعلیٰ کی ہوگی اور یہ مصارف قرآن مجید نے خود بیان فرما دیئے ہیں فرمایا



مَا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَى رَسُولِهِ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى فَلِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَ  
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ ترجمہ: جو مال فنی ہاتھ لگا دے اللہ اپنے رسول کو  
بستی والوں سے تو وہ اللہ کیلئے ہے اور رسول کیلئے ہے اور رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں  
اور مسافروں کیلئے ہے۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں رسول کریم ﷺ کو باغ فدک سے جو آمدن ہوتی تھی اس  
میں سے کچھ وَلِلرَّسُولِ کے تحت حضور اقدس ﷺ اپنی ذات مبارکہ پر، اپنی ازواج  
مطہرات پر اپنی لخت جگر نور نظر حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا پر صرف فرماتے  
اور قرآنی فرمان وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ کے تحت  
باقی آمدن بنی ہاشم پر غریبوں اور مسکینوں اور مسافروں پر خرچ فرما دیتے تھے اور جو باقی  
بچ جاتا آیت مبارکہ میں فَلِلَّهِ کے حکم کے تحت اس سے جہاد کیلئے ضروری ساز و سامان  
حاصل کیا جاتا۔ کیا اس آیت کریمہ کا ترجمہ پڑھ کر کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا اموال فنی  
کے مصارف (خرچ کی مدوں) کے بارے میں ہر لحاظ سے مطمئن نہیں ہو جاتا؟

اموال انفال و فنی کا حکم رسول پاک ﷺ کے بعد کیا ہے؟

ہم اس سوال کا جواب معتبر ترین کتب شیعہ سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہوں

(۱) قَالَ الصَّادِقُ... وَهُوَ لِلْإِمَامِ بَعْدَهُ يَضَعُ حَيْثُ يَشَاءُ

ترجمہ: فرمایا امام جعفر صادق نے کہ رسول پاک ﷺ کے بعد خلیفہ و امام اس کی آمدن کو  
جہاں چاہے لگائے (اصول کافی ص ۵۳۲)

(۲) عَنِ الصَّادِقِ... هِيَ لِلرَّسُولِ وَلِمَنْ قَامَ مَقَامَهُ بَعْدَهُ (تفسیر صافی جلد اول)

(ص ۶۳۶)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا اموال فی رسول ﷺ کیلئے ہیں اور اس شخصیت کیلئے ہیں جو آپ کے بعد آپ کی جگہ پر خلیفہ ہو۔

(۳) وَاِنَّ رَسُوْلًا بِاَشَدَّ حَالٍ خِيُوَّةٍ وِي وِبَعْدَ اَز وِي كِه قَائِمٌ وِي بِاَشَدَّ اَز اَمَّةٍ دِيْنٍ وَاِشَااں ہر كَس رَا خَوَاہِنْد كِه دِهِنْد وِبَر ہر چہ صِلَاح بِاَشَدَّ اِیْنَ قَوْلِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِسْت (تفسیر منہج الصادقین جلد ۹ ص ۲۲۳ مطبوعہ تہران زیر آیت مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰی رَسُوْلِهِ)

ترجمہ: اس کے مالک ظاہری حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ ہیں اور آپ کے وصال کے بعد اس شخص کی ملکیت قرار پاتے ہیں جو پیغمبر کے قائم مقام ہو کہ وہ جس کو چاہیں اس میں سے عطا کریں اور ہر اس کام پر خرچ کریں جو بہتر ہوتا ہو۔ یہ قول امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہے۔

(۴) تہذیب الاحکام میں جناب سیدنا امام محمد باقر و حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہما السلام سے فے اور انفال کے بارے میں منقول ہے کہ ”یہ اللہ اور اس کے رسول کی ملکیت ہیں اور اللہ کا حصہ بھی اس کے رسول کے اختیار میں ہے کہ جس مصرف میں چاہے اسے خرچ کرے اور بعد رسول کے امام کو بھی وہی حق ہے (ضمیمہ جات مقبول حواشی ص ۱۵۶ افتخار بکڈ پولا ہور)

(۵) عَنْ الْبَاقِرِ وَالصَّادِقِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ لَهُ كُلُّهُ مِنَ الْفَيْ وَالْإِنْفَالِ فَهَذَا كُلُّهُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فَمَا كَانَ لِلَّهِ فَهُوَ لِرَسُولٍ يَضَعُهُ حَيْثُ يَشَاءُ وَهُوَ لِلْإِمَامِ بَعْدَ الرَّسُولِ (تفسیر صافی جلد اول ص ۶۳۶ مطبوعہ تہران زیر آیت يَسْتَلُونَكَ عَنْ



## (الانفال)

ترجمہ: حضرت سیدنا امام محمد باقر اور امام سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ فی اور انفال کا مالک اللہ اور اس کا رسول ہوتا ہے اور جو اللہ کیلئے ہے وہ بھی نیابت رسول کیلئے ہی ہے۔ رسول کی مرضی ہے کہ اسے جہاں چاہے صرف فرمائے اور رسول کے انتقال کے بعد امام و خلیفہ اس کا مالک ہوتا ہے۔

ان پانچ حوالہ جات سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ رسول پاک ﷺ کے وصال کے بعد اموال فنی وقت کے امام و خلیفہ مسلمین کے حوالے ہوتے ہیں۔ پچھلے باب میں اکیس عدد حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے ظاہری وصال پاک کے فوراً بعد امامت و خلافت بلا فصل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیلئے ہی تھی۔ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سمیت جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر تمام صحابہ نے اجماعی طور پر بیعت خلافت فرمائی تو آپ نے باغ فدک کے بارے میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ فرمائی چونکہ ظاہر حیات طیبہ میں رسول اللہ ﷺ نے باغ فدک میں جن مصارف کا تعین کیا تھا اس میں سب سے پہلے جتنا اہل بیت پاک کا خرچ ہوتا تھا ان کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اب رسول پاک ﷺ کے فوری بعد خلافت بلا فصل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تھی لہذا شیعہ سنی دونوں کی کتب میں آپ کے یہ احکام موجود ہیں۔ اِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ فِي هَذَا الْمَالِ (مسلم شریف) ہاں فدک کا مال آل محمد ﷺ پر صرف ہوگا۔

ان الفاظ پر پھر غور فرمائیں فدک کو غصب کرنے یا اس سے محروم کر دینے کا لفظ تو اس

وقت بولا جاسکتا تھا جب حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ”نہ میں فدک تقسیم کرتا ہوں اور نہ اسکی آمدنی آل محمد کو دیتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں اسکی آمدنی آل محمد ﷺ پر صرف ہوگی اور مسلم شریف کے الفاظ آگے یہ ہیں فرمایا

وَإِنِّي وَاللَّهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُولِ اللَّهِ عَنْ حَالِهَا الَّذِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ وَلَا عُمَّلَنْ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ (مسلم شریف)  
ترجمہ: اور بخدا فدک جس حال میں رسول پاک ﷺ کے ظاہر زمانہ میں تھا اس میں قطعاً تبدیلی نہ کروں گا اور اس کے بارے میں جو عمل رسول اللہ ﷺ کرتے تھے وہی میں کروں گا۔

اس سلسلے میں خود اہل بیت پاک کے عظیم ترین فرد حضرت امام سیدنا زید بن علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی فیصلہ کن ہے اسی پر اکتفا کرتا ہوں فرمایا:۔  
”قَالَ إِنَّ أَبَاكَ رَجُلًا رَحِيمًا وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُغَيَّرَ شَيْءٌ فَعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ“

ترجمہ: فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے رحیم شخص تھے وہ باغ فدک میں رسول پاک ﷺ کے طریقے میں ذرہ بھر تبدیلی کو بھی مکروہ جانتے تھے پس آپ نے وہی طریقہ بعد میں اپنایا جو خود رسول ﷺ کا تھا

(شرح ابن حدید نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز اخبار الواردہ فی فدک)  
قارئین محترم! حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں سچ کبھی چھپ نہیں سکتا چونکہ مخالف پر خود انکی کتب حجت ہوتی ہیں لہذا تفسیر حدیث اور تاریخ



کی معتبر ترین کتب شیعہ سے ہم نے باغِ فدک کا مال فی ہونا اور پھر قرآن پاک سے اس کا ذاتی ملکیت کی بجائے وقف ہونا اور مخصوص مصارف کیلئے صرف ہونا اور رسول پاک ﷺ کا انہی مصارف پر اسے صرف کرنا اور پھر بفضلہ تعالیٰ سیدنا مولا علی المرتضیٰ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم کے واضح ارشادات گرامی سے وصالِ نبوی کے بعد خلیفہ و امام کا بحیثیت حاکم وقت ہونے کے اس کی آمدن میں تصرف کرنے کا مجاز ہونے اور پھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مسلم شریف اور خود شیعہ علماء کے ذکر کردہ اقوالِ ائمہ اہلبیت کے حوالوں سے نبی پاک ﷺ کے طریقے کے مطابق باغِ فدک کی آمدن کے استعمال کو ثابت کیا ہے۔

کتبِ اہل سنت و جماعت و کتبِ شیعہ پکار پکار کر کہہ رہی ہیں کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغِ فدک کے معاملہ میں طریقہ نبوی میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہ کی جس کے سینہ میں ذرہ بھر بھی آخرت کا خوف ہے خدا را! ذرا اکیلے بیٹھ کر سوچے اور اپنے آپ سے سوال کرے کہ کیا طریقہ نبوی کو قائم رکھنا اور جاری رکھنا عظیم کارنامہ ہے یا بھیا نک غلطی؟ پھر یہ سوال بھی اپنے آپ سے ہی پوچھیں کہ کیا اللہ کریم نے سنتِ نبوی کو قائم رکھنے اور مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا ہے یا مٹانے کا؟ فیصلہ آپ پر چھوڑتا ہوں۔

پھر یہ بھی دیکھیں کہ اگر کوئی ایمان و دیانت سے خالی شخص حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے بارے میں صرف اس بناء پر نعوذ باللہ غاصب، ظالم اور منافق کے الفاظ کہتا ہے کہ ان حضرات نے فدک میں رد و بدل نہ کیا اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ملکیت ذاتی میں دینے کی بجائے حضور ﷺ کے طریقہ و

عمل کو مقدم رکھا تو ایسے الفاظ کہنے والے کا دین و ایمان سے کیا تعلق ہو سکتا ہے؟ کیونکہ وہ یہ الفاظ شیخین طاہرین کو بلا واسطہ کہنے کے ساتھ ساتھ خود شیر خدا مظہر العجائب والغرائب حضور سیدنا مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی الفاظ کہہ رہا ہے۔ کیونکہ لازم آتا ہے کہ پھر اس طریقہ پر جو بھی کار بند رہا وہ بھی ان الفاظ کا ہی نعوذ باللہ مصداق قرار پائے جب طریقہ و عمل یکساں ٹھہرا تو اس طریقہ پر عمل کرنے والوں کا حکم بھی ایک جیسا ہی ہوگا لہذا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! یہ الفاظ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی صادق آئیں گے کیونکہ تاریخ و حدیث کی جملہ کتب شیعہ و سنی کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں بھی فدک کے متعلق شیخین کا فیصلہ و عمل ہی برقرار رکھا اور فدک واپس نہیں لوٹایا یہ حقیقت مشہور ترین کتب شیعہ شرح نہج البلاغہ لابن حدید جلد چہارم ص ۸۶ اور پھر اسی جلد کے ص ۹۴ پر انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ پر تہذیب المتین جلد اول ص ۳۲۶ مجالس المومنین جلد اول ص ۵۴ مطبوعہ تہران کشف الغمہ جلد اول ص ۴۹۴ مطبوعہ تبریز تذکرہ فاطمہ زہرا فی خطبہ فدک اور طعن الرماح ص ۱۳۷ پر سب شیعہ مجتہدین و مصنفین کو تسلیم ہے حضرت مولا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس نہ لوٹانا ایسا سوال ہے جس کا اہل شیعہ کے پاس کوئی جواب نہیں۔

صرف چند عبارات پیش کرتا ہوں

(۱) عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدَ بْنَ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ ... كَيْفَ ضَعُّ فِي سَهْمِ ذَوِي الْقُرْبَى قَالَ سَلَكَ لَهُمْ طَرِيقَ أَبِي بَكْرٍ وَ عُمَرَ ترجمہ: محمد بن اسحاق نے امام ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ حضرت



علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور حکومت میں ذوی القربیٰ کے حصہ یعنی فدک کے متعلق کیا طرز عمل اختیار کیا؟ تو فرمایا حضرت علی نے ان کے بارے میں وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تھا (ابن حدید شرح نہج البلاغہ ج ۴ ص ۸۶)

(۲) فَلَمَّا وَصَلَ الْأَمْرُ إِلَى عَلِيٍّ ابْنِ طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلِمَةً فِي رَدِّ فِدْكَ فَقَالَ إِنِّي لَا سَتَحِي مِنَ اللَّهِ أَنْ أَرُدَّ شَيْئًا مَنَعَ مِنْهُ أَبُو بَكْرٍ وَامُضَاهُ عُمَرُ ترجمہ: جب معاملہ خلافت حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے فرمایا مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابو بکر نے نہیں لوٹایا اور عمر نے بھی اسے جاری رکھا (رضی اللہ عنہما)۔

(شرح ابن ابی الحدید نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴)

نہج البلاغہ کا مقام اہل شیعہ میں بہت بلند ہے لہذا نہج البلاغہ کی شرح ابن حدید کے میں نے ابھی حوالے پیش کئے ہیں۔ اب باغ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے مابین ہونے والی آخری گفتگو اور پھر سیدہ کا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہمیشہ ہمیشہ راضی ہونے کا تذکرہ بھی خود اہل شیعہ کی ایک اور اہم ترین شرح نہج البلاغہ لابن میثم سے پیش خدمت ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے باغ فدک کی آمدنی کے استعمال میں طریقہ نبوی ﷺ میں ذرہ برابر بھی تبدیلی نہیں کی اور اسی طریقہ نبوی ﷺ پر سیدہ کوئین حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابو بکر رضی

اللہ عنہ سے راضی تھیں۔

کتب شیعہ سے باغ فدک میں شیخین کا سنت نبوی کو قائم رکھنا اور سیدہ فاطمہ کا شیخین پر ہمیشہ کیلئے راضی ہو جانا

(۳) ”إِن يَأْكُلْ مِمَّا لَيْكَ كَانَ مَسْئُولٌ اللَّهُ عَلَيْهِ يَا خُذْ مِنْ فَدَكِ قُوَّتِكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِي وَيَحْمِلْ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكَ عَلَى اللَّهِ أَنْ أَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ فَرَضَيْتُ بِذَلِكَ وَأَخَذْتُ الْعَهْدَ عَلَيْهِ وَكَانَ يَأْخُذُ غَلَّتْهَا فَيَدْفَعُ إِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ ثُمَّ فَعَلْتُ الْخُلَفَاءَ بَعْدَهُ كَذَلِكَ إِلَى أَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةَ“

(شرح نہج البلاغہ ابن میثم جلد پنجم ص ۷۰ از ریخت نمبر ۴۴ مطبوعہ تہران)

ترجمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے آقا کی بیٹی! تیرے لئے وہی کچھ ہے جو آپ کے والد گرامی ﷺ کا طریقہ تھا۔ حضور ﷺ فدک کی آمدنی سے تمہاری خوراک کا اہتمام فرماتے اور باقی ماندہ کو تقسیم فرما دیتے اور اس میں سے فی سبیل اللہ سواری بھی لے دیتے۔ میں تمہارے بارے میں اللہ سے عہد کرتا ہوں کہ میں اسی طرح تم سے سلوک کروں گا جس طرح حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ تو یہ سن کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر راضی ہو گئیں اور اسی پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عہد لے لیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فدک کا غلہ وصول کرتے اور اہل بیت پاک کو ان کی ضرورت کے مطابق دے دیتے ان کے بعد آنے والے تمام خلفاء نے بھی



یہی طریقہ جاری رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی حکومت بنے تو انہوں نے بھی اسی طریقے پر عمل کیا۔“

ابن میثم کی یہ عبارت دیکھنے کی چیز ہے بلکہ دیکھ کر بار بار پڑھنے اور اس کے مطابق عمل کر کے ایمان بچانے کا اہل شیعہ کے پاس سنہری موقع موجود ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ یہ عبارت اہل شیعہ علماء و عوام پر حجت ہے تو قطعاً غلط نہ ہوگا۔ آج وقت ہے ہوش کے ناخن لیں یاد رکھیں۔ پھر نہ مانیں گے وہ قیامت میں اگر توبہ مان گیا

کیوں آخرت خراب کر رہے ہیں؟ حضور سید عالم ﷺ کے وہ جانثار و مقبول اور محبوب شیخین طہیین طاہرین کہ جو آج بھی گنبد خضریٰ میں اپنے آقا کے پہلو میں آرام فرما ہیں اور اسی حال میں روزِ قیامت سرکار اقدس ﷺ کے ساتھ اٹھیں گے العیاذ باللہ! ان ہستیوں پر الزام! کہ وہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی معاشی حالت دگرگوں کرنے اور عرصہ حیات تنگ کرنے کیلئے باغِ فدک سے انہیں کچھ نہ دیتے تھے، یہ سفید جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟ انہیں طریقہ نبوی ﷺ کے مطابق سب کچھ ملتا رہا۔ کتنا ملتا رہا؟ شیعہ علماء لکھ رہے ہیں فَيَدْفَعُ إِلَيْهِمْ مِنْهَا مَا يَكْفِيهِمْ ترجمہ: وہ انہیں اتنا دیتے تھے جو انکی تمام ضروریات کیلئے ہر لحاظ سے کافی ہوتا مَا يَكْفِيهِمْ کے الفاظ ابن میثم کو بھی لکھنے پڑے کیونکہ حقیقت یہی تھی۔ مزید یہ کہ یہاں صاف الفاظ میں موجود ہے فَرَضِيَتْ بِذَلِكَ یعنی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی ہو گئیں۔

(۴) اب نہج البلاغہ کی شرح ابن الحدید اور ایک دوسری شرح درہ نجفیہ اٹھائیں اور

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرات شیخین کے باغ فدک میں سنت نبوی میں ذرہ برابر تبدیلی نہ کرنے کے عمل کی وجہ سے اور حضرت سیدہ کی معاشی کفالت کرنے کی وجہ سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ان پر راضی ہو گئی۔ ملاحظہ فرمائیں

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْخُذُ مِنْ فَدَكٍ قَوَاتِكُمْ وَيُقَسِّمُ الْبَاقِيَّ وَ  
يَحْمِلُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَكَ عَلَى اللَّهِ أَنْ أَصْنَعَ بِهَا كَمَا كَانَ يَصْنَعُ  
فَرَضِيكَ بِذَلِكَ وَ أَخَذْتَ الْعَهْدَ بِهِ وَ كَانَ يَأْخُذُ غَلَّتَهَا فَيَدْفَعُ إِلَيْهِمْ مِنْهَا  
مَا يَكْفِيهِمْ ثُمَّ فَعَلْتَ الْخُلَفَاءَ بَعْدَهُ كَذَلِكَ إِلَى أَنْ وَلِيَ مُعَاوِيَةَ

(۱۔ شرح نہج البلاغہ ابن الحدید جز ۱۶ جلد ۴ ص ۸۰ ذکر ما فعل ابو بکر فدک وما  
قالہ فی شانہا الخ مطبوعہ بیروت ۲۔ ہدہ نجفیہ ص ۲۲۶ طبع قدیم تذکرہ کیفیہ موتہ)  
ترجمہ: جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ  
عنہا سے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ ”فدک“ سے تمہاری خوراک لے لیا کرتے تھے اور باقی  
ماندہ تقسیم فرما دیا کرتے تھے اور فی سبیل اللہ سواریاں بھی لے کر دیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم  
کھا کر تم سے اقرار کرتا ہوں کہ میں ”فدک“ کی آمدنی اسی طرح صرف کروں گا جس  
طرح حضور ﷺ کیا کرتے تھے۔ تو حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا اس پر راضی ہو گئیں اور  
حضرت ابو بکر صدیق سے اس کا عہد لے لیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ”فدک“ کا  
غلہ وصول کر کے اہل بیت کی ضروریات کے مطابق انہیں دیا کرتے تھے پھر ان کے بعد  
دوسرے خلفاء نے بھی ایسا ہی کیا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک یہی عمل جاری  
رہا۔



(۵) ابن الحدید نے اپنی شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر بہت خوبصورت تجزیہ کیا اور کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے میں حدیث رسول ﷺ بیان کی اور اس حدیث کے الفاظ رسول ہونے پر قسم اٹھائی لہذا اب اس کے بعد سیدہ کا ناراض ہو جانا عقلاً و نقلاً محال ہے کیونکہ فرمان رسول ﷺ پر تو ہر ادنیٰ مسلمان بھی سر تسلیم خم کر دیتا ہے بلکہ یہ شرطِ مسلمانی ہے۔ اب اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

وَلَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّهَا بَعْدَ رَوَايَةِ الْخَبَرِ بَعْدَ أَنْ أَقْسَمَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ بِاللَّهِ تَعَالَى أَنَّهُ مَا رَوَى عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِلَّا مَا سَمِعَهُ مِنْهُ أَنْصَرَفَتْ سَاخِطَةً

ترجمہ: اور اس پر کوئی دلیل ہی نہیں کہ حدیث کی روایت کے بعد اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ان الفاظ حدیث کے نطق رسول ہونے پر قسم اٹھانے کے بعد جب سیدہ پاک نے سن لیا ہو تو پھر غصہ اور ناراضگی میں واپس گئی ہوں۔“

(۶) حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے راضی ہونے کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح راضی تھیں۔ ہمارے نزدیک تو دینی اخوت، محبت و مودت تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان قرآن مجید کی آیت رَحْمَةً بَيْنَهُمْ سے ثابت ہے اور ان کے درمیان دینی ناراضگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بہر حال خود مخالفین کے مقتدا شیخ عباس قمی کی تحریر ملاحظہ ہو:-

مَشَى إِلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ بَعْدَ ذَلِكَ فَشَفَعَ لِعُمَرَ وَطَلَبَ إِلَيْهَا فَرَضِيَتْ عَنْهُ

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لئے سفارش کی اور رضا کے

طلب گار ہوئے تو آپ ان سے بھی راضی ہو گئیں۔ (بیت الاحزان ص ۸۸ مطبوعہ  
اصفہان طبع جدید)

بیت الاحزان کی اس عبارت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حضرت  
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی امکانی یا واقعاتی ناراضگی کا موجود ہونا ہم اہل سنت و  
جماعت کیلئے حجت نہیں بلکہ یہ شیعوں کی افسانہ طرازی ہے البتہ اس عبارت میں حضرت  
سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی رضا کا موجود ہونا  
تمام اہل شیعہ پر ضرور حجت ہے۔

تقاضائے فدک میں جادۂ شریعت پر عمل اور اولادِ رسول سے  
صدیقی عشق و محبت کے بیک وقت ایمان افروز مناظر

حقائق سامنے آتے ہیں تو شکوک و شبہات کے بادل چھٹ جاتے ہیں جادۂ شریعت پر  
گامزن عاشقِ حقیقی کبھی افراط و تفریط کا شکار نہیں ہوتا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ  
نیابت و خلافتِ رسول کی حیثیت سے ایک طرف امین احکامِ شرع اور ان پر عامل نظر  
آتے ہیں تو دوسری طرف اپنی ذاتی زندگی کی کل پونجی حضور سیدہ خاتونِ جنت سیدۃ النساء  
العلیٰین حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے قدموں پر نثار کرتے ہوئے دکھائی  
دیتے ہیں

اہل شیعہ کی کتاب حق الیقین اور ناسخ التواریخ سے عبارت مع ترجمہ ملاحظہ ہو  
”اموال و احوال خود را از تو مضائقہ ندارم۔ آنچہ خواہی بگیر تو سیدہ امت پدر خودی و شجرہ طیبہ



از برائے فرزند ان خود انکارِ فضل تو کسے نمی تواند کرد۔ و حکم تو نافذ است در مال من۔ اُمادر اموال مسلمانان مخالفتِ گفته پدر تو نمی تواند نمود

(۱) حق الیقین ص ۱۲۷ باب پنجم ذکر احتجاج حضرت زہرا با بوبکر در امر فدک، مطبوعہ تہران (۲) نسخ التوارخ جزء اول از تاریخ خلاص ۱۵۷ بالفاظ مختلفہ مطبوعہ تہران طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی، نیز نسخ التوارخ زندگانی فاطمہ ص ۱۴۸

ترجمہ: میں اپنے اموال و احوال کو تم سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ آپ اس میں خود مختار ہیں جو چاہیں لے سکتی ہیں۔ آپ اپنے والد گرامی کی امت کی سیدہ ہیں اور اپنے فرزندوں کیلئے ”شجرہ طیبہ“ ہیں۔ آپ کے فضل کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا اور آپ کا حکم میرے ذاتی مال میں نافذ ہے لیکن مسلمانوں کے اجتماعی مال میں آپ کے والد بزرگوار کے ارشاد کی مخالفت نہیں کر سکتا۔“

دوسری طرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی صدقے جائیں کہ سلطانِ عرب و عجم کی لختِ جگر نے جب بارگاہِ صدیقی میں طلبِ فدک کیلئے پیغام بھیجا اور اس پر سیدہ رضی اللہ عنہا سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بار بار ایک ہی سوال کیا کہ کیا حضور پر نور سید عالم ﷺ نے خود آپ سے بالمشافہ فدک ہبہ کرنے کی کوئی گفتگو فرمائی تھی؟ تو سیدہ سچ کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتیں صاف فرماتی ہیں مجھ سے براہِ راست سید عالم ﷺ نے کوئی ایسی گفتگو نہیں فرمائی تھی بلکہ میری لونڈی ام ایمن نے مجھے یہ بات بتائی ہے اور اسی بات پر فدک کا تقاضا کر رہی ہوں۔“

طبقات ابن سعد جلد چہارم ص ۱۳۲ سے بلفظہ ترجمہ عرض کرتا ہوں:-

”تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا بخدا آپ کے والد گرامی مجھ سے بہتر تھے اور بخدا تم میری بیٹیوں سے بہتر ہو اور یقین جانئے کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ہم کسی کو اپنے زیر تصرف اموال کا وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جائیں، وہ صدقہ ہے، یعنی اموال جو قائم اور باقی ہیں کیا تمہیں اس امر کا قطعی علم ہے کہ تمہارے والد گرامی نے تمہیں یہ اموال اور یہ اراضی عطا کی ہیں؟ اگر تم اثبات میں جواب دو اور ہاں کہہ دو، تو میں آپ کا قول قبول کر لوں گا اور آپ کے دعویٰ کی تصدیق کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا میرے پاس ام ایمن آئی تھی اور اس نے مجھے بتلایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فدک مجھے دے دیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کیا خود تم نے زبان رسول ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا ہو کہ فدک تمہارا ہے؟ اگر تم اس طرح کہو کہ خود میں نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے سنا ہے، تو پھر فدک یقیناً تمہارے لئے ہے، میں آپ کے دعوے کی تصدیق کروں گا اور آپ کے فرمان کو قبول کروں گا۔ آپ نے فرمایا: میں نے صحیح صورت حال اور واقعہ کی اصلیت بتلا دی ہے (میری معلومات اس معاملہ میں بس یہی ہیں)۔ ”کیا عقلاً یہ ممکن ہے کہ اتنی اہم بات خود سیدہ کو نبی پاک نے بتائی اور ام ایمن کو بتائی؟ یہی بات کتب شیعہ میں بھی موجود ہے شرح ابن الحدید کے الفاظ ہیں کہ جب سیدہ نے فدک طلب کیا تو حضرت سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان! تم میرے نزدیک صادقہ اور امینہ ہو اصل الفاظ یہ ہیں قَالَ لَهَا أَبُو بَكْرٍ لَمَّا طَلَبَ فَدَكَ بَابِي وَأُمِّي أَنْتِ الصَّادِقَةُ الْأَمِينَةُ عِنْدِي إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ عَهْدَ إِلَيْكَ عَهْدًا وَعَدَدٌ وَعَدَدُكَ وَعَدَا صَدَقْتُكَ وَسَلَّمْتُ إِلَيْكَ فَقَالَتْ



لَمْ يَعْهَدْ إِلَيَّ فِي ذَلِكَ ترجمہ: اگر رسول اللہ ﷺ نے تم سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد یا وعدہ کیا تھا تو میں اس کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہوں اور فدک تمہارے حوالے کر دوں گا تو سیدہ نے فرمایا حضور ﷺ نے مجھ سے فدک کے معاملے میں کوئی عہد نہیں فرمایا تھا۔

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سیدہ کائنات حضرت سیدہ فاطمہ الزاہرا کے پیغام کے جواب میں جو فرمان رسول ﷺ پیش کیا وہ مابین فریقین متفق علیہ ہے

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب فرمان رسول ﷺ پر مبنی ہے کہ نَحْنُ الْأَنْبِيَاءُ لَا نُورِثُ دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا إِلَّا عِلْمًا وَحِكْمَةً جب اللہ کریم ذوالجلال والا کرام اپنے مقبول اور محبوب بندوں کی صداقت آشکار کرتا ہے تو پھر خود منکر کو بھی اقرار کئے بغیر چارہ کار نہیں رہتا اور یہاں تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی کا معاملہ ہے جو متقین کے امام ہیں جمیع صحابہ کرام بشمول علی حیدر کرار سب کے امام ہیں اور آج بھی قرب رسول کے اعلیٰ ترین مقام پر گنبد خضرا میں سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ تشریف فرما ہیں لہذا اللہ کی قدرت کاملہ سے کتب شیعہ میں بھی سند صحیح سے یہ فرمان رسول چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے طلب فدک کے جواب میں پیش کیا۔ لہذا اصل عبارات سے حوالہ جات ملاحظہ ہوں

(۱) عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ أَنَّ

الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَ إِنَّمَا أُورِثُوا الْحَدِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ  
فَمَنْ أَخَذَ بِشَيْءٍ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ حَظًّا وَافِرًا (اصول کافی ج ۱ ص ۳۲ اصول کافی جلد اول ص ۳۲)

(۲) فرات نے بیان کیا کہ حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن ابراہیم بن ذکریا قطفائی نے  
اس نے کئی واسطوں سے عبد اللہ بن ابی اوفی سے قَالَ مَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِي  
قَالَ وَ مَا وَرَّثَ الْأَنْبِيَاءُ مِنْ قَبْلِكَ قَالَ كِتَابُ رَبِّهِمْ وَ سُنَّتُ نَبِيِّهِمْ  
ترجمہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے انبیاء کرام نے میراث نہیں چھوڑی حضرت  
علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا آپ سے پہلے انبیاء کرام نے وراثت میں کیا چیز چھوڑی  
فرمایا اللہ کی کتاب اور اپنی سنت انہوں نے وراثت میں چھوڑی (تفسیر فرات کو فی مصنف  
فرات بن ابراہیم شیعنی ص ۱۸۲)

(۳) قرب الاسناد ص ۴۴ طبع تہران جدید پر یہی حدیث موجود ہے  
(۴) قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ دَاوُدَ وَرِثَ عِلْمُ الْأَنْبِيَاءِ وَ  
سُلَيْمَانَ وَرِثَ دَاوُدَ وَ إِنَّ مُحَمَّدًا وَرِثَ سُلَيْمَانَ وَ إِنَّا وَرِثْنَا مُحَمَّدًا (اصول  
کافی (عربی) ص ۱۳۷)

ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سلیمان علیہ السلام داؤد علیہ السلام کے  
وارث ہوئے اور محمد ﷺ سلیمان کے وارث ہوئے اور ہم محمد ﷺ کے وارث ہیں  
ہمارے پاس تورات انجیل و زبور اور الواح موسیٰ میں موجود واضح بیان کا علم ہے  
(مترجم اصول کافی جلد اول ص ۲۵۷ مطبوعہ کراچی)



اس حدیث کی شرح میں ملا خلیل قزوینی لکھتا ہے۔ ”سلیمان بمیراث گرفت علم را از داؤد ترجمہ: سلیمان علیہ السلام نے داؤد علیہ السلام سے علم کی میراث پائی (صافی شرح اصول کافی جز سوم ص ۱۴۹)

اصول کافی عربی وارد و مترجم اور کافی کی شرح صافی سے صفحہ نمبر تک اس لئے دیئے ہیں کہ جس کے پاس جو بھی کتاب ہو وہ تسلی کر لے کہ انبیاء کرام کی مالی میراث نہیں ہوتی بلکہ ان کی میراث صرف علم ہوتا ہے۔

(۵) اب ایک حدیث درج کرتا ہوں جو شیخ صدوق سے مرفوعاً مذکور ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور مستند ہیں حدثنا الحسين بن ابراهيم قال حدثنا علي بن ابراهيم عن ابيه ابراهيم بن هاشم عن عبد الله بن ميمون عن الصادق.. قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ إِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا وَلَكِنْ وَرَثُوا الْعِلْمَ (کتاب الامالی والجلال مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۷ مجلس الرابع مطبوعہ قم)

ترجمہ: امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ بے شک انبیاء دینار اور درہم اپنی وراثت میں نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت ان کا علم ہے۔ اس حدیث کے امام جعفر صادق سے لے کر شیخ صدوق تک چار راوی ہیں۔

پہلا راوی عبد اللہ بن میمون ہے جسے شیعہ کتب رجال نے امام محمد باقر کے اصحاب میں شمار کیا ہے بلکہ حضرت امام محمد باقر نے اسے مکہ کے چار نوروں میں سے ایک نور قرار دیا

ہے اور عبد اللہ مامقانی نے تو فیصلہ ہی کر دیا کہ یہ فقہائے شیعہ میں سے ہے اور ثقہ ہے (دیکھیں رجال الحلی ص ۱۰۸ تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۲۰ رجال کشی ج ۱ ص ۳۹) دوسرا راوی ابراہیم بن ہاشم ہے جو امام رضا کے اصحاب خاص میں سے ہے (دیکھیں تنقیح المقال جلد اول ص ۳۹)

تیسرا راوی علی بن ابراہیم ثقہ فی الحدیث ثبت معتمداً صحیح المذہب (تنقیح المقال ج ۲ ص ۲۶۰ جامع الرواۃ ج ۱ ص ۵۴۵)

چوتھا راوی حسین بن ابراہیم وہ شخصیت ہے کہ شیخ صدوق کی اکثر روایات اسی سے ہیں اور یہ بات اسکی ثقافت پر شاہد ہے (تنقیح المقال ج ۱ ص ۳۱۵ جامع الرواۃ ج ۱ ص ۲۳۰) شیعہ کتب رجال سے اس حدیث کی سند پر ہم نے بالتفصیل دلائل اس لئے دیئے ہیں کہ خود شیعہ عوام و علماء پر ہر لحاظ سے اتمام حجت ہو جائے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صداقت سے انہیں بھی انکار کی کوئی راہ نہ مل سکے

**حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟**

کتب شیعہ پکار پکار کر گواہی دے رہی ہیں سَلِّکَ لَہُمْ طَرِیقَ اَبِی بَکْرٍ وَ عُمَرَ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک کے بارے وہی طریقہ اپنایا جو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تھا (شرح ابن الحدید جلد چہارم صفحہ ۸۶)

ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۹۴ پر ہے کہ جب معاملہ خلافت



حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ پہنچا تو آپ سے فدک کے لوٹائے جانے کے بارے میں گفتگو کی گئی فَقَالَ اِنِّیْ لَا سَتَحِیْ مِنْ اللّٰهِ اَنْ اَرَدَّ شَیْئًا مِّنْهُ اَبِیْ بُکْرٍ وَّ اَمُضَاهُ عُمَرُ فرمایا کہ مجھے اس چیز کے لوٹانے سے اللہ سے حیا آتی ہے کہ جس کو ابو بکر نے نہیں لوٹایا اور عمر فاروق نے بھی اسے جاری رکھا۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ جبکہ آپ برسر اقتدار بھی تھے، شیر خدا بھی تھے اور اہل بیت کا حق آسانی سے لوٹانے پر ہر لحاظ سے قادر تھے!

یہ طے شدہ بات ہے کہ یہ ایک مسلمان عادل حاکم پر فرض ہے کہ مظلوم کی داد رسی کرے اور ظالم سے غصب شدہ حق مظلوم کو واپس دلائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں باغ فدک واپس کیوں نہ لیا؟ اس سوال کے نعمت اللہ جزا رے نے انوار نعمانیہ جلد اول ص ۴۶ اور صاحب تہذیب المتین نے جلد اول ص ۳۲۶ پر یہ جواب دیا اَنَّهُ لَمْ یَكُنْ مُتَمَكِّنًا فِیْ وَقْتِ خِلَافَتِهِ مِنْ اَقَامَةِ الْاَحْکَامِ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں اقامت احکام پر جیسا کہ چاہیے اس طرح قادر نہ تھے۔

ہم اس جواب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کیونکہ یہ شیر خدا کی قوت کا انکار اور صریح گستاخی ہے اس سے آپ کو ضعیف اور کمزور ثابت کیا گیا اور مستضعفین فی الارض کیلئے سورہ نساء کی شرح میں تفسیر صافی جلد اول ص ۳۸۷ کے مطابق ہجرت فرض ہو جاتی ہے جبکہ حضرت علی نے ہجرت بھی نہ کی لہذا ہم اہل سنت کا سوال قائم رہا۔

دوسرا جواب کتب شیعہ انوار نعمانیہ، مجالس المؤمنین، تہذیب المتین، کشف الغمہ اور طعن الرماح وغیرہ میں یہ دیا گیا کہ اس معاملہ میں (نعوذ باللہ) فدک نہ دینے والے اور فدک کا مطالبہ کرنے والی دونوں شخصیات کا معاملہ ماضی کا ایک حصہ بن گیا لہذا اب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فدک واپس نہ لیا۔ ہم کہیں گے کہ اس جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ کم از کم واپسی کی قدرت ضرور تھی اگر ایسا ہے تو جواب اول اور جواب دوم میں زبردست تضاد ہے جو خود اہل شیعہ کے بطلان کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہے۔

دوسرا یہ کہ اگر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا تو اہل شیعہ! تم آج تک فدک کو کیوں ایک ایشو بنائے بیٹھے ہو اس صورت میں تمہارا عمل حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف ہے۔ بالفرض و النحال باغ فدک منصوبہ شے ہے تو اب یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کا واپس لینا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں ناجائز ہوتا۔ جب واپس لینا حق ہے تو حق کو چھوڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ باطل پر اپنے دور خلافت میں نعوذ باللہ عمل کرتے رہے؟ یہ سراسر باطل ہے اور اس سے کئی مرتبہ حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں باطل لازم آتا ہے لہذا جس سے باطل لازم آتا ہو وہ خود باطل ہوتا ہے۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضور شیخین طہیین طاہرین حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا باغ فدک کے بارے میں طریقہ و عمل یکساں ہے اور یہی حق ہے۔ اللہ کریم اہل سنت و جماعت کی طرح اہل شیعہ کو بھی اسی حق کو تسلیم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین: مزید ائمہ اہل بیت کے عقائد باغ فدک کے بارے میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق یہاں بیان کرنا ضروری سمجھتا



ہوں تاکہ قلبِ سلیم کیلئے اپنے عقائد درست کرنے میں کوئی رکاوٹ مانع نہ ہو۔

فرمان حضرت زید بن علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ

وَأَيْمَنَ اللَّهُ لَوُرَّجِعَ الْأَمْرُ إِلَيَّ لَقَضَيْتُ فِيهِ بِقِضَاءِ أَبِي بَكْرٍ ترجمہ: فرمایا اللہ کی قسم اگر باغِ فدک کا یہی معاملہ میرے سپرد کر دیا جائے اور مجھے فیصلہ کرنے کو کہا جائے تو میں بھی وہی فیصلہ کروں گا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲ مطبوعہ بیروت بڑا سائز فی الاخبار الواردہ فی فدک)

فیصلہ صدیقی حق ہونے میں حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی

اللہ عنہ کا فرمان

قُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاكَ أَرَأَيْتَ أَبَا بَكْرٍ وَ عُمَرَ هَلْ ظَلَمَكُم مِّنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا أَوْ قَالَ ذَهَبًا مِّنْ حَقِّكُمْ بِشَيْءٍ فَقَالَ لَا وَالَّذِي أَنْزَلَ الْقُرْآنَ عَلَيَّ عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا مَا ظَلَمْنَا مِّنْ حَقِّنَا مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ قُلْتُ جَعَلْتُ فِدَاكَ أَفَأَتَوَّاهُمَا قَالَ نَعَمْ وَيُحْكَمَ تَوَلَّيْهُمَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم ص ۸۲ تحفہ جعفریہ ج ۳، ص ۲۰۱)

ترجمہ: ابو عقیل کہتے ہیں میں نے امام باقر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میری جان آپ پر قربان کیا ابو بکر اور عمر نے تمہارے حقوق کے بارے میں کچھ ظلم کیا؟ یا انہوں نے

(باغِ فدک کے سلسلے میں) تمہارے حق کو دبائے رکھا؟ فرمایا۔ نہیں اس اللہ کی قسم! جس نے اپنے بندے پر قرآن نازل فرمایا تا کہ تمام جہانوں کیلئے وہ نذیر بن جائے۔ ہمارے حقوق میں سے ایک رائی کے دانہ برابر بھی انہوں نے ہم پر ظلم نہیں کیا۔ میں نے کہا آپ پر قربان جاؤں۔ کیا میں ان سے محبت رکھوں؟ فرمایا ہاں۔ تو ہر باد ہو جائے انہیں دونوں جہانوں میں دوست رکھ۔

اس کے بعد حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ موجودہ دور کے تمام اہل شیعہ اور تمام مستشرقین زدہ مورخین کیلئے نہ صرف مشعلِ راہ ہیں بلکہ باغِ فدک کے مفروضہ کے بانیوں کی نشاندہی کیلئے بھی کافی ہیں اور ان کیلئے حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا جو فیصلہ ہے وہی ہم اہل سنت و جماعت کا فیصلہ ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں

قَالَ فَعَلَ اللَّهُ بِالْمَغِيرَةِ وَبَنَانٍ فَإِنَّهُمَا كَذِبَا عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ.

ترجمہ: فرمایا مغیرہ اور بنان سے اللہ نے ان دونوں نے باغِ فدک کے سلسلہ میں ہم اہل بیت پر جھوٹ گھڑا۔

یہی دو مرکزی راوی شیعہ کتب میں وہ ہیں جنہوں نے اہل بیت اور صحابہ کرام کے درمیان بغض و عداوت کے فرضی واقعات گھڑے ہیں رجالِ کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا تذکرہ ابوالخطاب میں بھی حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے اور آبِ زر سے لکھنے کے قابل وہ الفاظ ہیں جو حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے ان پر لعنت کے بعد ارشاد فرمائے آپ نے فرمایا لَعَنَ اللَّهُ مَنْ قَالَ فِينَا



مَا لَا نَقُولُهُ فِي أَنْفُسِنَا (رجال کشی ص ۲۵۵ مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: ”فرمایا لعنت ہو ہر اس شخص پر جس نے ہمارے بارے میں وہ کہا جو ہم نے اپنے بارے میں نہیں کہا۔“

الحمد للہ! باغِ فدک میں فیصلہ شیخین رضی اللہ عنہما حق ہونے کے بارے میں ہم نے اہل بیت پاک کے ائمہ کرام <sup>فیصلہ</sup> حضور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اپنے دورِ خلافت میں فیصلہ شیخین کو ہی برقرار رکھنا اور حضور سیدہ طیبہ طاہرہ حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شیخین پر تادم آخر راضی رہنا ہم نے تفصیل سے بیان کر دیا ہے۔ اب آپ کی مرضی ہے کہ کون سا راستہ منتخب کرتے ہیں؟ اہل بیت پاک والا یا ان کا راستہ جن پر حضرت سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ عنہ نے لعنت فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائیں آمین ثم آمین!

## باب سوم

خلفاء ثلاثہ (حضرات ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم)

کے نبی اور آلِ نبی سے خاندانی اور نسبی تعلقات

ہر دور میں انسان کا اپنے لئے نئے رشتوں کا انتخاب انتہائی اہم مرحلہ رہا ہے۔ رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف

رشتہ قائم کرنے سے پہلے ہزار مرتبہ سوچنا اور مشورہ کرنا پڑتا ہے کیونکہ رشتے صرف جانی قرب کا اظہار ہی نہیں ہوتے بلکہ انسان کی جان مال اور آبرو کی حفاظت میں بھی وہ برابر کے شریک اور ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسلام میں رشتہ داری کی بنیاد عام مذاہب سے مختلف ہے۔ خدا نخواستہ مسلمان میاں بیوی میں سے کوئی بھی مرتد ہو کر کفر اختیار کر لے تو فوراً یہ رشتہ ٹوٹ جاتا ہے۔ خیالات کی ہم آہنگی اور جسمانی حسن کے ساتھ ساتھ نسبی و خاندانی طہارت و شرافت، دین داری، مکارم اخلاق اور اللہ اور اس کے رسول سے قرب کی اقدار ڈھونڈنا جب عام مسلمان کے لئے معیار قرار پائیں تو حضور نبی پاک ﷺ اور آئمہ اہل بیت پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاں تو نئے رشتوں کے انتخاب میں اس سے کروڑوں درجے بڑھ کر نسبی و خاندانی طہارت اور دینی فضیلت کو ترجیح حاصل ہوگی۔ بحان اللہ!! اسی سے اندازہ لگائیں کہ اللہ جل جلالہ اور اس کے محبوب کریم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نزدیک شیخین طہرین طاہرین حضور سیدنا ابو بکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی کیا ہی عظیم نسبی و ایمانی طہارت و نظافت اور بزرگی و فضیلت ہے کہ ہمارے پاک، صاحبِ لولاک نبی ﷺ نے دولہا بن کر جن کے گھر جانا پسند کیا اور ان پاک ہستیوں کو اپنا سر بنالیا پھر حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان دیکھیں کہ یکے بعد دیگرے نبی پاک ﷺ کی دو حقیقی بیٹیاں جن کے نکاح میں آئیں۔ حضور سید عالم ﷺ جنہیں اپنے حرم پاک بنائیں اور اللہ کے قرآن کی رو سے وہ امت کی مائیں قرار پائیں تو اے شیعو! خدا را ذرا سوچو! حضور اقدس ﷺ کی تمام ازواج مطہرات و طہرہ بیویاں بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت حفصہ



رضی اللہ عنہما اور حضور سید عالم ﷺ کے یہ سر حضور صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما اور حضور ﷺ کے ذوالنورین لقب پانے والے داماد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کیا تمہاری تبرابازی کا محل ہیں؟ گھر حضور ﷺ کا، سر حضور ﷺ کے، داماد حضور ﷺ کے اور تم ہو اور تمہارے جاہل ذاکر ہیں کہ شب و روز تمہیں ان کی بے ادبی اور گستاخی بلکہ استغفر اللہ! نقل کفر، کفر نباشد، ان پر تبرابازی کرنے پر تمہیں لگایا ہوا ہے۔ خدا لگتی کہنا، اب جھوٹ نہ بولنا، تقیہ کی لعنت کو زیب کلام نہ کرنا اور اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی منافقت کو دور رکھ کر صاف صاف بتانا کہ تمہاری امام بارگاہوں میں ہمیشہ تمہارے ذاکروں اور مجلسیں پڑھنے والوں نے اور تمہارے مذہب کو تحریری لٹریچر کی شکل دینے والوں نے تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب فروع کافی جلد سوم صفحہ ۳۴۲ کتاب الصلوٰۃ باب التعصب الخ مطبوعہ تہران طبع جدید پر اور تمہارے مذہب کی معتبر ترین کتاب ”تحفۃ العوام حصہ اول صفحہ ۷۸ باب ۲۰ ماہ محرم کے اعمال میں مطبوعہ لکھنؤ طبع قدیم پر“ ہر نماز کے بعد تمہیں کن ہستیوں پر لعنت بھیجنے اور تبرابازی کرنے کا سبق دیا ہے؟ فیصلہ آپ پر ہے میرا تو ضمیر اور قلم یہ عبارات لکھنے کی بھی اجازت نہیں دیتے۔ صرف دعوتِ فکر اور دعوتِ ایمان دینے کیلئے نشاندہی کر دی ہے اور تم اس کو مجھ سے بہتر جانتے ہو!!!۔۔۔ قبر تمہاری منتظر ہے۔ ہر قبر میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ابھی وقت ہے مرنے سے پہلے پہلے ابھی اور اسی وقت ان امہات المومنین اور حضور سیدنا صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین و تبرابازی پر مبنی کفر خالص سے توبہ کرو۔ قبر میں حضور پر نور سید عالم ﷺ کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ کیا قبر و حشر

میں ان ہستیوں کی گستاخی و بے ادبی والا نامہ اعمال لے کر اپنے نبی کے سامنے پیش ہونے کا تصور کر کے تم پر کبھی خوف اور لرزہ طاری نہیں ہوا؟ تمہاری بیوی اور تمہارے سر اور تمہارے داماد پر تمہارا ہمسایہ یا دور و نزدیک سے کوئی آدمی دن میں پانچ مرتبہ ان پر لعنت بھیجے اور انہیں گالیاں دے اور دوسروں کو بھی اس پر ہر وقت اکسائے یا دوسری صورت یہ کہ تمہاری بیوی اور سر اور داماد کا نام تو نہ لے لیکن اس کی گالیوں اور لعنت کا یقینی مصداق و مراد خود تمہارے نزدیک بھی تمہاری بیوی اور تمہارا سر اور تمہارا داماد ہی ہو تو اب میں آپ سے پوچھتا ہوں ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر جواب دیجئے کہ تمہارا ایسے آدمیوں کے بارے میں کیا رویہ ہوگا؟ اسی پر اپنے پیارے نبی کی بیویوں، ان کے سر اور ان کے دامادوں کو قیاس کر لیں۔ انشاء اللہ ہدایت نصیب ہوگی اور بے شک ہدایت صرف اللہ کریم کی طرف سے ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان ہستیوں کا ادب و احترام کر کے آخرت میں سرخرو ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

آئیں خلفاء ثلاثہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئمہ اہل بیت پاک رضی اللہ عنہم کی رشتہ داریوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ یہاں یہ بات ضرور یاد رکھنی چاہیے کہ اسلام اپنے ماننے والوں کی نسل اور نسب کے تحفظ کیلئے نکاح کو بنیاد قرار دیتا ہے جس کیلئے چھپ کر نہیں بلکہ سر عام شرعی گواہوں کی موجودگی میں نکاح کو ضروری اور مجمع مسلمین میں نکاح کو مزید مستحسن قرار دیا گیا ہے۔ لہذا مسلمان معاشرے میں عقلی طور پر یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی رشتے کو پوشیدہ رکھا جاسکے یا کسی کے قریبی رشتے کا انکار کیا جاسکے لہذا حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو دومرتبہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد



قراردینا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا ہم زلف ہونا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کی دو حقیقی پوتیوں کا حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا حقیقی بہو بننا، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حقیقی نواسے حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حقیقی پوتی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے نکاح ہونا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کا داماد بننا اور خلیفہ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدہ فاطمہ زہرا و حضرت مولا علی رضی اللہ عنہما کی لخت جگر حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح فرما کر ان کا داماد بننا اور انہی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی فتوحات اسلامیہ میں حضرت شہر بانو کا مال غنیمت میں آنا اور خود حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے حضرت شہر بانو کا نکاح پڑھانا۔ اور ان سے نسل سادات جاری ہونا۔ اور سیدنا حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں یکے بعد دیگرے رسول اللہ ﷺ کی دو حقیقی بیٹیوں کا آنا اور اس طرح آپ کو پوری امت میں امتیازی لقب ذوالنورین عطا ہونا ایسے حقائق ہیں جو خود تمام کتب شیعہ کو بھی تسلیم کرنے پڑے۔ میں نے کتب کی جلد، صفحہ نمبر حتیٰ کہ مطبع تک بھی تفصیل سے درج کر دیئے ہیں تاکہ کسی قسم کی شبہ کی گنجائش نہ رہے اور اس کی تصدیق خود شیعہ علماء کے پاس جا کر ان کے پاس موجود کتب سے بھی کی جاسکتی ہے۔ اب میں دعوت فکر دیتا ہوں ان لوگوں کو جو اہل بیت پاک سے محبت کا دعویٰ کرتے ہیں انہیں چاہیے کہ ان ائمہ اہل بیت پاک کے جو پاک رشتہ دار ہیں جس طرح اہل بیت پاک نے انہیں فضیلت دے کر اور ان کی فضیلت مسلم سمجھ کر ان سے رشتہ داری قائم کی۔ اہل شیعہ کو بھی چاہیے کہ بالکل اہل بیت کی اتباع کرتے ہوئے خلفائے ثلاثہ کا نہ صرف احترام کریں بلکہ ان کی محبت کو اپنا ایمان سمجھیں۔

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی و نسبی تعلقات

۱۔ پہلا رشتہ یہ ہے کہ اللہ کے محبوب کا سر ہونے کا شرف حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نصیب ہوا۔ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق کی لخت جگر ہیں اور حضور ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں لہذا قرآن پاک میں اللہ کے فرمان کی روشنی میں تمام مومنوں کی ماں ہیں اور جو ماں کا بے ادب ہو وہ کیسے جنت میں جاسکتا ہے۔ اور ایسی روحانی ماں کہ جن کے مقدس حجرہ مبارکہ میں امام الانبیاء والمرسلین رحمۃ اللعالمین ہمارے آقا و مولا حضور پر نور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے آرام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ ادب کی توفیق عطا فرمائے۔

۲۔ حضرت امام جعفر صادق کی والدہ حضرت ام فروہ کے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دادا اور نانا لگتے ہیں۔ اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۸۶ پر ہے

”امام جعفر صادق ۸۳ ہجری میں پیدا ہوئے اور شوال ۱۲۸ ہجری میں ۶۵ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسما بنت عبد الرحمن بن ابوبکر تھیں۔“

حضرت امام جعفر صادق نے فرمایا ولد فی الصدیق مرتین (احقاق الحق صفحہ ۷۷ عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب صفحہ ۱۹۵ مطبوعہ نجف اشرف جدید) ترجمہ: میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں دو مرتبہ شامل ہوں یہ بھی ارشاد فرمایا ابوبکر الصدیق



جَدِّي هَلْ يَسْبُ أَحَدُ آبَاءِهِ لَا قَدَمْنِي إِنْ لَا أَقْدَمَهُ (احقاق الحق صفحہ ۷) ترجمہ: امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے نانا ہیں۔ کیا کوئی شخص اپنے بڑوں کو گالی دینا پسند کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے کسی قسم کی شان و عزت نہ دے اگر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان و عزت کو نہ مانوں“

۳۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہم زلف ہیں (۱۔ منتہی الآمال جلد ۲ صفحہ ۴ مطبوعہ ایران ۲۔ مناقب آل ابی طالب جلد ۲ ص ۴۹ ۳۔ کشف الغمہ جلد ۲ ص ۸۳) ۴۔ حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما کے بیٹے حضرت قاسم اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت زین العابدین حقیقی خالہ زاد بھائی ہیں۔

۵۔ ”حضرت سیدنا عبدالرحمان بن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو بیٹیاں حفصہ اور ہند یکے بعد دیگرے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے نکاح مبارک میں آئیں“ (ابن الحدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ صفحہ ۵ و صفحہ ۸ مطبوعہ بیروت) اس سے پتہ چلا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دو حقیقی پوتیاں حضرت مولا علی کی حقیقی بہوتھیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمن کے حقیقی داماد ہیں (رضی اللہ عنہم)

۶۔ خلیفۃ الرسول خلیفۃ بلا فصل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت اسماء ہیں ان کے لخت جگر تاریخ اسلام کے نامور اور شجاع امت حضرت سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہیں۔ آج بھی مکہ مکرمہ میں ان بے مثل ماں بیٹا دونوں کے مزارات کی اکٹھی زیارت کی جاسکتی ہے۔ یہ حضرت عبداللہ ابن زبیر، حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں اور ان کی پشادی حضرت سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی پوتی اور حضرت

سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے ہوئی۔ شیعہ تاریخ کا حوالہ ملاحظہ ہو

”زید بن حسن پسر نخستین حسن علیہ السلام است۔۔۔۔۔ آنکہ خواہرش ام الحسن کہ از جانب مادہ نیز با و برادر بود بہ عبد اللہ بن زبیر شوے کرد“

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ کے سب سے بڑے صاحبزادہ کا نام زید ہے ان کی بہن ام الحسن کہ ماں کی طرف سے بھی زید جن کے حقیقی بھائی تھے وہ عبد اللہ بن زبیر کی بیوی تھیں۔“ (ناسخ التواریخ زندگانی حسن مجتبیٰ ج ۲ ص ۲۷۱ طبع جدید ایران)

۷۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمان بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے داماد ہیں۔ (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۶۸ مطبوعہ بیروت سن طباعت ۱۹۵۸) •

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نبی و آل نبی سے خاندانی و نسبى تعلقات

۱۔ رشتہ اول یہ ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں اور ام المومنین ہونے کا انہیں شرف حاصل ہے۔ اس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی پاک ﷺ کے سر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ جس طرح اوپر گزرا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی نبی پاک ﷺ کے سر ہیں اور حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”مرو یہ شیعہ و سنی است کہ حضور رسول ﷺ فرمود مَن زَوْجَتِی وَ تَزَوَّجَ مَنِّی مِنَ الْأُمَّیَّةِ أَحَدٌ لَا یَدْخُلُ النَّارَ لَا فِی سَنَئِلٍ اللّٰهُ وَعَدَنِی بِذَٰلِکَ“ (تفسیر لوامع التزیل جلد دوم صفحہ ۶۷۷ جز ثانی در حدیث نبوی ہر کہ بمن دختر دہد مطبوعہ لاہور طبع قدیم) ترجمہ: جس نے مجھ سے شادی کی اور





وَصَهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ لِأَسْبَبِي وَنَسَبِي وَصَهْرِي (۱)۔ شرح نہج البلاغہ لابن ابی حدید ج ۳ ص ۱۲۲ تزوج عمر بام کلثوم بنت علی مطبوعہ بیروت بڑا سائز ۲۔ نسخ التواریخ جلد ۲ ص ۱۲۹۶ طبع جدید تہران مصنفہ مرزا محمد تقی ۳۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس صحابہ میں فرمایا مجھے مبارک دو مجھے مبارک دو! انہوں نے کہا امیر المومنین! کس چیز کی؟ فرمایا میں نے حضرت مولا علی ابن ابی طالب کی صاحبزادی ام کلثوم سے شادی کر لی ہے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ آپ نے فرمایا کل قیامت کو ہر سبب، نسب اور سسرالی رشتہ منقطع ہو جائے گا۔ صرف میرا سبب، نسب اور سسرال باقی رہے گا۔

☆ ۳۔ شیخ مفید نے ارشاد میں کہا ”وام کلثوم الکبریٰ تزوجھا عمر حضرت علی کی بڑی بیٹی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ (مناقب شہر آشوب جلد سوم ص ۳۰۴)

☆ ۴۔ شیعہ مسلک کی معتبر ترین کتب یعنی کتب صحاح استبصار جلد سوم ص ۳۵۲ مطبوعہ تہران طبع جدید، تہذیب الاحکام جلد ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والموارث اور فروع کافی جلد پنجم ص ۱۴۵ کتاب الطلاق میں حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے صحیح روایات موجود ہیں کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ گئے اور اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے آئے اس سے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے یہ مسئلہ ثابت کیا کہ بیوہ جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ ضروری نہیں کہ شوہر کے گھر میں ہی عدت گزارے۔ اگر یہ فرضی واقعہ ہو تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عدت کے مسئلہ میں اس واقعہ سے استدلال بے معنی اور باطل ہو جائیگا اور وہ بھی شیعہ کی صحاح



اربعہ جیسی معتبر ترین کتب سے۔

☆ ۵۔ ایک اور مسند اور مرفوع حدیث میں یہی چیز قرب الاسناد جلد دوم ص ۱۰۹ مطبوعہ تہران طبع جدید پر بیان ہوئی ہے اَنَّ عَلِيًّا نُقِلَ اِبْنَتُهُ اُمُّ كَلْثُومٍ فِي عِدَّتِهَا حَيْثُ مَاتَ زَوْجُهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَنَّهَا كَانَتْ فِي دَارِ الْإِمَارَةِ ترجمہ: (حذف اسناد) یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اپنے گھر لے گئے جبکہ ان کے خاوند حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وصال کر گئے کیونکہ اس وقت وہ دارالامارۃ میں اپنی عدت گزار رہی تھیں۔ (قرب الاسناد مصنفہ ابی عباس عبد اللہ بن جعفر قمی شیعہ جز دوم ص ۱۰۹ کتاب النفقات باب النفقة علی الحامل المتوفی عنہا زوجہا منسوعہ تہران طبع جدید)

اس حدیث کے تین راوی غیر معصوم اور باقی سب آئمہ معصوم ہیں جن کی ثقاہت کے بارے میں کلام کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تین غیر معصومین میں پہلے راوی محمد بن حسین بن ابی خطاب کو تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۰۶ پر علامہ مامقانی نے حضرت امام موسیٰ رضا کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔ اور اسے ثقہ گردانا ہے۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن جعفر حمیری ہے جس کے بارے میں علامہ مامقانی نے اپنی اسی کتاب کی جلد ۲ ص ۷۴ پر اسے ثقہ لکھا ہے۔ تیسرا راوی محمد بن عبد اللہ بن جعفر ہے جسے تنقیح المقال جلد سوم ص ۱۳۸ پر علامہ مامقانی نے لکھا كَانَ ثِقَةً وَجِيهًا كَاتِبٌ صَاحِبُ الْأَمْرِ ترجمہ: محمد بن عبد اللہ ثقہ وجیہہ اور صاحب امر کا، کاتب تھا۔

ہر دور اور زمانے کے شیعہ مجتہدین نے نکاح ام کلثوم حضرت سیدنا عمر فاروق کے ساتھ تسلیم کیا ہے جن میں سے چند ایک یہ ہیں (حوالوں کی ترتیب پچھلے نمبر شمار سے ہی آگے چلے گی)

☆ ۶۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی میں جلد ۵ ص ۱۱۵ کتاب الطلاق اور ج دوم ص ۳۱۱ پر

☆ ۷۔ ابو جعفر طوسی متوفی ۴۶۵ھ ہجری نے تہذیب الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳ کتاب الفرائض والموارث میں

☆ ۸۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ھ ہجری نے شافی میں ص ۱۶ بمع تلخیص الشافی مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۳۰۱ھ

☆ ۹۔ ابن ابی حدید م ۶۵۴ھ نے شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۱۲۲ پر

☆ ۱۰۔ زین الدین احمد عالمی م ۹۶۴ھ نے مسالک الافہام میں باب لواحق العقد جلد اول سن طباعت ۱۲۷۳ھ ہجری۔

☆ ۱۱۔ نور اللہ شوستری م ۱۰۱۹ھ نے مجالس المومنین جلد اول ص ۴۵۱ اور اسی کتاب کی ج اول ص ۲۰۴ پر

☆ ۱۲۔ ملا خلیل قزوینی م ۱۰۷۹ھ نے صافی شرح اصول کافی ج ۳ ص ۲۸۲ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم پر

☆ ۱۳۔ علامہ شہر آشوب نے المناقب جلد سوئم ص ۳۰۴ پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شادی مبارک حضرت ام کلثوم بنت سیدہ فاطمہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے پورے شرح صدر کے ساتھ تسلیم کی ہے۔

☆ ۱۴۔ ”ام کلثوم من فاطمہ واسمہا رقیہ خرجت الی عمر بن الخطاب فاولدها زیداً“ ترجمہ: ام کلثوم بنت فاطمہ کا حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا ان



سے ایک بیٹا پیدا ہوا جن کا نام زید تھا (عمدة الطالب ص ۶۳ مطبوعہ نجف اشرف)

☆ ۱۵۔ شیخ عباسی قمی لکھتا ہے۔ ”چهار نفر از ایشان امام حسن و امام حسین و زینب کبریٰ

ملقب بہ عقیلہ و زینب صغریٰ است کہ مکناۃ است بام کلثوم و مادر ایشان حضرت فاطمہ زہرا سیدۃ

النساء است“ ترجمہ: حضرت امیر المومنین سیدنا حضور شیر خدا رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک میں

سے چار افراد امام حسن، امام حسین، زینب کبریٰ جن کا لقب عقیلہ تھا، اور زینب صغریٰ جن کی

کنیت ام کلثوم تھی ان چاروں کی والدہ حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں (منتہی

الامال ج اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم مطبوعہ تہران) اس کے بعد صاف الفاظ ہیں

”امام کلثوم حکایت تزویج او با عمر در کتب مسطور است“ ترجمہ: توہاں ”ام کلثوم“ بنت

فاطمہ کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مختلف کتب میں لکھی ہوئی موجود ہے۔

اسی صفحہ پر شیعہ مورخ علامہ ابن شہر آشوب کے حوالے سے لکھتا ہے ”ام کلثوم را عمر

بن الخطاب تزویج کرد“ ترجمہ: ابن شہر آشوب نے کہا کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تھی۔

قارئین محترم! بغیر کسی شک و شبہ کے شیعہ مورخ نے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت ام

کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت مولا علیؑ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں جن کی شادی

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔

☆ ۱۶۔ بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں تمام کتب شیعہ حضرت ام

کلثوم رضی اللہ عنہا کا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے نکاح کا ذکر کرتی ہیں مثلاً مسالک

الافہام شرح شرائع الاسلام کتاب النکاح باب لواحق العقد ج اول مطبوعہ ایران سن طباعت

۱۲۷۳ھ میں ہے۔ ”کذا لک زوج علی ابنتہ ام کلثوم من عمر“ ترجمہ: اتنی

طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عمر بن خطاب سے کیا۔

☆ ۱۷۔ طراز المذاہب کی عبارت ملاحظہ ہو۔ ”علی علیہ السلام ام کلثوم را باوی

تزوج نمود“ ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے کی (طراز المذاہب مظفری مصنفہ مرزا عباسی ص ۳۳)

☆ ۱۸۔ ابوالفضل بن حسن طبری اعلام الوریٰ باعلام الہدیٰ ص ۲۰۴ اولاد امیر المومنین علیہ

السلام مطبوعہ بیروت طبع جدید میں واضح اور غیر مبہم الفاظ میں یہ نکاح نہ صرف یہ کہ تسلیم کرتا ہے

بلکہ دلائل سے ثابت کرتا ہے۔

اسی طرح درج ذیل کتب میں بھی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نکاح

ام کلثوم بنت علی بالوضاحت ثابت ہے۔

☆ ۱۹۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین ج ۱ حصہ دوم ص ۲۸۷ مطبوعہ یوسفی دہلی طبع

قدیم)

☆ ۲۰۔ تاریخ یعقوبی جلد ثانی ص ۱۴۹ مطبوعہ بیروت

☆ ۲۱۔ ”عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ مَاتَتْ أُمُّ كَلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَابْنُهَا

زَيْدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي سَاعَةٍ وَاحِدَةٍ“ ترجمہ: حضرت امام جعفر صادق رضی

اللہ عنہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور ام

کلثوم رضی اللہ عنہا کا بیٹا زید بن عمر بن الخطاب ایک گھڑی ایک ساتھ فوت ہوئے (تہذیب

الاحکام ج ۹ ص ۳۶۳)



حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین  
دامادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔  
نیز

چار بناتِ رسول کا ثبوت ۳۳ معتبر ترین  
کتبِ شیعہ سے

نہ ماننے والوں کے جرم کی سنگینی کے پیشِ نظر کہتا  
ہوں کہ جو حضور اقدس ﷺ کی اولادِ پاک یعنی آپ کی چار صاحبزادیوں کو چار نہ  
مانے۔ ان کے نسلِ رسول ہونے کا ہی انکار کرے تو کیوں نہ ایسوں پر آسمان  
پھٹ پڑے۔ ارے! تیری اگر چار بیٹیاں ہوں اور تیری نسل ہوں اور کوئی تجھے  
کہے کہ نہیں ان میں سے تیری صرف ایک بیٹی ہے باقی تین تیری ہے ہی  
نہیں! تو خود سوچ تجھ پہ کیا گزرے گی؟ پھر اللہ کے محبوب کو ایسی بکواس سے کیوں

ایذا دیتا ہے اللہ فرماتا ہے

إِنَّ الْكَذِبِينَ يُخَوِّدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ

فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔ (القرآن)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دینے والے پر اس دنیا میں بھی لعنت ہے اور آخرت میں بھی لعنت ہے (القرآن) اور یاد رکھیں آپ کی چار صاحبزادیوں کا انکار خود قرآن کا انکار ہے اللہ فرماتا ہے؛

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَائِكَ

الْمُؤْمِنِينَ۔ (احزاب: ۵۹)

ترجمہ: اے نبی اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے فرمادیں؛ اس آیت مبارکہ میں ازواج اور بنات دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ عربی میں جمع کم از کم تین یا زیادہ تعداد کے لئے آتی ہے۔ اللہ نے جمع کا صیغہ فرمایا ہے

قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ اس نص قطعی کا انکار کے جو حضرت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سید عالم ﷺ کی باقی تین صاحبزادیوں کا

انکار کرے کیا اس پر دارین میں لعنت ہونے میں کوئی شک ہو سکتا ہے؟

نہیں ہرگز نہیں۔ یکے بعد دیگرے دو صاحبزادیوں کی شادی حضرت عثمان غنی رضی

اللہ عنہ سے ہوئی تو ان کو آج تک؛ ذوالنورین؛ کے لقب سے کیوں مورخ یاد کرتے



ہیں؟ اور اس پر شیعہ سنی کتب متفق ہیں۔ جو اپنے نبی کی اولاد جیسی حقیقت کو جھٹلا دے اس سے اور کیا توقع کی جاسکتی ہے؟

☆ 1۔ یہ کونسا اعتراض ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ قریشی تھے لہذا حضور سید عالم ﷺ کی شہزادیوں سے ان کا نکاح کیسے ممکن ہے؟ ہم پوچھتے ہیں حضرت علی اور حضرت سیدہ خاتون جنت کی شہزادی حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح مبارک سید سے ہوا یا قریشی سے؟ یہ عقد حضرت عبداللہ بن جعفر طہار قریشی سے ہوا جن سے شہزادگان عون و محمد شہداء کربلا پیدا ہوئے (منتہی الآمال لراہل شیعہ) ج ۱ ص ۲۱۷ حضرت سیدہ زینب بنت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سید عالم ﷺ کی بیٹی کی بیٹی ہیں اور اس طرح حضور ﷺ کی ہی ایک واسطہ سے بیٹی ہوئیں۔ ان کا نکاح مبارک خاندان قریش میں ہوا تو حضور ﷺ کی حقیقی صاحبزادیوں کی شادی سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے نہیں ہو سکتی جو قریشی ہیں اور سلسلہ نسب میں چھ پشتوں سے سید عالم ﷺ سے جاملتے ہیں۔

☆ 2۔ برخوردار! سب جانتے ہیں کہ حضرت سیدہ فاطمہ کی موجودگی میں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور شادی کرنا بحکم رسول ﷺ حرام تھا لیکن ان کے وصال کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختلف اوقات میں آٹھ شادیاں کیں اور کثیر الاولاد ہوئے مناقب شہر آشوب ج ۳ ص ۳۰۴ اور منتہی الآمال جلد اول ص ۲۱۷ باب دوم فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام میں باختلاف مورخین آپ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ بیٹیاں ہیں انسان انہی ناموں پر اولاد کے نام رکھتا ہے جن

سے پیار ہوتا ہے آج تک کسی اہل اسلام نے اپنی اولاد کے نام شداد، ہامان، نمرود اور فرعون نہیں رکھے کیونکہ ان سے کسی مسلمان کو پیار نہیں حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیدہ فاطمہ سے اولاد کے علاوہ باقی ساری اولاد علوی کہلائی شیعہ سنی کتب متفق ہیں کہ ان علوی بیٹوں میں سے حضرت علی نے تین بیٹوں کے نام ابوبکر، عمر اور عثمان رکھے۔ (ملاحظہ ہوں کتب شیعہ کشف الغمہ ص ۱۳۲، تاریخ ائمہ ص ۴۳۔) ان میں سے دو بیٹے حضرت ابوبکر و حضرت عمر معمر کہ کر بلا میں شہید بھی ہوئے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان تینوں ہستیوں سے اتنا پیار تھا کہ ان کے ناموں پر اپنے بیٹوں کے نام رکھے۔ برخوردار! بلا تعصب ٹھنڈے دل سے سینہ پر ہاتھ رکھ کر ذرا سوچ! مولا علی کے سچے نام لیوا ہونے کی حیثیت سے ہمیں بھی سنت علیؑ پوزی کرتے ہوئے اپنے بیٹوں کے نام ابوبکر و عمر و عثمان رکھنے چاہئیں یا نہیں؟ بہر حال! آدم برسر مطلب!

ہم پوچھتے ہیں کہ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باقی اولاد جو علوی کہلائی جن میں حضرت عباس علمدار جیسی ہستیاں بھی موجود ہیں۔ ذرا سوچ کر بتائیں کیا ان کی مائیں سادات سے تھیں؟ آپ بھی اتفاق کریں گے کہ ہرگز نہیں بلکہ وہ خاندان قریش سے تھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

تمام شادیاں خاندان قریش میں ہو سکتی ہیں اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی عیب بھی نہیں تو حضور پر نور ﷺ کی حقیقی شہزادیوں میں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی یکے بعد دیگرے شادیاں خاندان قریش سے ہی رسول اللہ



ﷺ کی محبوب شخصیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیوں نہیں ہو سکتیں؟

☆ 3۔ اسی طرح بھولے اہل اسلام کو یہ کہہ کہ گمراہ کیا جاتا ہے کہ پھر یہ صاحبزادیاں مباہلہ میں کیوں شامل نہ ہوئیں؟ تو جس طرح کہ کتب شیعہ حیات القلوب ج ۲ ص ۱۰۲۸، اور منتخب التواریخ ج ۱ ص ۲۴ پر درج ہے کہ حضرت رقیہ ۲ ہجری۔ حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم ۷، ۸ ہجری اور سیدہ فاطمہ الزہرا کا وصال مبارک گیارہ ہجری کو ہوا۔ جب مباہلہ ۱۰ ہجری کو ہوا اس وقت اکیلی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ لہذا دیگر صاحبزادیوں کے مباہلہ میں شریک نہ ہونے کا سوال ویسے ہی فضول ہے۔ ہم یہاں معتبر ترین تینتیس (۳۳) کتب شیعہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں تفصیلی حوالہ جات سے پہلے ان کتب اور ان کے مصنفین کے نام ذیل میں دے جا رہے ہیں۔ ان پر پہلی نظر ہی اس حقیقت کو واضح کر دے گی۔ کہ یہ کتب خود اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر معتبر اور ان کے مصنفین اہل شیعہ کے نزدیک کس قدر محترم ہیں؟ مسئلہ کی اہمیت کے پیش نظر ہم نے صرف ان کتب شیعہ کے حوالے حضور اقدس ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیاں ہونے پر پیش کئے ہیں۔ جو خود اہل شیعہ میں ایک فیصلہ کن اتھارٹی کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فیصلہ تو احکم الحاکمین اللہ کریم نے ہی کر دیا کہ فرمایا اَزْوَاجُکَ وَبَنَاتُکَ یعنی محبوب تیری بیویاں اور تیری بیٹیاں اس کے بعد جس کے نصیبوں میں ہدایت ہو اسے مزید کسی حوالے اور فیصلے کی تو ضرورت نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی خود اہل شیعہ کے متقدمین اور متاخرین علماء کی بات کرتے ہیں کہ یہ جرات تو ان کو بھی نہیں ہوئی اور بلا لحاظ مسلک و مذہب میں حسن ظن رکھتا ہوں کہ آج بھی اسی اہل علم کو نہیں ہے اور نہیں ہونی چاہیے کہ حضور پر نور سید عالم ﷺ کی حقیقی اور صلبی

چار بیٹیاں سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہونے کا انکار کر سکیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکا محولہ کتب کے مصنفین کے ہم نے تاریخ وفات بھی ساتھ درج کر دی ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہر دور میں شیعہ مجتہدین متقدمین و متاخرین باوجود ہزار اختلافات کے سید عالم ﷺ کی چار حقیقی بیٹیاں ہونے پر متفق ہیں۔

ملاحظہ ہوں چار بنات رسول کیلئے محولہ کتب اور ان کے مصنفین کے نام:- سب سے پہلے اہل شیعہ دن رات جنہیں پکارتے ہیں یا صاحب الزمان ادرکئی۔ اس امام زمان و امام غائب کا فرمان جس کتاب کے صفحہ اول پر لکھا ہوا ہے کہ اصول کافی وہ کتاب ہے جو کاف لشیعۃنا یعنی جو ہمارے شیعوں کو کافی ہے یعنی ...

1۔ اصول کافی جلد اول ص ۴۳۹ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

2۔ فروع کافی ج ۲ ص ۱۵۶ اور ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات تصنیف محمد بن یعقوب کلینی رازی متوفی ۳۲۹ ہجری

شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۵ ہجری کہ جو مذہب شیعہ کا رکن اعظم ہے اور جس نے اہل شیعہ کیلئے عظیم علمی ورثہ چھوڑا ہے اس نے اپنی درج ذیل عظیم تصانیف میں نبی کریم ﷺ کی حقیقی چار بنات حضرت سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن مبارک سے تسلیم کی ہیں کتب مع جلد اور صفحہ نمبر اور مطبع تک درج کئے جا رہے ہیں:-



- 3- تہذیب الاحکام ج ۸ ص ۶۱ باب عدة النساء مطبوعہ تہران طبع جدید
- 4- الاستبصار ج اول ص ۲۲۵، ۲۸۵ کتاب الجنائز
- 5- تلخیص الثانی جلد ۲ ص ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع جدید
- 6- المبسوط ج ۴ ص ۱۵۸ کتاب النکاح
- 7- قرب الاسناد تصنیف ابوالعباس عبداللہ بن جعفر حمیری قمی متوفی ۳۰۰ ہجری
- 8- خصال شیخ صدوق ابواب السبعة جلد ۲ صفحہ ۳۸ تصنیف شیخ محمد بن علی صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری (بحوالہ مراۃ العقول ج اول ص ۳۵۲)
- 9- بحار الانوار ج ۲۲ ص ۱۶۶، ۱۶۷ باب عدد اولادہ علیہ السلام مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری
- 10- حیات القلوب ج ۲ باب ۵۱ ص ۱۰۲، اسی جلد میں باب فضائل خدیجہ ص ۵۷ تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری
- 11- مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید تصنیف ملا باقر مجلسی
- 12- کتاب الثانی تصنیف نامور شیعہ مجتہد شیخ مرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۱۲۰۶ ہجری (یاد رہے یہ وہی شخصیت ہیں کہ تحریف قرآن کے سلسلہ میں اہل شیعہ اپنے ائمہ معصومین کی مرفوع روایات کو چھوڑ کر شیخ مرتضیٰ کے مسلک کو اپنانے اور قرآن کے مکمل اور غیر محرف ہونے کا مناظروں میں دعویٰ کرتے ہیں)
- 13- مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام تصنیف زین الدین احمد عالمی متوفی ۹۶۴ ہجری
- 14- تنقیح المقال فی علم الرجال ج ۳ ص ۷۷ باب الحاء تصنیف شیخ عبداللہ

ما مقانی متونی ۱۳۲۳ ہجری

15- نسخ التواریخ (جلد اول ص ۱۶۴، وقائع سال دوم ہجری، ج اول ص ۶۶۹

، ج ۳ ص ۹۳ تصنیف لسان الملک مرزا محمد تقی سپہر متونی ۱۲۹۷ ہجری

16- مجمع البحرین (بحوالہ اعیان الشیعہ ج ۳ ص ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد

صلی اللہ علیہ وسلم)

17- نہج البلاغہ (بحوالہ شرح فیض الاسلام و شرح ابن ابی حدید) مصنف سید ابو

الحسن شریف محمد رضی متونی ۴۰۴ ہجری

18- مجالس المؤمنین ج اول ص ۲۰۴ تصنیف نور اللہ شوستری متونی ۱۰۱۹ ہجری

19- انوار نعمانیہ ج اول ص ۳۶۶ مطبوعہ تبریز طبع جدید تصنیف سید نعمت اللہ

الجزائری

20- اعلام الوریاء تصنیف علامہ طبری بحوالہ اعیان الشیعہ

21- ذبح عظیم ص ۲۴ مطبوعہ لاہور طبع جدید تصنیف سید اولاد حیدر بلگرامی

22- منتخب التواریخ باب اول ص ۲۴ حالات ازواج و اولاد پیغمبر تصنیف حاجی محمد

ہاشم بن محمد علی خراسانی

23- تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱ ص ۱۱۳ مطبوعہ لکھنؤ تصنیف مفتی مظفر حسین احمد علی

24- تفسیر مجمع البیان ج ۲ ص ۳۳۳ تصنیف ابو علی فضل بن حسن طبری

25- تفسیر منہج الصادقین ج ۷ ص ۳۳۲ تصنیف ملا فتح اللہ کاشانی

26- ابن ابی حدید شرح نہج البلاغہ ج ۳ ص ۴۶۰ طبع بیروت تصنیف ابو الحامد عبد

الحمید بن ہبہ اللہ المعروف بہ ابن حدید متونی ۶۵۶ ہجری



27۔ فیض الاسلام شرح نہج البلاغہ خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ تصنیف حاجی سید علی تقی المعروف فیض الاسلام

28۔ چہارہ معصوم ج اول باب پنجم ص ۲۲۲ مطبوعہ تہران تصنیف عماد الدین حسین اصفہانی

29۔ اعیان الشیعہ ج سوم ص ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بن محمد ﷺ

30۔ منتہی الآمال ج اول فصل ہشتم باب اول ص ۱۲۵ تصنیف شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ ہجری

31۔ مروج الذهب ج ۲ ص ۲۹۱ تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۲۶ ہجری

32۔ التنبیہ والاشراف ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان تصنیف ابوالحسن علی بن حسین مسعودی متوفی ۳۲۶ ہجری

33۔ مناقب آل ابی طالب ج اول ص ۱۶۱ تصنیف علامہ محمد بن علی بن شہر آشوب متوفی ۵۸۸ ہجری

1۔ اصول کافی سے نبی پاک ﷺ کی چار صاحبزادیوں کا فتویٰ

وَتَزَوَّجَ خَدِيجَةَ وَهُوَ ابْنُ بَضْعٍ وَعِشْرِينَ  
سَنَةً فَوُلِدَ لَهُ مِنْهَا قَبْلَ مَبْعَثِهِ الْقَاسِمُ

وَرُقِيَّةُ وَزَيْنَبُ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَوَلِدَاكِ  
بَعْدَ الْمَبْعَثِ الطَّيِّبِ وَالطَّاهِرِ وَالْفَاطِمَةُ  
عَلَيْهَا السَّلَامُ

د اصول کافی جلد اول صفحہ ۲۳۹ مطبوعہ تہران جدید اور  
اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۲۲ مطبوعہ کراچی

ترجمہ:- اور نبی پاک ﷺ نے بیس سال

سے زائد عمر میں حضرت خدیجہ سے شادی کی اور اعلان نبوت سے پہلے حضرت خدیجہ  
کے بطن سے نبی پاک ﷺ کے صاحبزادے حضرت قاسم اور صاحبزادیاں  
حضرت رقیہ، حضرت زینب اور حضرت ام کلثوم پیدا ہوئیں اور بعثت کے بعد انہی  
خدیجہ سے طیب و طاہر اور حضرت فاطمہ علیہا السلام پیدا ہوئیں (اصول کافی جلد اول  
صفحہ ۲۳۹، مطبوعہ تہران جدید اور اصول کافی مترجم جلد اول صفحہ ۵۲۲، مطبوعہ کراچی)  
2۔ منتخب التواریخ باب اول صفحہ ۲۲ مطبوعہ ایران حالات ازواج و اولاد پیغمبر کے  
ذیل میں واشگاف الفاظ میں درج ہے۔ اما مکرمہ زینب در سال پنجم از

تزوید جناب خدیجۃ الکبریٰ بہ پیغمبر ﷺ متولد شد

ترجمہ حضرت زینب نبی پاک ﷺ کے حضرت خدیجہ سے نکاح کے پانچویں سال  
پیدا ہوئیں۔ پھر صاحب منتخب التواریخ نے حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم کی پیدائش  
اور یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا ذکر کیا اور لکھا



عثمان راذ والنورین میگویند یعنی اسی وجہ سے حضرت عثمان غنی کو ذوالنورین کہتے ہیں۔

3 دختران آنحضرت چہار نفر بودند و ہمد از خدیجہ بنو جود آمدند (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۱۰۲، باب ۵۱ مطبوعہ نولکشور طبع قدیم) ترجمہ نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں اور سب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پیدا ہوئیں۔

4۔ فرمان حضرت امام جعفر صادق از منشی الامال و مروج الذهب

در قرب الاسناد از صادق علیہ السلام روایت شدہ است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ و ام کلثوم و رقیہ و زینب۔

ترجمہ قرب الاسناد میں امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ نبی پاک ﷺ کی اولاد طاہر و قاسم اور فاطمہ اور ام کلثوم اور رقیہ اور زینب سبھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تولد ہوئی۔ (۱۔ منشی الامال جلد اول صفحہ ۱۲۵، فصل ہشتم باب اول مطبوعہ ایران ۲، مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

5۔ ملا باقر مجلسی خود نبی پاک ﷺ کا فرمان درج کرتا ہے۔ کوئی ہے جو اپنے نبی کے فرمان کو مان لے؟ اور فرمان بھی ایسا جس میں آپ خود اپنی اولاد کی تفصیل بتا رہے ہیں۔

”و خدیجہ اور اخذ رحمت کند از من طاہر مطہر را بہم رسانید کہ او عبد اللہ بود و قاسم را آورد و رقیہ و فاطمہ و زینب و ام کلثوم از وہم رسید“

ترجمہ:- اللہ کریم حضرت خدیجہ پر رحمت فرمائے کہ مجھ سے حضرت خدیجہ نے طاہر و مطہر (عبد اللہ) اور قاسم اور رقیہ اور فاطمہ اور زینب اور ام کلثوم سب کو جنم دیا۔

(حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۵۷، باب فضائل خدیجہ از ملا باقر مجلسی)

6 در قرب الاسناد بسند معتبر از حضرت صادق روایت کرده است کہ از برائے رسول خدا ﷺ از خدیجہ متولد شدند طاہر و قاسم و فاطمہ، ام کلثوم و رقیہ و زینب (حیات القلوب جلد ۲ صفحہ ۱۰۲۶، باب ۵ مطبوعہ نولکشور)

ترجمہ :- قرب الاسناد میں معتبر اسناد کے ساتھ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ کے بطن اقدس سے نبی پاک ﷺ کی یہ اولاد پیدا ہوئی۔ طاہر، قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)، فاطمہ، ام کلثوم، رقیہ، زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

7۔ اسی طرح مصنف باقر مجلسی صاحب مرآة العقول نے ج ۱ ص ۳۵۲ پر بھی نبی پاک کی حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے چار صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور علامہ ابن شہر آشوب کے ”المناقب سے مزید تائیدی حوالہ بھی دیا۔

8 فرمان نبی کریم ﷺ

وَلَهَذَا الْحُسَيْنُ خَيْرُ النَّاسِ خَالًا وَخَالَتَةً  
وَخَالَتُهُ عَبْدُ اللَّهِ وَابْرَاهِيمُ وَخَالَتُهُ  
زَيْنَبُ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كَلْثُومٍ۔

ذبیح عظیم صفحہ ۲۲، مصنف سید اولاد



## حیدر مطبوعہ لاہور طبع جدید

ترجمہ :- اور فرمایا یہ حسین ماموں اور خالہ کے لحاظ سے بھی تمام

انسانوں سے افضل ہیں کیونکہ اس کے ماموں عبد اللہ اور ابراہیم ہیں اور اس کی خالائیں حضرت زینب حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں۔

9 وَإِنَّمَا وَلَدَاتُ لَهُۥ اِبْنَانِ وَاَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ

وَرُقَيَّةٌ وَاُمُّ كَلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ

(انوار نعمانیہ جلد اول ص ۳۶۶ مطبوعہ

تبریز طبع جدید)

ترجمہ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور پر نور نبی کریم ﷺ سے دو صاحبزادے جنے اور آپ سے ہی چار صاحبزادیوں حضرت زینب حضرت رقیہ حضرت ام کلثوم اور حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) کو جنم دیا۔

قارئین! یہ اس کتاب کا حوالہ ہے جس میں مسلک ائمہ اور مذہب شیعہ کو صحت کے ساتھ نقل کرنے کا اس حد تک اہتمام کیا گیا ہے کہ اس کتاب کی ابتدا میں ہی خود انوار نعمانیہ کے مصنف کا یہ دعویٰ درج ہے۔

قَدْ اَتَزَمْنَا اَنْ لَا نَذْكُرْ فِيْهِ اِلَّا مَا اخَذْنَا

عَنْ اَرْبَابِ الْعَصَبَةِ الطَّاهِرِيْنَ اَوْ مَا صَحَّ

## عِنْدَنَا مِنْ كُتُبِ النَّاqِلِينَ-

ترجمہ ہم نے اس کتاب میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ ہم اس میں اور کوئی ذکر نہیں کریں گے سوائے اس کے جو ہم نے ائمہ معصومین سے اخذ کیا ہو یا جو کتب ناقلین سے ہم اہل شیعہ کے نزدیک صحیح ثابت ہوا ہے۔

01: رَوَى الصَّدُوقُ فِي الْخِصَالِ بِإِسْنَادِهِ عَنْ  
أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ وَلِدَ لِرَسُولِ اللَّهِ مِنْ  
خَدَائِكَ الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ وَهُوَ  
عَبْدُ اللَّهِ وَآمُ كُلْثُومٍ وَرُقِيَّةٌ وَزَيْنَبُ  
وَفَاطِمَةُ-

(مرآة العقول شرح الاصول والفروع جلد

اول صفحہ ۳۵۲)

ترجمہ :- شیخ صدوق نے خصال میں اپنی سند سے حضرت ام ابو عبد اللہ سے روایت کیا کہ رسول خدا ﷺ کی اولاد جو حضرت خدیجہ سے ہوئی وہ قاسم اور طاہر المعروف بہ عبد اللہ اور ام کلثوم، رقیہ اور زینب اور فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن) ہیں۔

(مرآة العقول شرح الاصول والفروع جلد اول صفحہ ۳۵۲)



۱۱ اہل شیعہ کے ائمہ جرح و تعدیل نے حضور اقدس ﷺ

کی چار بیٹیوں پر اجماع فریقین نقل کیا ہے۔

میں کہتا ہوں شیعہ اپنے امام جرح و تعدیل مامقانی کی تصنیف تنقیح المقال جلد دوم صفحہ ۷۹ سے تفصیلاً پڑھ لیں تو انہیں نبی پاک ﷺ کی چار بیٹیوں کے انکار کی کبھی جرات نہ ہوگی کیونکہ حضرت سیدہ فاطمہ خاتون جنت کے علاوہ باقی صاحبزادیوں کو ربیبہ یعنی حضرت خدیجہ کی کچھلی بیٹیاں کہنے والوں کو مامقانی نے خود دندان شکن جواب دئے ہیں کیونکہ مسلک کوئی بھی ہو اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ بیٹیاں ہمارے نبی کی حقیقی اور صلبی کہوں اور نعوذ باللہ! منسوب کسی اور سے کی جائیں؟ لہذا اس عظیم شیعہ محقق نے چار بنات رسول کے عقیدہ کو مابین فریقین متفق علیہ قرار دیا ہے اور اس پر فریقین کا اجماع نقل کیا ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

إِنَّ كُتُبَ الْفَرِيقَيْنِ مَشْحُونَةٌ بِأَنَّهُمَا وَلِدَاتُ  
لِلنَّبِيِّ (ص) أَرْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ وَأُمُّ كُلثُومٍ  
وَفَاطِمَةُ وَرُقَيَّةُ

رتنقیح المقال جلد سوم صفحہ ۷۷، باب الحاء

ترجمہ:- شیعہ سنی دونوں فریقوں کی کتابیں اس

بات کی تائید میں بھری پڑی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کی حقیقی صلبی بیٹیاں چار تھیں جن

کے نام زینب۔ ام کلثوم، رقیہ اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن ہیں  
(تنقیح المقال جلد ۳ صفحہ ۷۷ باب الحاء)

12 ملا باقر مجلسی نے بھی میں واضح طور پر بنات رسول چار ہونے پر اجماع فریقین  
درج کیا ہے۔ دیکھیں مراۃ العقول ج ۵ ص ۱۸۰ مطبوعہ تہران طبع جدید

13 بلکہ لطف والی بات یہ ہے کہ اسی ملا باقر مجلسی نے مراۃ العقول جلد  
۲۲ صفحہ ۱۶۴، ۱۶۵ تاریخ نبینا ﷺ مطبوعہ تہران طبع جدید میں دو مرکزی شیعہ مجتہد شیخ  
مفید اور شیخ مرتضیٰ کا ایک طویل مکالمہ نقل کیا ہے جس میں انہوں نے لوائل سے حضور  
سید عالم ﷺ کی چار حقیقی صاحبزادیوں کو تسلیم کیا اور اس کے بعد دل کھول کر ان  
میں سے دو صاحبزادیوں کی یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے  
شادی تسلیم کی۔ مقام حیرت ہے کہ متقدمین شیعہ مین سے کسی کو یہ جرأت نہ پڑی کہ  
حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیوں کے حقیقی ہونے کا انکار کرے۔ اس کے  
برعکس آج مخالفت کیوں؟

14 اہل شیعہ کے دو نامور مجتہدین میں سے شیخ مرتضیٰ نے اپنی کتاب الشافی میں اور  
شیخ طوسی نے اس کی شرح ”تلخیص الشافی“ جلد ۲ صفحہ ۵۴، ۵۵ مطبوعہ قم ایران طبع  
جدید میں واضح طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ سیدہ رقیہ حضرت زینب اور حضرت ام  
کلثوم حضور اکرم ﷺ کی صلبی اور حقیقی صاحبزادیاں ہیں۔

15 وَ زَوْجَ بِنْتَيْهِ رُقَيْيَةَ وَ اُمَّ كَلثُومٍ عُمَانَ  
لَمَّا مَاتَ الثَّانِيَةَ قَالَ لَوْ كَانَتِ الثَّالِثَةُ



## لَزَوْجَنَا هَا اِيَّاكَ

المبسوط جلد چہارم صفحہ ۵۸ کتاب النکاح ۱

ترجمہ حضور ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقد میں دیں جب دوسری کا انتقال ہوا تو فرمایا اگر تیسری ہوتی تو اسے بھی عثمان کے عقد میں دے دیتا۔ یہاں صاف الفاظ ہیں زَوْجُ بِنْتَيْہِ کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیوں کا نکاح سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔

16 چہارہ معصوم جلد اول باب پنجم صفحہ ۲۲۴، مطبوعہ تہران طبع جدید میں اس امر کی تصریح کردی گئی کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کے بیٹوں کے علاوہ چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

17 ناسخ التواتر جلد اول صفحہ ۶۴۱ واقع سال دوم ہجری میں حضرت عثمان غنی ذوالنورین کے غزوہ بدر سے پیچھے رہ جانے کے واقعہ میں واضح طور پر لکھا کہ ”رقیہ دختر رسول خدا بود“

یعنی ”رقیہ حضور پر نور ﷺ اللہ کے رسول کی بیٹی تھیں۔“

18 ناسخ التواتر جلد اول صفحہ ۶۶۹ میں لکھا ہے۔

”در ہنگام ہجرت دو دختر پیغمبر در مکہ باز ماند۔ ترجمہ حضور اکرم ﷺ کی دو صاحبزادیاں ہجرت مدینہ کے وقت مکہ رہ گئی تھیں۔“

19 نسخ التواریخ جلد سوم صفحہ ۹۳ پر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ بدر میں برابر حصہ ملنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ وہ رسول خدا ﷺ سے پیچھے رہے کیونکہ ”زقیہ دختر رسول مریض بود“ کہ حضور اقدس ﷺ کی بیٹی رقیہ بیمار تھیں۔“

20 وَلَدَتْ خَدِيجَةَ لَهٗ ﷺ زَيْنَبُ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَفَاطِمَةُ

ترجمہ:۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے حضور اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن پیدا ہوئیں (بحار الانوار جلد ۲۲ صفحہ ۱۶۷، ۱۶۸، باب عدد اولاد علیہ السلام، مطبوعہ تہران، طبع جدید)

21 اعیان الشیعہ جس کی دس بڑی بڑی جلدیں ہیں اور شیعوں کی مایہ ناز کتاب ہے اس میں کتنے واضح الفاظ ہیں ملاحظہ ہوں:-

وَفِي مَجْمَعِ الْبَحْرَيْنِ كَانَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَدِيجَةَ أَرْبَعِ بَنَاتٍ كُلُّهُنَّ أَدْرَكْنَ الْإِسْلَامَ وَهَذَا جَرْنٌ وَهِنَّ زَيْنَبُ وَفَاطِمَةُ وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَقَالَ الطَّبْرَسِيُّ فِي أَعْلَامِ التَّوَرَاءِ وَغَيْرِهِ إِنَّ أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بَعْدَ اخْتِيارِ رُقِيَّةٍ وَتُوفِّيَتْ عِنْدَ لَا.



راعیان الشیعہ جلد سوم ص ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد  
صلی اللہ علیہ وسلم مطبوعہ بیروت طبع جدید

”مجمع البحرین میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی حضرت خدیجہ کے بطن سے چار بیٹیاں تھیں ان سب نے اسلام قبول کیا اور ہجرت بھی کی۔ ان کے نام یہ ہیں زینب۔ فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم۔ اعلام الوراء وغیرہ میں طبری نے لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی ام کلثوم سے حضرت عثمان نے شادی کی جب کہ ان کی ہمشیرہ کا انتقال ہو گیا تھا حضرت رقیہ کا انتقال حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں ہی ہوا تھا۔“  
(راعیان الشیعہ جلد سوم صفحہ ۲۸۷ تذکرہ ام کلثوم بنت محمد ﷺ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

22 قارئین اہل شیعہ نے بنو ہاشم کی غیر بنو ہاشم سے رشتہ داریوں کے باب میں واضح طور پر لکھا ہے۔

از وَجْهِ ابْنَتِهِ عُثْمَانَ وَنَ وَجْهِ ابْنَتِهِ زَيْنَبُ  
بِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ وَلَيْسَا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ  
رمسبالک الافہام شرح ودر شرائع الاسلام، جلد اول  
مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ

ترجمہ:- حضور اکرم ﷺ نے اپنی ایک صاحبزادی کی شادی  
حضرت عثمان بن عفان سے کی اور دوسری دختر جناب زینب کا نکاح ابوالعاص بن ربیع

سے کیا اور یہ دونوں شخص بنی ہاشم سے نہ تھے (مسائلک الافہام شرح "شرائع الاسلام

کتاب الزکاح باب لواحق العقد" جلد اول مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ)

23 شیعوں نے خود آیت ۵۹ سورہ احزاب کا ترجمہ یوں کیا ہے "اے پیغمبر بگومر

زنان خود براؤمرد ختم ان خود را"

ترجمہ: "اے پیغمبر اپنی بیویوں اور اپنی بیٹیوں سے فرمادو" (منہج الصادقین جلد ۷

صفحہ ۳۳۲)

24 الحمد للہ! شیعوں کی مشہور کتاب تحفۃ العوام کی عبارت ملاحظہ ہو

جس میں نبی پاک ﷺ کے بیٹوں اور بیٹیوں پر درود بھیجنے کے بعد ان کی توہین

کرنے والوں اور ان کی وجہ سے سید عالم ﷺ کو ایذا دینے والوں پر لعنت کی گئی

ہے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى الْقَاسِمِ وَالطَّاهِرِ ابْنِي

نَبِيِّكَ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى رُقِيَّةَ بِنْتِ نَبِيِّكَ

وَالْعَنْ مَنْ أَذَى نَبِيِّكَ فِيهَا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى

أُمَّ كُلُّشُومٍ بِنْتِ نَبِيِّكَ وَالْعَنْ مَنْ أَذَى نَبِيِّكَ فِيهَا

(تحفۃ العوام حصہ اول باب ۱۱۳، مطبوعہ نو لکھنؤ)

ترجمہ: اے اللہ! قاسم اور طاہر

پر رحمت بھیج۔ جو دونوں تیرے نبی کے بیٹے ہیں اے اللہ حضور ﷺ کی دختر رقیہ پر



۱۰۳

رحمت نازل فرما اور جس نے تیرے نبی کو اس بیٹی کے معاملہ میں تکلیف دی اس پر لعنت فرمائے اللہ ام کلثوم بنت رسول پر رحمت فرما اور اس کے معاملہ میں نبی پاک کو دکھ اور ایذا دینے والے پر لعنت فرما (تحفۃ العوام حصہ اول باب ۷ صفحہ ۱۱۳، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

25 فروع کافی جلد دوم صفحہ ۵۶ نولکشور پر امام جعفر صادق نے کئی بیٹیاں پیدا ہونے پر شکوہ کرنے والے ایک شخص کو ڈانٹا اور اسے اپنے نبی کی مثال دی اور پھر اسی کتاب کی ج ۶ ص ۶ باب فضل البنات مطبوعہ تہران طبع جدید پر واضح الفاظ ہیں

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَنَاتٍ۔

ترجمہ :- نبی پاک ﷺ ایک سے زائد بیٹیوں کے باپ تھے۔

26 اہل شیعہ کی صحاح اربعہ میں سے دو کتب حدیث

کتاب الاستبصار ج اول ص ۲۴۵، ۲۸۵ کتاب الجنائز اور تہذیب

الاحکام ج ۸ ص ۱۶۱ باب عداۃ النساء مطبوعہ تہران طبع جدید

میں اس سوال کے جواب میں کہ آیا عورتیں نماز جنازہ پڑھ سکتی ہیں

۔ امام جعفر صادق نے فرمایا

وَإِنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ تُوَفِّيَتْ

وَإِنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ خَرَجَتْ فِي نِسَائِهَا

## فَصَلَّتْ عَلَىٰ أُخْتِهَا۔

”فرمایا حضرت زینب بنت رسول خدا کا جب وصال ہوا تو خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیگر عورتوں کے ساتھ ان کی نماز جنازہ پڑھی۔“  
27 تفسیر مجمع البیان ج ۲ صفحہ ۳۳۳ میں واضح طور پر درج ہے۔

عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَامْرَأَتُهُ رُقَيْيَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللَّهِ

(تفسیر مجمع البیان ج ۲ جز سوم ص ۳۳۳ مطبوعہ تہران)

ترجمہ:- عثمان ابن عفان جو ہیں ان کی بیوی رقیہ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی ہیں۔  
28 شرح نہج البلاغہ فارسی الاسلام خطبہ ۱۴۳ ص ۵۲۸ مطبوعہ تہران پر شیعہ محلق کے الفاظ ملاحظہ ہوں عثمان رقیہ و ام کلثوم رابنا بر مشہور دختران پیغمبر اند بھمیری خود در آرد ترجمہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے شادی کی جو مشہور روایات کے مطابق دختران پیغمبر ﷺ ہیں

29 مشہور شیعہ مورخ مسعودی ”رقیہ بنت رسول اللہ“ یعنی ”رسول اللہ کی بیٹی رقیہ“ کے الفاظ لکھ کر تسلیم کرتا ہے۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عبد اللہ نامی بیٹا اسی شہزادہ رسول سے پیدا ہوا جو چھ برس کی عمر میں فوت ہو گیا (التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان)

30 مسعودی رقم طراز ہے وَكَانَ لَهُ مِنَ الْوَلَدِ عَبْدُ اللَّهِ الْأَكْبَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ



الاصغر أمهم رقية بنت رسول الله ﷺ

ترجمہ:- حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے ”عبداللہ اکبر“ اور ”عبداللہ اصغر“ رسول اللہ کی بیٹی سیدہ رقیہ سے پیدا ہوئے (مروج الذهب للمسعودی

ج ۲ ص ۳۳۱، ذکر خلافت عثمان بن عفان)

31 شارح نہج البلاغہ نے حضرت عثمان غنی کیلئے ”ذوالنورین“ لقب کی حقیقت کو یوں

تسلیم کیا۔

فَالَ شَيْخُنَا أَبُو عُمَرَ وَ لَمَّا مَاتَتِ الْإِثْنَانِ  
تَحْتَ عُثْمَانَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ...  
رَوَّجْتَهُ ابْنَتَيْنِ وَلَوْ أَنَّ عِنْدِي ثَالِثَةً لَفَعَلْتُ قَالِ  
قَالَ وَلِذَا إِلَيَّ سَيِّ ذُو النُّورَيْنِ.

(شرح نہج البلاغہ ابن الجہاد)

جلد ۳ ص ۲۶۰ طبع بیروت بڑا سائز

ترجمہ: ہمارے شیخ ابو عثمان نے کہا جب حضرت عثمان (رضی اللہ

تعالیٰ عنہ) کے عقد میں یکے بعد دیگرے بیوی بننے والی سید عالم ﷺ کی دونوں

بیٹیاں فوت ہو گئیں تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا۔۔۔ ”میں نے اپنی دو بیٹیوں کی

عثمان سے شادی کی اگر میرے پاس تیسری بھی ہوتی تو اس کی شادی بھی اس سے کر

دیتا راوی کہتا ہے اسی لئے حضرت عثمان کو ”ذوالنورین“ یعنی دونوروں والا کہتے ہیں“

(شرح نہج البلاغہ ابن ابی حدید ج ۳ ص ۴۶۰، طبع بیروت بڑا سائز)

32 سبحان اللہ! اہل شیعہ کے اہل علم کے سرتاج علامہ ابن شہر آشوب نے کتاب مناقب آل ابی طالب لکھی اور انتہائی خوشی ان الفاظ کو پڑھ کر ہوتی ہے کہ جب موصوف مصنف مقدمہ کتاب میں ہی یہ تصریح کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ”جتنی احادیث میں اپنی اس کتاب میں لایا ہوں ان تمام کو میں نے قرآنی آیات کے شواہد سے نقل کیا ہے میں نے اس کتاب میں سرکشی اور ہٹ دھرمی اختیار کرنے کی بجائے حق کی طرف رجوع کرنے کو ترجیح دی ہے اور میں نے اس کتاب میں وہی درج کیا ہے جو قرآن پاک کے عین مطابق ہے اور جسے خلق کثیر نے روایت کیا ہے“

(مناقب ابن شہر آشوب جلد اول ص ۱۲، ۱۳ مطبوعہ قم طبع جدید)

اب دعویٰ کے مطابق قرآن پاک کے الفاظ: قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزَّ وَجَلَّ وَبَنَاتِكَ كُوسَا مِنْ رَكْهَتِ هُوَ، سرکشی اور ہٹ دھرمی کی بجائے حق کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور قرآن پاک کے مطابق خلق کثیر کی متواتر اور متواتر حق گوئی کو علامہ شہر آشوب نے بیان کیا ہے ان کے ماننے والے اہل شیعہ بھی اسی طرح حضور کی صاحبزادیوں کے چار ہونے کے متعلق اپنا عقیدہ اپنالیں علامہ ابن شہر آشوب واشگاف الفاظ میں لکھتے ہیں

وَأَوْلَادُهُ وَلِدَ مِنْ خَدِيجَةَ الْقَاسِمِ وَعَبْدُ اللَّهِ  
وَهُمَا الظَّاهِرُ وَالطَّيِّبُ وَارْبَعُ بَنَاتٍ زَيْنَبُ



## وَرُقِيَّةٌ وَأُمُّ كُلْثُومٍ وَهِيَ أَمِينَةٌ وَفَاطِمَةٌ۔

نبی ﷺ کے حضرت خدیجہ سے دولڑکے پیدا ہوئے قاسم اور عبداللہ جن کو طیب و طاہر بھی کہتے ہیں اور انہی سے چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ سیدہ زینب، سیدہ رقیہ اور ام کلثوم جن کا اصل نام آمنہ ہے اور سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)۔

(مناقب آل ابی طالب جلد اول ص ۱۶۱ باب ذکر سیدنا رسول اللہ ﷺ فصل فی اقربائہ وخدامہ مطبوعہ قم خیابان طبع جدید)

33 قاضی نور اللہ شوستری رقم طراز ہے ”اگر نبی دختر بہ عثمان دادولی دختر بعمر فرستاد ترجمہ:- اگر نبی پاک ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمان کے عقد میں دی تو حضرت علی نے اپنی بیٹی عمر بن خطاب کے عقد میں دی (مجالس المؤمنین ج ۱ ص ۲۰۴، مطبوعہ تہران)

قارئین! ۳۳ معتبر ترین کتب شیعہ کے تفصیلی حوالہ جات آپ نے پڑھے جو اپنی وضاحت آپ ہیں ہر حوالہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ حضور ﷺ کی حقیقی صلبی چار بیٹیاں حضرت خدیجہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئیں کوئی ایک بھی حوالہ اگر غلط ثابت کر دیا جائے تو فی حوالہ دس ہزار روپے نقد انعام دیا جائے گا۔ یہ بطور تعلیٰ کے بات نہیں کہی بلکہ اس نقطہ نظر سے کہی ہے کہ شاید کوئی شیعہ اپنے مذہب کی اپنی کتابوں میں سے اصلی عبارات دیکھ کر سید عالم ﷺ کی حقیقی چار صاحبزادیوں کے عقیدہ حقہ کا اقرار کر لے اور اس کی آخرت سنور جائے۔ یہی ہمارے لئے سب سے بڑی خوشی کی بات ہوگی۔

# حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ☆ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ☆ وَالْعَاقِبَةُ  
لِلْمُتَّقِينَ ☆ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ☆ أَمَّا بَعْدُ فَقَدْ قَالَ  
اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى فِي كَلَامِهِ الْمَجِيدِ وَفَرْقَانِهِ الْحَمِيدِ ☆ لَا يَسْتَوِي  
مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتِلًا أُولَئِكَ أَعْطَاهُ دَرَجَةً مِمَّنْ  
الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِهِ وَقَاتِلُوا ط وَكَلَّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى ط وَاللَّهُ  
بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ (پ ۲۷؛ ع ۱۷؛ الحديد) ☆

رفض وشیعیت کا پہلا زینہ ہی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی اور بے  
ادبی ہے۔ کیونکہ آپ کاتب وحی، صحابی رسول اور مرکز ہدایت بہ فرمانِ مصطفیٰ کریم صلی



اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہیں اور حضور اقدس ﷺ کے سالے ہیں اور وہ ہستی ہیں کہ جن کی جناب سیدین کریمین، حضور سیدنا امام حسن اور حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما سردار جوانانِ جنت نے بیعت کی ہے۔ اور بیس سال کا طویل عرصہ تادمِ آخر اس بیعت پر قائم رہے ہیں۔ یہ مضمون صرف اس لئے اضافہ کیا جا رہا ہے کہ جو حضرات چند لمحوں کی فرصت میں سطورِ ذیل پڑھ لیں تو کم از کم ان پر بھی اتمامِ حجت ہو جائے اور ان پر ہر لحاظ سے حق واضح ہو جائے اور اگر پڑھنے والے کے سینے میں کچھ بھی خوفِ خدا موجود ہو تو اپنی آخرت برباد نہ کرے۔ یہ سطور حضرت پیر طریقت، رہبر شریعت، قبلہ عالم، سرتاج الاولیاء، زبدۃ الاصفیاء، حضور قبلہ حضرت الحاج پیر سید محمد باقر علی شاہ صاحب بخاری نقشبندی مجددی دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیانوالہ شریف کے حکم پر اور آپ کے لختِ جگر پروردہ آغوش ولایت، میرے علمِ دین کے اول و آخر استاد اور شیخِ کامل جامع معقول و منقول ابو الحسنین حضرت الحاج پیر سید محمد عظمت علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ کی نگرانی میں تحریر کی گئی ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ ان ہستیوں نے اپنے نورانی اوقات میں جس انہماک سے اسے لفظ بہ لفظ سنا ہے اور پسند فرمایا ہے۔ بلکہ بڑی ہی تحسین فرمائی ہے اس سے یہ تحریر انشاء اللہ مخلوقِ خدا کی ہدایت اور رہنمائی کا سبب بنے گی۔ ہمارا موضوع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

جو کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو محبوبِ خدا ﷺ سے نسبت

صحابت حاصل ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ اپنے محبوب ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے اہتمام عظمت کیا ہوا ہے۔

محبوبِ خدا ﷺ کے لیے ہر پہلو سے اہتمام عظمت کیا گیا  
قارئین حضرات! حسنِ کائنات سمٹا تو چہرہ مصطفیٰ ﷺ بن گیا۔ جملہ کمالات  
ظاہری و باطنی، صوری و معنوی، ذاتی و عطائی، وہی و فضلی مجتمع ہوئے تو صاحبِ خلق  
عظیم، رحمۃ العالمین، سلطان الانبیاء والمرسلین اور محبوبِ رب العالمین صلی اللہ علیہ  
وآلہ واصحابہ وسلم کا وجود پر نور سرزمینِ مدینہ منورہ میں تشریف فرما دکھائی  
دیتا ہے، حضور پر نور نبی کریم ﷺ و وف و رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے  
لیے ہر پہلو سے رب کریم کی طرف سے عظمت و شرافت کا اہتمام کیا گیا۔ اس کا  
اندازہ اس حدیث مبارکہ سے کیا جاسکتا ہے جو جامع ترمذی شریف میں موجود  
ہے:-

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ  
مَنْ أَنَا؟ فَقَالُوا أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ  
قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ  
أَنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ ثُمَّ  
جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمَا



فِرْقَةٍ ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِي فِي  
خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بِيُوتًا  
فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ

(جامع ترمذی شریف ج ۲ ص ۶۶۶ مترجمہ ۱)

ترجمہ :- حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر شریف پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں کون ہوں؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا آپ پر سلام ہو آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا میں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہوں خدا نے مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہترین مخلوق میں پیدا کیا۔ پھر مخلوق کو دو حصوں میں تقسیم کیا تو مجھے بہترین طبقہ میں داخل کیا۔ پھر ان کے مختلف قبائل بنائے تو مجھے بہترین قبیلہ میں داخل فرمایا۔ پھر ان کے گھرانے بنائے تو مجھے بہترین گھرانے میں داخل کیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اس قولی حدیث مبارکہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ آقا کے شایان شان کتنا اہتمام عظمت کیا گیا۔ یہی اہتمام عظمت ہر جگہ موجود ہے۔ اللہ۔ اللہ! یہ انہی کا مرتبہ ہے کہ وہ رخ بدلیں تو قبلہ بدل جائے۔ وہ ہاں کہہ دیں تو احکام فرض ہو جائیں۔ منع کر دیں تو حرمت لازم ہو جائے۔ ادب اتنا کہ ان کی آواز پر آواز اونچی نہیں ہو سکتی۔ نام لے کر بلانے کی اجازت نہیں۔ دل پر اختیار نہیں ہوتا۔ گمان پر گرفت نہیں ہوتی مگر ان

کے فیصلے کے خلاف دل میں بھی گمان، تنگی اور ناگواری ہو تو ایمان نہیں رہتا۔  
قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے:-

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ☆ (سورہ نساء)  
ترجمہ:- اے محبوب! تیرے رب کی قسم! وہ مومن ہی نہیں جب تک کہ اپنے ہر فیصلے اور جھگڑے میں تمہیں اپنا فیصلہ کرنے والا اور حاکم تسلیم نہ کر لیں۔ پھر جو فیصلہ آپ کریں اس کے متعلق اپنی جانوں میں بھی ناگواری تک محسوس نہ کریں اور اس کو اس طرح مان لیں جیسا کہ ماننے کا حق ہے۔ (القرآن، سورہ نساء)

حضور اقدس کے فیصلوں کی عظمت یہ ہے کہ جو نہ مانے وہ مومن ہی نہیں؛۔ حیرت ہے اور افسوس کا مقام ہے کہ سورہ نساء کی اس نص قطعی کے باوجود اہل شیطان کہاں بھٹک رہے ہیں؟ ان کی کون سی مشکل ہے جو اس آیت سے حل نہیں ہو سکتی؟ کیا پیارا اعلان قرآن مجید ہے کہ میرا محبوب تو جہاں بھر کے قضیوں کو، معاملوں کو بلکہ کل کائنات کے جھگڑوں کو ٹٹانے میں ایسا حتمی فیصل اور حاکم بن کر رہا ہے کہ دیگر مخلوق کے درمیان کئے گئے آپ کے فیصلے کو جو نہ مانے یا اوپر سے مان کر سینے میں تنگی محسوس کرے فرمایا وہ مومن ہی نہیں پس پتہ چلا:-

(۱) یہ کہ جو سرکار اقدس ﷺ کے فیصلے جو دوسروں کے جمیع امور میں ہوئے جو مانے وہ مومن ہی نہیں پھر جو فیصلے حضور پر نور ﷺ نے خود اپنی ذات پر برکات کے بارے میں کئے جو قطعی طور پر حضور اقدس ﷺ کے گھریلو اور ذاتی



۱۱۳

فیصلے ہیں جو ان کو نہ مانے وہ کیسے مسلمان ہو سکتا ہے؟ اس سے ثابت ہوا کہ جو جملہ امہات المؤمنین، حضور ﷺ کے سسرال حضور ﷺ کے سالوں اور دامادوں اور آپ کے اصحاب پاک اور آل پاک کو نہیں مانتا وہ مومن ہی نہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ کے بھائی ہیں اور نبی پاک ﷺ کے سالے ہیں۔ کاتب وحی ہونا اس کے علاوہ ایک ممتاز شرف ہے۔

(۲) ضمناً اسی مقام پر میں اہل شیعہ کے علماء و عوام اور اصحاب دانش کو اس نقطہ پر ہزار ہا مرتبہ غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہوں اور ان سے یہ بات بانگِ دہل پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتایا جائے کہ اگر کسی مجلسِ نکاح میں دولہا کے علاوہ ہزار آدمی بیٹھے ہیں تو اگر دولہا کا فیصلہ نہ میں ہو تو کیا اس مجلس میں موجود ہزار افراد کے ہاں اور قبول کہنے سے نکاح ہو جائے گا؟ یقیناً آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اس طرح ہرگز دولہا کا نکاح نہیں ہوگا۔ نکاح کب ہوگا؟ بات واضح ہے کہ جب دولہا اپنے فیصلہ کے اظہار کے طور پر کہے گا۔ قَبِلْتُہَا کہ میں نے اسے قبول کیا تو نکاح ہو جائے گا دولہا کا قبول کرنا قطعاً اور خالصتاً اس کا ذاتی فیصلہ ہے ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لختِ جگر حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نورِ نظر حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر امہات المؤمنین سے حضور پُر نور نبی کریم ﷺ نے نکاح مبارک فرمائے تو انہیں نکاح میں قبول کرنے کا فیصلہ مکمل طور پر آپ کا اپنا فیصلہ ہے۔

## حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کے بیعت حضرت معاویہ کرنے تک مختصر تعارف حضرت امیر معاویہ

البدایہ والنہایہ: جلد ۸ صفحہ ۱۱۵ اور الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۳ صفحہ ۲۳۳  
پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند  
سال قبل پیدا ہوئے۔ عمرۃ القضاء میں آپ ایمان لائے لیکن شیعہ سنی کتب میں  
متفق علیہ بات یہ ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے اپنے اسلام کا اظہار فرمایا  
اور صحابی رسول بنے۔ مشہور شیعہ مورخ کبیر حسین بن علی مسعودی اپنی تصنیف  
مروج الذهب جلد سوم ص ۲۹ پر لکھتا ہے کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز  
صبح کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے۔ پھر چار رکعت نماز اشراق  
ادا فرماتے۔ پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوق  
خدا کی خدمت میں صرف فرماتے۔ پچھلی رات اٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے۔ رات کو  
عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے؛

سورۃ یونس آیت ۱۰۰ میں اللہ کریم فرماتے ہیں مَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَوْفُّنَ  
إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ کہ اے محبوب! کسی کے لئے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی  
آپ پر ایمان لائے؛ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے کہ جب تک آنکھوں پہ پردہ تھا  
اہل مکہ میں سے ایک سے ایک بڑھ کر بڑا کافر اور بڑا دشمن تھا لیکن جب انہی کے  
لئے اللہ کی طرف سے اذن ایمان ہوا تو ان کو جلوہ مصطفیٰ ﷺ نظر آ گیا۔ اسی  
پس منظر میں اللہ کی طرف سے اذن ایمان ہوا تو فتح مکہ کے دن امیر معاویہؓ کی والدہ



حضرت ہندہ اور آپ کے والد حضرت ابوسفیان کو دولتِ ایمان نصیب ہوئی اور درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد، سفید رنگ اور انتہائی خوبصورت پیکر اور وجود والی شخصیت تھے۔ بردبار ایسے کہ امام الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں معاویہ سب سے زیادہ سخی اور بردبار ہیں (تطہیر الجنان صفحہ ۱۲) آپ اللہ اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے امین اور رازدار تھے۔ کاتبِ وحی جیسا اعزاز حاصل ہوا۔ فرمانِ رسول اللہ ﷺ ہے کہ، میرا رازدار معاویہ بن ابی سفیان ہے جو ان سے محبت رکھے گا وہ نجات پائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہوگا (تطہیر الجنان ص ۱۳) آپ قریشی اور اموی ہیں۔ آپ کی سگی ہمشیرہ حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ام المومنین ہیں اور حضور سید عالم ﷺ کے نکاح مبارک میں ہیں۔ اس طرح آپ تمام مومنوں کے معلم ہیں۔ آپ ان چالیس ممتاز و منفرد مقام کے حامل صحابہ کی صف میں شامل ہیں جو کاتبینِ وحی ہیں۔ آپ کی دیانت امانت پر حرف آئے تو براہِ راست لزومی طور پر قرآن مجید میں تحریف ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایمان کا تقاضا ہے کہ اگر قرآن مجید تحریف سے پاک ماننا ہے تو قرآن اور وحی کے کاتب کے ایمان و دیانت کو شک و شبہ سے بالا ماننا ہی پڑے گا۔ آپ غزوہ حنین میں شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سامانِ غنیمت ہاتھ آیا۔ اس سے حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا تول کر دینے والے ہاتھ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کے بابرکت ہاتھ تھے۔ (ابن عساکر ج ۲ ص ۴۰۳)

اہل شیعہ کی شہرہ آفاق کتاب تاریخ التواتر جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جنت واجب ہونے کی خوشخبری دی تھی۔ حضور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود، ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ بن ابوسفیان اور یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا سمیت سب شریک تھا (اسد الغابہ ج ۳ ص ۳۵۸، تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴) آپ کی عسکری خدمات اور اسلام کے لئے فتوحات اور غیر مسلموں کو دولتِ اسلام عطا کرنے میں آپ کی خدمات کی فہرست بڑی طویل ہے جو شیعہ سنی مورخین دونوں نے بیان کی ہیں۔

قارئین! خلافتِ راشدہ کا ہر لمحہ کوثر کی منوج بن کرا بھر رہا ہے۔ مرادِ رسول حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ امیر معاویہ کو اپنی پوری خلافت کے دوران دمشق کا امیر بنادیتے ہیں اور بھرے دربار میں حسنِ انتظام اور جلالت و ہیبت میں آپ کو تمام عالمِ اسلام کا کسریٰ قرار دیتے ہیں۔ فتحِ بیت المقدس میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستخط بطور گواہ ہوتے ہیں۔ پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا دورِ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق کے امیر رہتے ہیں۔ اس طویل دور میں خلفاءِ راشدین اور جملہ



صحابہ کرام کا آپ کی امارت پر راضی رہنا کیا کم فضیلت ہے؟ وقت گذرتا گیا تا وقتیکہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ظماً شہید کر دیا جاتا ہے خلیفۃ الرسول کی شہادت کوئی معمولی بات نہیں کہ جن کی حفاظت پر مولائے کائنات، شہنشاہِ ولایت مولاعلی رضی اللہ عنہ اپنے شہزادگان حضرات حسنین کریمین کو متعین کرتے ہیں لیکن باغی دوسری طرف کی دیوار پھلانگ کر حضرت سیدنا عثمان جامع القرآن رضی اللہ عنہ کو دورانِ تلاوت قرآن مجید شہید کر دیتے ہیں یہاں جذبات کا برانگیختہ ہونا ایک فطری بات تھی۔

اس وقت مسلمانوں کے دو گروہ بن گئے ایک گروہ کہتا تھا کہ قاتلانِ عثمان سے قصاص فوراً لیا جائے اور قاتل ان کے حوالے کئے جائیں۔ اس گروہ میں اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سمیت حضرات طلحہ و زبیر عشرہ مبشرہ جیسے جید صحابہ بھی شامل تھے۔ دوسرا گروہ کہتا تھا کہ پہلے خلیفہ اسلام منتخب کیا جائے تاکہ قصاص لینے کے لئے ایک مجاز اتھارٹی قائم ہو جائے۔ اور پھر اس طرح بعد میں قصاص عثمان کا مسئلہ حل کیا جائے۔ اس گروہ کی قیادت حضور سیدنا و مولانا شیر خدا حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ فرما رہے تھے اور ادھر بھی جید صحابہ کرام شامل تھے۔ اس معاملے پر جنگِ جمل و جنگِ صفین کے خونیں واقعات بھی پیش آئے۔

سمجھنے، سمجھانے اور ایمان بچانے کی بات؛۔

ہاں تو یہاں بات سمجھنے اور سمجھانے بلکہ ایمان بچانے کی یہ ہے کہ جس پس منظر میں ان

جنگوں کو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا اسی پس منظر میں ہمیں بھی دیکھنا چاہیے۔ آپ کے نزدیک یہ جنگیں دوسرے گروہ کی خطا و اجتہادی کی وجہ سے اپنے آپ کو حق پر سمجھنے کی وجہ سے ہوئیں لہذا وہ جنگ کرنے پر اترے۔ اور اس میں وہ معذور تھے۔ ابھی ہم اہل شیعہ کی معروف کتب قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا موقف بیان کریں گے کہ یہ جنگیں باہمی عناد اور باہمی اختلاف دین کی وجہ سے نہ تھیں نہ ہی یہ جنگیں اس بنا پر ہوئیں کہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کو کافر سمجھتے تھے بلکہ حضور سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ نے باوجود لڑائیوں کے حضرت امیر معاویہ کے ایمان اور اسلام پر ہمیشہ مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ ملاحظہ ہوں کتب شیعہ؛

(۱) قرب الاسناد جلد اول صفحہ ۲۵ مطبوعہ تہران جدید پر ہے؛

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَقُولُ لِأَهْلِ حَرْبِهِ إِنَّا لَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَهُمْ وَلَمْ نَقَاتِلْهُمْ عَلَى التَّكْفِيرِ لَنَا وَلَكِنَّا رَأَيْنَا إِنَّا عَلَى الْحَقِّ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ عَلَى حَقٍّ -

ترجمہ:- امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ جمل کے شرکاء کے بارے میں فرمایا کرتے تھے کہ ہم نے انہیں از روئے کفر نہ مارا اور نہ ہی انہوں نے بوجہ کفر ہمارا مقابلہ کیا۔ لیکن بات یہ تھی کہ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے تھے اور وہ اپنے آپ کو حق پر جانتے تھے۔

وضاحت:- یہ فرمان مبارک واضح کرتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ باوجود اس



کے کہ حق پر تھے اور اپنی رائے میں اسی کو ہی حق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو باطل پر لڑنے والا نہ فرمایا بلکہ انہیں ان کی اپنی رائے کے مطابق حق پر ہی گردانا لہذا جب کوئی شخص اپنے آپ کو حق پر جانتے ہوئے کوئی ایسا فعل یا ایسی کوئی بات کر ڈالتا ہے جو اس حق کو حاصل کرنے کی خاطر سرانجام دیتا ہے تو نیت کے خلوص کی وجہ سے وہ اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ دونوں گروہ اپنے آپ کو برسر حق تصور کرتے تھے کسی گروہ میں بھی ذاتی مفادات یا دنیاوی خواہش ہرگز شامل نہ تھی۔

## حضور مجدد پاک قدس سرہ العزیز کا فرمان :-

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں :-

”جو اختلافات اور جھگڑے صحابہ کرام کے درمیان ہوئے ہیں وہ خواہشات نفسانیہ کی بنا پر ہرگز نہ تھے کیونکہ صحابہ کی ذاتِ قدسیہ حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبتِ مقدسہ کی برکت سے نفسانی خواہشات اور خلافِ شریعت باتوں سے پاک ہو چکی تھیں اور وہ بلا عذرِ شرعی کسی کو تنگ کرنے سے مبرا تھے“ ”میں جانتا ہوں کہ بے شک اس معاملے میں جناب سیدنا علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر تھے۔ لیکن یہ خطا اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہ ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔“

(مکتوباتِ امام ربانی جلد اول مکتوب ۵۴ ص ۸۶)

پھر فرماتے ہیں،، بعض اوقات صحابہ کرام اجتہادی طور پر حضور پر نور ﷺ کی رائے مبارکہ کے خلاف اپنی اجتہادی رائے کا اظہار کرتے تھے اسے کسی نے بھی برا نہیں سمجھا اور نہ ہی ان کی مخالفت اجتہادی کے رد میں اللہ کی طرف سے کوئی وحی نازل ہوئی تو جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مخالفت اجتہادی کیسے کفر ہو گئی۔ لہذا جناب علی المرتضیٰ کے مقابلہ میں اجتہاد کرنے والوں پر لعن طعن کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ کیونکہ آپ سے جنگ کرنے والوں کی بڑی تعداد جلیل القدر صحابہ کی ہے جن میں کچھ وہ بھی شامل ہیں۔ جن کی جنت کی بشارت خود حضور ﷺ اپنی زبان وحی ترجمان سے ارشاد فرما چکے تھے۔

(مکتوبات ابام ربانی جلد دوم مکتوب ۳۶ اور ۷۲)

نہج البلاغہ سے حوالہ ”جنگ صفین کے اختتام پر حضرت امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان اور تصدیق کے اعلان پر مبنی حکم عام حضرت علی نے تحریری طور پر تمام ممالک اسلامیہ کو جاری کیا“

اہل شیعہ میں نہج البلاغہ کا مقام بہت بلند ہے۔ جنگ صفین ختم ہوتی ہے۔ حالت امن قائم ہو گئی ہے تو اب باب العلم حضور مولا علی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایک عظیم فیصلہ تحریر فرماتے ہیں جس میں آپ کے باب العلم ہونے اور عالم بہ علم لدنی ہونے کی بھی واضح دلیل موجود ہے۔ آپ کی نگاہ بصیرت آنے والے وقت



کو دیکھ رہی تھی کہ کچھ؛ نام نہاد مہمان علی؛ اپنی جھوٹی محبت کی آڑ لے کر حضور سید عالم ﷺ کے صحابہ پر تنقید و تنقیص کا سوچیں گے اور اپنے حبثِ باطنی کی بنا پر وہ کفر و نفاق کے فتوے ان پر لگانے سے بھی نہ چونکیں گے۔ وہ جنگِ جمل و جنگِ صفین کے حوالے دے دے کر ممکن ہے لوگوں سے کہیں کہ اہل بیت سے جنگ کرنے والا گروہ صحابہ کس طرح مسلمان ہو سکتا ہے؟ آپ نے اپنے اس حکم نامہ میں ان تمام بکواسات و خرافات کی بنیاد ہی ختم کر دی نیز اس حکم نامے میں حضرت امیر معاویہ سمیت مخالف گروہ صحابہ کی صحابیت اور ایمان پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ان جنگوں کی بنیاد ہی ان کی خطا و اجتہادی پر رکھی اور خطا و نفسانی پر نہیں۔ ملاحظہ ہو:-

وَمِنْ كِتَابٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُتِبَ إِلَى أَهْلِ الْأَمْصَارِ يَقُصُّ فِيهِ مَا جَرَى بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَهْلِ صَفِّينَ وَكَانَ بَدْءُ أَمْرِنَا أَنَا التَّقِيَّةُ وَالْقَوْمُ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَالظَّاهِرُ أَنَّ رَبَّنَا وَاحِدٌ وَنَبِيَّنَا وَاحِدٌ، دَعَوْتَنَا فِي الْإِسْلَامِ وَاحِدَةٌ وَلَا نَسْتَزِيدُهُمْ فِي الْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالتَّصَدِيقِ بِرَسُولِهِ وَلَا يَسْتَزِيدُونَنَا، الْأَمْرُ وَاحِدٌ إِلَّا مَا اخْتَلَفْنَا فِيهِ مِنْ دِمِ عُمَانَ وَنَحْنُ مِنْهُ بَرَاءٌ۔

ترجمہ:- اکثر شہروں کے معززین کو حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے یہ خط تحریر فرمایا۔ جس میں جنگِ صفین کے واقعہ کا بیان ہے۔ آپ نے لکھا کہ:- ہماری یہ ملاقات جو بصورتِ تصادم و لڑائی اہل شام کے ساتھ ہوئی۔ تو اس کی ابتدا کیا تھی؟ حالانکہ یہ بات ظاہر ہے کہ ہمارا اور ان کا خدا ایک ہے۔ رسول ایک ہے۔ دعوت

اسلام ایک ہے ہم خدا پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کرنے میں ان پر کسی فضیلت کے خواہاں نہیں ہیں اور نہ ہی وہ ہم پر کسی فضیلت و زیادتی کے طلبگار ہیں۔ ہماری حالتیں بالکل یکساں ہیں۔ مگر وہ ابتداء یہ ہوئی کہ خون عثمان رضی اللہ عنہ میں اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ ہم اس سے بالکل بری تھے؛ (نبج البلاغہ خطبہ ۵۸ ص ۴۴۸ مطبوعہ بیروت؛ نیرنگ فصاحت ترجمہ نبج البلاغہ ص ۷۶ مطبوعہ یوسفی دہلی)

آپ کا یہ فرمان تحریری ہے جو عالم اسلام کے کونے کونے میں پہنچا جو اور تو اور خود، کسب شیعہ میں بھی آج تک محفوظ ہے۔ ہم اہل شیعہ کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ کچھ شیعیت زدہ نام نہاد سنی کہلانے والوں کو بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ جاگتی آنکھوں سے آپ کا یہ فرمان پڑھیں اور بار بار پڑھیں۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ تو فرما رہے ہیں کہ میرے اور میرے مخالف گروہ صحابہ کہ جس میں تین سو جلیل القدر صحابہ، مع حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔ ان کے درمیان جو جنگ ہوئی وہ کفر و اسلام اور حق اور باطل کی جنگ نہ تھی آپ اپنے مخالف لشکر کے جملہ صحابہ مع امیر معاویہ سب کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ خبردار! وہ کافر یا منافق نہ تھے بلکہ فرمایا کہ ان کا ایمان باللہ و تصدیق و دعوت اسلام اس معیار کی ہے کہ ہم نفس ایمان و تصدیق میں ان پر ہرگز زیادتی کے علمبردار نہیں۔ نفس ایمان و تصدیق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں کوئی فرق نہیں۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ دیگر فضائل و مراتب اور اعمال صالحہ ان دو سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ افضل و اعلیٰ ہیں اور اس پر اجماع امت ہے۔ جس طرح فضیلت مولا علی رضی اللہ عنہ متفق علیہ ہے اسی طرح



حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور جنگِ جمل و صفین میں شامل حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے مخالف طرف کے کل صحابہ کا صحابی ہونا بھی متفق علیہ امر ہے اور یہی نکتہ قابلِ توجہ ہے کہ جنگِ جمل و صفین کے خونیں واقعات کے بعد حضور مولا علی رضی اللہ عنہ نے ایک ایسا فرمان جاری کرنے کو ترجیح دی کہ جس کی بدولت ان جنگوں میں شامل دونوں اطراف کے صحابہ کرام کے ایمان کے بارے میں کسی کو شک و شبہ نہ رہے اور جس سے کوئی بھی شخص ان صحابہ کے شرفِ صحابیت کے انکار کے فتنہ میں مبتلا نہ ہو سکے۔ حضور مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ اس خط میں اپنے ایمان اور امیر معاویہ اور ان کے رفقاء کے ایمان کو برابر قرار دے رہے ہیں اور ان کی تصدیق و ایمان باللہ و ایمان بالرسول کو اپنی تصدیق و ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے فروتر اور کم درجہ میں نہیں سمجھتے جب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور آپ کا شرفِ صحابیت حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی بیعت سے (کہ جس کا ابھی ہم کتبِ شیعہ سے باحوالہ ذکر کریں گے) اور تادمِ آخر میں سال اس بیعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ پر قائم رہنے سے نکھر کر سامنے آ جاتا ہے۔

صحابہ کو برا بھلا کہنے والا خود اہلِ شیعہ کے نزدیک کافر ہے آج کون نہیں جانتا کہ ہر انسان کا بنیادی حق اس کی عزت و آبرو کا احترام ہے تو کیا شرفِ صحابیت کا ہی کچھ ادب و احترام نہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے میں کہتا ہوں اہلسنت تو کجا! خود شیعوں نے بھی یہ حق اس انداز میں تسلیم کیا ہے کہ کسی بھی صحابی کو سب

نکرنے والا یعنی برا بھلا کہنے والا اور گالی دینے والا کافر ہے۔

ملاحظہ ہو جامع الاخبار اہل شیعہ؛۔

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِي فَاقْتُلُوهُ وَمَنْ سَبَّ صَحَابِي فَقَدْ كَفَرَ  
وَفِي خُبَرِ آخِرٍ مَنْ سَبَّ صَحَابِي فَاجْلِدُوهُ۔

(جامع الاخبار ص ۱۸۳، مطبوعہ نجف اشرف)

ترجمہ؛۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میرے صحابی کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۳)

موجودہ دور کے شیعوں کو اپنی کتب میں درج اپنے نبی کا یہ فرمان اپنے ہر خاص و عام کو ضرور سنانا چاہئے یا اللہ قرآن وسنت میں موجود صحابہ کی عزت کی توفیق عطا فرما!

مقتولین جمل و صفین کے بارے میں حضرت علی کا آخری عمل ہمیشہ کے لئے، فتنہ انکار صحابیت؛ کو دفن کر دیتا ہے

درج بالا قرب الاسناد جلد اول ص ۴۵ اور نہج البلاغہ خطبہ ۵۸ کے حوالوں سے امام نہاد مہجانب علی اور خود سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی سوچ اور عمل میں واضح فرق بلکہ واضح تضاد نظر آتا ہے کہ آپ تو حضرت امیر معاویہ سمیت دیگر کل صحابہ کے



تعلق، فتنہ انکارِ صحابیت؛ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر رہے ہیں اور آج کے  
مہم نہاد مہمانِ علی جنگِ جمل و صفین کے واقعات دہرا دہرا کر، فتنہ انکارِ صحابیت؛  
کو زندہ کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں خود کتبِ شیعہ سے حضور سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ  
کا آخری عمل مقتولینِ جمل و صفین کے بارے میں بہت زیادہ دعوتِ فکر دیتا ہے اور  
ایت کا سبب ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص ۲۵۴ مطبوعہ بیروت جدید میں ہے:-

صَلَّى عَلَى قَتْلَى أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ وَصَلَّى عَلَى قُرَيْشٍ مِّنْ هَؤُلَاءِ  
هَؤُلَاءِ ترجمہ:- اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصری اور کوفی یعنی دونوں  
طرف کے مقتولین کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ اس کے ساتھ دونوں طرف کے  
قریشی مقتولین کی بھی نمازِ جنازہ پڑھائی؛

خدارا بتائیں! اب بھی کوئی شک رہا ان صحابہ کے جنتی ہونے میں اور ان کے  
شرفِ صحابیت میں۔ جنازہ میں دعائے مغفرت ہوتی ہے جو صرف کسی مسلمان کے  
لئے ہی جائز ہے۔ کیا مولا علی کی دعائے مغفرت کسی غیر مومن کیلئے ہو سکتی ہے؟

ہماری کتبِ اہلسنت و جماعت میں ثقہ راویوں سے حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کا  
یہ فرمان نقل ہوا ہے قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَتَلَايَ وَقَتْلَى مُعَاوِيَةَ فِي  
الْجَنَّةِ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَرِجَالُهُ وَتَقْوَاهُ ترجمہ:- حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ  
نے ارشاد فرمایا کہ میرے اور امیر معاویہ کے درمیان لڑائی میں قتال کرنے

والے اور

شہید ہونے والے سب جنتی ہیں اس روایت کو امام طبرانی نے ذکر کیا اور اس کے تمام راویوں کو ثقہ کہا گیا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۵ ص ۳۰۳، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۵۷)

پس شرف صحابیت و جمل و صفین کے مقتولین کے بارے  
میں حضرت مجدد الف ثانی کا ایمان افروز اور حتمی فیصلہ  
مانیں۔

حضور حضرت سیدنا و مرشدنا حضور مجدد الف ثانی قُدس سرُّہ العزیز ترجمان حق ہیں۔  
کیا کوئی ہے ایسا مجدد؟ کہ جس کے اصل نام کی بجائے زمانہ اور مورخ فخر سے  
انہیں ان کی شانِ مجددیت اور وہ بھی،، الف ثانی؛ یعنی دو ہزار سال کے عرصہ پر  
محیطِ مجددیت کے لقب سے پکارنے میں نہ صرف فخر محسوس کریں۔ بلکہ مجدد الف  
ثانی ہونا ہی ان کی پہچان بن کر رہ جائے۔ آئیں! آپ کا ایمان افروز اور حتمی  
فیصلہ مان لیں! آپ ارشاد فرماتے ہیں:-

،، اے بھائی! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اکیلے کا یہ معاملہ نہیں بلکہ آدھے  
کے قریب صحابہ کرام ان کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ لہذا اگر حضرت  
علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑنے والوں کو فاسق و کافر کہا جائے تو دین  
کے بڑے حصے سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ دین ان حضرات کی تبلیغی کوششوں



سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ثقہ سند سے جو احادیث مروی ہیں ان میں مذکور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر معاویہ کے حق میں ہادی اور مہدی ہونے کی دعا مانگی ہے اور آقا و مولا علیہ السلام کی یہ دعا مقبول ہے؛ پھر فرمایا

”اے بھائی اقصا ص عثمان کے مطالبے کے لئے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما جو اشرہ مبشرہ اور جنتی ہیں وہ پہلے مدینہ منورہ سے باہر نکلے اور ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی انکے ساتھ اس بات میں موافقت کی۔ اس طرح جنگ جمل ہوئی کہ جس میں تیرہ ہزار مسلمان شہید ہوئے اور حضرات طلحہ و زبیر جو کہ عشرہ مبشرہ میں تھے وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد پھر امیر معاویہ شام کی طرف سے آئے اور ان لوگوں کے ساتھ مل گئے جو قضا ص عثمان کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جس کے نتیجے میں جنگ صفین ہوئی۔

اے بھائی ایسے موضوع اور مقام میں محفوظ ترین طریقہ یہی ہے کہ حضرات صحابہ کرام کے باہم اختلافات و جھگڑوں کے بارے میں چپ رہا جائے اور ان کے تنازعات کے ذکر کرنے سے کنارہ کشی کر لی جائے۔ حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَیْسَا کُمْ وَمَا شَجَرَ بَیْنِ اصْحَابِیْ خَبَرٌ وَاِذَا اَصْحَابُ کَرَامَہِ بَاہِمِ جَھْکُڑُوں میں پڑنے سے بچو۔ حضور پر نور ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے اِذَا ذِکَرَ اصْحَابِیْ فَامْسِکُوْا اَتْرَجْمَہِ فرمایا جب میرے صحابہ کا نام لیا جائے تو خاموشی

اختیار کرو۔ نیز آپ ﷺ کا ہی ارشادِ گرامی ہے کہ میرے اصحاب کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ انہیں تم اپنے تیروں کا نشانہ نہ بناؤ امام شافعی نے کہا اور یہ قول حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بھی منقول ہے فرمایا تِلْكَ دِمَاءٌ طَهَّرَ اللَّهُ عَنْهَا أَيْدِينَاَ فَلْنُطَهِّرْ عَنْهَا أَلْسِنَنَا ترجمہ: فرمایا کہ اس خون سے جو حگِ جمل و صفین میں بہا اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اس سے پاک رکھا لہذا ہمیں اس سے اپنی زبانوں کو بھی پاک رکھنا چاہئے۔ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان حضرات کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہئے اور ان کا تذکرہ بجز خیر ہرگز نہ کرنا چاہئے (مکتوبات امام ربانی دفتر اول حصہ چہارم مکتوب نمبر ۴۵۱)

جب ہم اسلاف کے یہ اقوال پڑھتے ہیں اور دوسری طرف مودودی کی خلافت و ملوکیت پڑھتے ہیں تو حق اوہ باطل واضح ہو جاتا ہے۔ درحقیقت مودودی غیر ملکی اقتدار کے بنائے ہوئے نظامِ تعلیم کا پروردہ ہے کہ جس نے ہماری نسلوں سے ادب ختم کر کے رکھ دیا۔ جس سے نئی نسل کے سرٹوپوں اور پگڑیوں سے محروم ہو گئے۔ زبان سے ادب جاتا رہا اور نگاہوں سے حیا۔ ایسے مورخین کی بدولت ہی ہم اپنے ماضی کے احترام سے محروم ہو گئے کیونکہ ان کا تعلق کسی آستانہٴ روحانیت سے نہ تھا۔ تصنیف تو اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ اسلام پر اعتماد کو بحال کرے لیکن اپنے ماحول میں خود دیکھیں کہ مودودی کی اس تصنیف سے کتنے لوگ اپنے مذہب و ملت سے برگشتہ ہو کر صحابہ کرام کے احترام سے محروم ہو گئے؟ اس



مذکورہ تصنیف سے وہ غیر مفید اور ضرر رساں علم برآمد ہوا کہ جس سے امام الانبیاء والمرسلین ﷺ پناہ مانگنے کا ان الفاظ میں حکم فرما رہے ہیں، فرمایا تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ (ابن ماجہ) ترجمہ: اس علم سے اللہ کی پناہ مانگو جو نفع نہ دے۔  
یا اللہ! تو گواہ رہ! ہم تیرے محبوب ﷺ کے حکم سے ایسی جملہ کتب سے پناہ مانگتے ہیں۔  
اور تیرے محبوب عربی ﷺ کے لاڈلے مجدد الف ثانی کے فیصلے پر لبیک کہتے ہیں۔ یا اللہ! ہمیں روز قیامت اپنے انہی پیاروں کی سنگت نصیب فرما کہ جن کی بیعت کر کے احترام کا حق حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ادا کیا اس ہستی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ہمیں بھی احترام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین!

کتب شیعہ سے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیعت  
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ؛

عزت و آبرو کا احترام ہر انسان کا بنیادی حق ہے۔ کسی کی آبرو پر دست درازی جائز نہیں۔ پھر یہ مذہب، اخلاق اور انسانیت کے قانون کی کون سی شق ہے کہ اللہ جن پر راضی ہونے کا اعلان کرے۔ سید عالم ﷺ کی مقدس صحبت جنہیں نصیب ہوئی ہو اور جن سے سورۃ الحديد میں اللہ کریم نے فتح مکہ سے قبل اور فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے تمام صحابہ کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہو اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے دیگر ہم نوا صحابہ کہ جن کے ایمان و

صحابیت پر درج بالا قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں میں حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ بھی مہر تصدیق ثبت کر دیں اور پھر یہ کہ جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو اور ۴۰ تا ۶۰ ہجری بیس سال کا طویل عرصہ اس پر قائم رہے ہوں۔ اہل شیعہ کی معروف کتب

(۱) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا، (۲) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷۰ مطبوعہ تبریز تذکرہ امام حسن (۳) احتجاج طبری جلد دوم ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید (۴) جلاء العیون جلد اول ص ۳۹۵، ۴۰۳ مطبوعہ تہران طبع جدید (۵) الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ (۶) مقتل ابی مخنف • طبع نجف اشرف ص ۶؛ پر جملہ کتب میں واشکاف الفاظ میں حضرت سیدنا امام حسن و حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا ثابت ہے۔ پھر اسے مشیت الہی کہیے کہ حسنین کریمین کی بیعت حضرت معاویہ کا عرصہ اتنا طویل ہے کہ کوئی عقل کا اندھا بھی اس بیعت کا انکار نہیں کر سکتا۔ ۴۰ ہجری کہ جب حسنین کریمین نے جناب امیر معاویہ کی بیعت کی اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت ان کے سپرد کر کے مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کردائی تو اس وقت سے لے کر ۲۲ رجب ۶۰ ہجری تک، جو حضرت امیر معاویہ کی وفات کا دن ہے، اس دن تک تاریخ عالم میں ڈھونڈے سے بھی کہیں کسی



کو معرکہ کر بلا نظر نہ آئے گا۔ اہل شیعہ کی کتاب الامامة والسياسة ص ۱۶۴ مطبوعہ مصر طبع قدیم میں یہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کرتے ہوئے اپنے لشکر والوں کو یہ بھی فرمایا کہ مجھے حضور مولا علی نے وصیت فرمادی تھی کہ خلافت حضرت امیر معاویہ ضرور قائم ہوگی۔ یہ اللہ کی اٹل تقدیر ہے؛

قارئین! بیس سال کا عرصہ کچھ کم نہیں ہوتا۔ اگر ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی کا ایک دن ہے تو اس سے متصل پہلے بیس سال بھی آپ کی ہی مبارک زندگی کا طویل عرصہ ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے کہ ایک دن کو یاد رکھا جائے اور بیس سالوں کو بھلا دیا جائے۔؟ یا ۱۰ محرم ۶۱ ہجری کا دن تو امام حسین کی شجاعت و بہادری کا دن مان لیا جائے اور بیس سال بیعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے طویل عرصہ کے بارے میں کہہ دیا جائے کہ نہیں! انہوں نے تو ڈر کر تقیہ کرتے ہوئے بیعت کیے رکھی۔ یہ عجیب منطق ہے اور وہ بھی سردارانِ جنت کے بارے میں۔ کیا یہ کہتے ہوئے تمہیں ڈر اور خوفِ خدا نہیں آتا کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے ڈر کر بیعت امیر معاویہ کی تھی؟ ایک عام فہم آدمی بھی آپ سے سوال کرے گا کہ اس وقت ڈر کیا تھا؟ کیونکہ بیعت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے وقت تو لاکھوں وفا دار غلام ابھی موجود تھے۔ حضرت امام حسنؑ پانچویں خلیفہ راشد کے طور پر تسلیم کیے

جاتے تھے۔ ایک اشارے پر کئی گردنیں کٹانے پر تیار تھے۔ ماننا پڑے گا کہ حسین کریمین رضی اللہ عنہما نے برضا و رغبت بیعت کی تھی۔ اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی تھی۔ اس ضمن میں حضور پُر نور نبی کریم ﷺ فرمان مبارک بھی ہر وقت ذہن میں رہنا چاہئے جو سنی شیعہ کتب دونوں میں فضائلِ امام حسن میں موجود اور ثابت ہے۔ اہل شیعہ اپنی کتاب کشف الغمہ دیکھیں۔ پورا حوالہ عرض ہے:-

وَعَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ إِذَا صَعِدَ إِلَيْهِ الْحَسَنُ فَضَمَّهُ إِلَيْهِ وَقَالَ إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ وَإِنَّ اللَّهَ عَلَيْهِ أَنْ يَصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ عَظِيمَتَيْنِ (کشف الغمہ  
• اول ص ۵۴۶ مطبوعہ تبریز)

ترجمہ:- ابی بکرہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کے خطبہ ارشاد فرمانے کے دوران یکا یک حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ منبر پر چڑھ گئے تو آپ ﷺ نے انہیں سینے سے لگایا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور اللہ اس کے ذریعے سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرائے گا؛

فرمان رسالت مآب ﷺ میں یہ الفاظ کہ؛ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا؛ ایسے الفاظ ہیں کہ جن سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ والے گروہ کی بھی اور حضرت امیر معاویہ والے گروہ کے ایمان اور



مسلمان ہونے کی خود زبانِ نبوت نے تصدیق فرمادی ہے اور صلح اور بیعتِ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کر کے حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے اس کی تائید مزید فرمادی ہے۔ اب ہے کسی کو جرات؟ کہ اللہ کے محبوب جسے مومن فرمائیں! وہ اسے دائرہ ایمان سے نکال سکے؟ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ زبانِ نبوت کا انکار کر کے ایسا بد بخت خود ہی مومن نہیں رہا۔ حضرت امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما جس ہستی کی بیعت فرمائیں اور تادمِ آخر بیس سال تک اس بیعت پر قائم رہے ہوں! کیا یہ دونوں ہستیاں غیر مومن کی بیعت کر سکتی تھیں؟ مناسب ہوگا کہ اس مختصر مگر جامع مضمون میں آپ بھی کتبِ شیعہ سے لفظِ بیعت؛ ملاحظہ فرمائیں تاکہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہے

(۱) مروج الذهب للمسعودی جلد سوم ص ۷ مطبوعہ بیروت میں واضح الفاظ ہیں الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ قَدْ بَايَعَ لِمُعَاوِيَةَ تَرْجَمَ: تحقیق حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی ہے۔

(۲) رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ذکر قیس بن سعد میں واشکاف الفاظ میں بیعت کرنے کا منظر بیان ہوا ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی دعوت پر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اور اپنے جملہ معتقدین کو لے کر شام پہنچے۔ ان کے شایانِ شان دربار لگایا گیا وَاَعَدَّ لَهُمُ الْخُطَبَاءُ وَقَالَ يَا حَسَنُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعَ

ثُمَّ قَالَ لِلْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قُمْ فَبَايِعْ فَقَامَ فَبَايَعُ ترجمہ:۔ ان کے لئے خطیب مقرر کئے گئے پھر کہا اے حسن! اٹھئے اور بیعت کیجئے وہ اٹھے اور بیعت کی پھر امام حسین کو کہا آپ اٹھئے! اور بیعت کیجئے تو انہوں نے بھی اٹھ کر بیعت کی۔

(۳) احتجاج طبرسی جلد دوم ص ۹۔ مطبوعہ نجف اشرف جدید میں علامہ طبرسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کچھ نام نہاد مجاہدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھا دَخَلَ عَلَيْهِ النَّاسُ فَلَامَهُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَيْعَتِهِ ترجمہ:۔ جو کچھ لوگوں نے آ کر ان کے بیعت کر لینے پر امام حسنؑ کو ملامت کی:۔ ان الفاظ سے یہ حقیقت بہر حال طشت از بام ہو جاتی ہے کہ حضرات حسنین کریمین کا بیعت امیر معاویہ کرنا شیعہ آج تک نہیں جھٹلا سکے۔

(۴) اسی طرح جلاء العیون جلد اول ص ۴۰۳ مطبوعہ تہران جدید تذکرہ امام حسن رضی اللہ عنہ میں ہے، بعض ملامت کر دند اورا بہ بیعت معاویہ؛ افسوس! کہ فارسی نسخہ جلاء العیون میں صراحتہً لفظ بیعت موجود ہے لیکن شیعہ مترجم سید عبدالحسین شیعہ نے اردو مترجم جلاء العیون میں جلد اول ص ۴۱۸ پر اس کا ترجمہ صلح کیا ہے۔

(۵) اہل شیعہ کی مشہور ترین کتاب مقتل ابی مخنف میں ہے کہ ایک سلیمان نامی شخص نے آ کر کہا يَا بَنِي رَسُولِ اللَّهِ اَنَا مُتَعَجِبُونَ مِنْ



بَيْعَتِكَ لِمَعَاوِيَةَ تَرْجَمَهُ: اے اللہ کے رسول کی بیٹی کے بیٹے! ہم آپ کے بیعت معاویہ کرنے پر بہت متعجب ہوئے ہیں (مقتل ابی مخنف ص ۳، ۲ مطبوعہ مکتبہ حیدریہ نجف اشرف ۱۳۷۵ھ ہجری)

(۶) کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ جلد اول ص ۵۷ طبع تبریز میں سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا فرمان گرامی ہے قَدْ بَايَعْتَهُ تَرْجَمَهُ: ”تحقیق میں ان کی بیعت کر چکا ہوں۔“

قارئین حضرات! حوالہ ۶ تا ۳ بھی خود کتب اہل شیعہ سے ہیں۔ ہم یہ سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ کیا امام حسنؑ کو بیعت معاویہ کرنے پر ملامت کرنا اور اس پر راضی نہ ہونا خود امام حسنؑ سے بغاوت نہیں؟ یقیناً ہے جس پر آج تک شیعہ قائم ہیں۔ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل شیعہ کے نزدیک امام معصوم ہیں اور ان کی اطاعت ہر حال میں واجب ہے۔ پھر کیوں اہل شیعہ بیعت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلے میں آج تک صدقِ دل سے امام حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں؟ میں ہر محبِ امام حسن کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما نے حضرت امیر معاویہ کی بیعت کی جو تمام کتب شیعہ سے باحوالہ یہاں درج کر دی گئی ہے۔... آفرین ہے۔ شیر خدا کے شیروں پر۔ کہ جن کے گھرانے کے پاک ہونے کا اللہ اعلان کرے۔ ان کی سوچ یہ ہے کہ ہم پاک ہیں۔ ہم حق ہیں۔ ہم صرف پاک اور اہل حق لوگوں کی بیعت ہی کر سکتے ہیں۔ حضرت مولا علی رضی

اللہ عنہ کے پاک ہاتھوں نے سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ عنہم جیسے پاک اور اہل حق ہستیوں کے پاک ہاتھوں پر بیعت کی۔ فرمان نبوی ﷺ ہے حق علی کے ساتھ ساتھ ہے۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے جنگی بیعت کی ان کو حق جان کر ان کی بیعت کی۔ لہذا جو بیعت علی کے باوجود خلفاء راشدین کا منکر ہے وہ حضور مولا علی کا منکر ہے۔ اور جو باوجود حسنین کریمین کے بیعت کرنے کے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا منکر ہے وہ مولا علی رضی اللہ عنہ کے شہزادگان حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے۔ اہل شیعہ اگر کہیں کہ حسنین کریمین نے تقیہ کرتے ہوئے بیعت امیر معاویہ کی تھی۔ انشاء اللہ ہم ابھی اس کا بھی تجزیہ کریں گے لیکن سرِ دست گزارش ہے کہ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بیس سال اس بیعت پر قائم رہے۔ شیعوں نے لاکھ جتن کئے لیکن مولا علی کے بیٹے شجاع تھے۔ کسی نام نہاد محبت کی پرواہ نہیں کی۔ کسی سازش اور جال میں نہیں پھنسے۔ بلکہ میں اخبار الطوال سے اب وہ حوالہ پیش کرتا ہوں کہ جس میں بیعت حسنین بھی ثابت ہے اور پاس رہ کر نہ ماننے والے نام نہاد مجہدین کو شجاعت بھرا جواب بھی موجود ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

(۷) اَنَا قَدْ بَايَعْنَا وَعَايَدْنَا وَلَا سَبِيلَ إِلَيَّ نَقِضَ بَيْعَتَنَا

ترجمہ:۔ ہم تحقیق بیعت کر چکے لہذا ہمارے اس بیعت کے توڑنے کا کوئی



راستہ اور صورت ہی نہیں ہے۔

(الاخبار الطوال طبع بیروت ص ۲۲۰ تذکرہ زیاد)

(۸) اب اہل شیعہ کے مجتہد اول ابو مخنف کا حوالہ سنیں کہ حضور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھتے ہیں کہ جس سے آپ کا یہ عزم ظاہر ہوتا ہے کہ میں کٹ تو سکتا ہوں لیکن آپ کی بیعت نہیں توڑوں گا ملاحظہ ہو، آپ فرماتے ہیں: - وَمَعَاذَ اللَّهِ أَنْ أَنْقُضَ عَهْدًا عَاهَدْتُ إِلَيْكَ أَخِي الْحَسَنُ ترجمہ: فرمایا میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ آپ سے کیا گیا وہ عہد توڑوں جو میرے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ نے آپ سے کیا تھا۔

(مقتل ابی مخنف صفحہ ۶ طبع نجف اشرف، درمقدمہ)

قارئین حضرات! ہمارے نزدیک حسین کریمین رضی اللہ عنہما کی بیس سال تک یہ بیعت معاویہ رضی اللہ عنہ خود حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو صحابی رسول، صاحب ایمان، جنتی اور آپ کی حکومت و سلطنت کے حق ہونے کو ثابت کرتی ہے اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سب کچھ لٹا دینا لیکن یزید پلید اور لعین کی ایک دن کے لئے بھی بیعت نہ کرنا خود یزید کو بے ایمان، جہنمی، بدکردار اور اس کے باطل ہونے کو ثابت کرتی ہے۔ یہ کون سی بات ہے جو اہل شیعہ کو آج تک سمجھ نہیں آ سکی! ہم کہتے ہیں مقتل ابی مخنف

ص ۶ ملاحظہ کریں۔ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہر سال دس لاکھ دینار مع تحائف و انعامات آتے رہے اور آپ قبول کرتے رہے۔ کیا کہیں گے یہاں؟ حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کہ آپہ تطہیر جن کے حق میں اتری ہو وہ دس لاکھ تو ہر سال کجا۔ باطل اور باغی حکومت کی طرف سے تو ایک دینار اور ایک لقمہ تک ہدیہ قبول نہیں کر سکتے اور نہ ہی ان کے پاک شکم میں حرام کا ایک لقمہ تک جا ہی سکتا ہے اگر حضرت سیدنا امیر معاویہؓ پر انگلی اٹھے گی تو اندازہ کریں حسنین کریمین کے بیس سال تک لنگر شریف کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ اللہ کریم اہل بیت پاک کے بارے میں بری سوچ سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر تقیہ کرتے ہوئے بیعت معاویہ کرنے کے الزام کا مبنی برحق تجزیہ

محض خوف رکھنے والوں کے لئے اور اپنی آخرت کو بچانے والوں کے لئے ابھی ہم پارہ ۲ رکوع ۷ سورہ الحدید سے کل صحابہ کرام کے جنتی ہونے کے متعلق آخری بات کے طور پر خود اللہ عزوجل کا فیصلہ درج کریں گے لیکن اس سے پہلے حسنین کریمین سردارانِ جنت رضی اللہ عنہما کے متعلق اس بے ادبی کی انتہادیکھیں کہ بیس سال تک نعوذ باللہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے



بیعت امیر معاویہ کئے رکھی۔ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ کے شیروں کے متعلق یہ خیال کیوں اور کسے آیا؟ ظاہر ہے اہل سنت و جماعت تو نہیں یہ کہتے اب شیعہ ہوں یا تفضیلی کہلانے والے سنی نما شیعہ ہوں۔ جو بھی، حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے متعلق ایسا خیال کریں اور جب بھی کریں۔ اسی وقت بے ایمانی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ کیونکہ یہ سیدھی سیدھی سردارانِ جنت کی گستاخی ہے۔ چلیں یہ سطور پڑھتے ہوئے آپ اپنے ارد گرد ہی دیکھیں۔ شرط یہ ہے کہ کوئی معزز اور جرات مند اور کردار کا کھرا آدمی آپ کے پاس بیٹھا ہو۔ اسے صرف اتنا کہیں کہ بھائی صاحب! تم اوپر سے کچھ ہو اور اندر سے کچھ اور ہو۔ تمہارا ظاہر و باطن ایک نہیں۔ تم تو بیس سال تک، باطل اور طاغوتی قوتوں کے سامنے دبے رہے اور فلاں کام میں اپنا اندر چھپائے رکھا تو اگر وہ معزز آدمی جرات مند ہے۔ اور کردار کا کھرا ہے تو ضرور وہ آپ سے کہے گا کہ اس کا مطلب ہے کہ اوپر سے کچھ اور اندر سے کچھ کہہ کر تم نے مجھے منافق کہا ہے۔ بیس سال تک اندر چھپائے رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ تُو نے مجھے ابن الوقت سمجھا۔ ڈرپوک سمجھا۔ مفاد پرست سمجھا۔ باطل سے دب جانے والا سمجھا۔ حلال خون ہوا تو طیش میں آئے بغیر نہیں رہے گا۔ ایمان کے تین درجوں میں سے جس درجے پر بھی وہ ہوا یا تو ہاتھ سے تجھے جواب دے گا یا زبان سے تجھے خاموش کرے گا۔

یہ دونوں نہیں تو تیسرا پہلو فطری ہے کہ ساری زندگی دل میں تجھے ضرور برا سمجھے گا۔

بلا تمثیل و مثال ذرا سوچیں! بالکل یہی کچھ حضرت سیدنا امام حسن و سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق تم کہہ رہے ہو جب کہتے ہو کہ انہوں نے تقیہ کرتے ہوئے بیعت امیر معاویہ کی تھی۔ میں یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتا ہوں اور اپنی طرف سے لفظ، تقیہ؛ کے بارے میں صرف خوفِ خدا دلانے کے لئے اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ اس؛ تقیہ؛ کو آپ جو بھی معنی پہنائیں اس سے منافقت، بزدلی، ابن الوقت ہونے، ڈر پوک ہونے اور کردار کے لحاظ سے مصلحتِ وقت کا شکار ہونے کی یو ضرور آئے گی۔ بلکہ مزید سادہ الفاظ میں ہماری عام بولی میں ایسے ہی آدمی کو کردار کے لحاظ سے دو نمبر ہونے کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔ اس لحاظ سے تقیہ تو نسب پر بھی بدنام داغ ہے کہ اس سے اگلی نسلوں کو طعنے سننے پڑتے ہیں۔ تقیہ خاندانی وقار کے بھی منافی ہے اور ذاتی نجابت و شرافت کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بات طے شدہ ہے کہ جس پر آپ لفظ، تقیہ؛ لاگو کریں گے درحقیقت اس سے آپ اس کے ذاتی فضائل کی مکمل نفی کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ تقیہ کی بھیانک تصویر ہے جس کو تم سردارانِ جنت پر چسپاں کرنے پر بضد ہو۔ یہ آپ سے محبت ہے یا آپ کی گستاخی؟ فیصلہ آپ پر ہے۔ اے اللہ! تُو عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر ہے ہمارے ماحول کو اس سوچ سے پاک فرما دے یا اللہ! ہمیں سردارانِ جنت



پر ایسا الزام سننے سے بھی محفوظ فرما آمین ثم آمین!

آئیں! صحابہ کرام کے بارے میں اللہ کریم کا فیصلہ مان

لیں اور آخرت برباد نہ کریں

ہم نے اس مختصر مضمون میں بتایا ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے لئے ہر پہلو سے اہتمامِ عظمت کیا۔ جمیع مخلوق میں دوسروں کے بارے میں آپ کے فیصلے نہ ماننے والوں کے لئے اللہ اپنی قسم اٹھا کر ان کے مومن ہونے کا انکار فرماتا ہے پھر ان کا ایمان کیسا؟ کہ جو ان فیصلوں کو بھی نہیں مانتے جو سید عالم ﷺ نے خود اپنی ذات بابرکات کے بارے میں کئے۔ پس آپ کی بیویوں کو، آپ کے سرال کو؛ آپ کے دامادوں کو، آپ کی اولادِ پاک کو، اہلبیت پاک کو، پنجتن پاک کو اور شہزادگان سردارانِ جنت کو (جو سب صحابی ہیں) ان سب کو ماننا پڑے گا۔ انہی میں سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی پاک ﷺ کے سالے بھی ہیں، کاتبِ وحی بھی ہیں اور جنگِ جمل و صفین کے بعد قرب الاسناد اور نہج البلاغہ کے حوالوں سے بہ فرمانِ حضور مولا علی رضی اللہ عنہ آپ صحابی بھی ہیں اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دستِ حق پرست پر جو بیعت کی اس نے تو آپ کے صحابی رسول ہو۔ نہ صاحبِ ایمان ہونے، حق پر ہونے اور جنتی ہونے پر مہر لگادی۔ کل صحابہ جنتی ہیں اور آپ بھی

جنتی ہیں اگر اور کچھ سمجھ میں نہ آئے تو اللہ کریم کا فیصلہ ہی مان لیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:-

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقَاتَلُوا وَلَا يَسْتَوِي سَوَاءٌ مَنِ الْفَتْحِ وَالْحُسْنَىٰ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ☆ (پ ۲۷ ع ۱۷ سورہ الحديد)

ترجمہ:- تم میں سے جس نے فتح مکہ سے پہلے راہِ خدا میں خرچ اور جہاد کیا وہ برابر نہیں ہو سکتا ایسے لوگوں کے جنہوں نے بعد فتح خرچ کیا اور جہاد کیا ، بعد میں اتفاق اور جہاد کرنے والوں سے پہلوں کے درجے زیادہ ہیں اور اللہ نے سب صحابہ سے جنت کا وعدہ کر لیا ہے اور جو تم عمل کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے؛

قرآن کریم کی اس آیت کریمہ میں اگرچہ لفظ جنت موجود نہیں بلکہ: الْحُسْنَىٰ ہے؛ لیکن الْحُسْنَىٰ سے مراد جنت اور اس کا ثواب ہے۔ اس پر تمام شیعہ سنی تفاسیر متفق ہیں۔ اہل شیعہ کے تفسیر کے امام صاحب تفسیر مجمع البیان نے جلد پنجم ص ۲۳۲ پر الْحُسْنَىٰ کی تفسیر اِیَّ الْجَنَّةِ وَالثَّوَابِ فِيهَا سے ہی کی ہے۔ دوسرے شیعہ مفسر فتح اللہ کاشانی نے تفسیر منہاج الصادقین جلد نہم ص ۱۷۱ پر یہی تفسیر کی۔ اس آیت کریمہ کی روشنی میں ہم حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کو دیکھتے ہیں تو جیسا کہ اس مضمون میں دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ



آپ صحابی ہیں لہذا جنتی ہیں۔ آپ کا صحابی ہونا اور جنگِ جمل و صفین کے بعد وقتِ وصال تک صحابی ہونا حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک متفق علیہ امر ہے تو اب آپ کے صحابی اور جنتی ہونے سے انکار کرنے والے کے بارے میں جیسا کہ اوپر حوالہ گذرا ایسا شخص اہل شیعہ کی معتبر ترین کتاب جامع الاخبار ص ۱۸۳، فصل ۱۲۵ مطبوعہ نجف اشرف کے مطابق یا تو کافر ہے یا پھر کوڑوں کی سزا کا مستحق ہے۔ یا اللہ کریم جل جلالہ! اس مضمون کو ہر پڑھنے والے کے لئے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وسلم کے صدقہ اور وسیلہ جلیلہ سے ہدایت کا ذریعہ بنا آمین! ثم آمین! وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ☆ ﴿بِحکم قبلہ عالم حضرت صاحب﴾ ☆

## بابِ پنجم

# ”دُرِ واس وقت سے جو ہے آنے والا“

یعنی وہ کفریات جن سے اہل شیعہ کو فوراً توبہ کرنی چاہیے

## 1۔ قرآن مجید کو ناقص کہنا کفر ہے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں...

”روافض زمانہ بہت سے عقائد کفریہ کے علاوہ دو کفر صریح میں ان کے عالم و جاہل

مرد و عورت، چھوٹے بڑے، سب گرفتار ہیں۔

اول (i) یہ کہ کوئی کہتا ہے کہ اس قرآن مجید سے کچھ سورتیں امیر المومنین حضرت عثمان غنی

ذوالنورین یادگیر صحابہ یا اہلسنت نے (نعوذ باللہ) گٹھا دیں۔ (ii) کوئی کہتا ہے کچھ لفظ بدل دیئے۔ (iii) کوئی کہتا ہے یہ نقص و تبدیل اگرچہ یقیناً ثابت نہیں محتمل ضرور ہے۔ (درالرفضہ) اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کتب شیعہ کے گہرے مطالعہ کا نچوڑ پیش کیا ہے۔ ہمارے دربار شریف سے چھپنے والی عقائد جعفریہ جلد سوم میں صفحہ ۱۰۱ تا ۱۲۱ یعنی سوا پانچ سو صفحات پر بکھرے ہوئے سینکڑوں کتب شیعہ سے تحریف قرآن کے دلائل اور ثبوت مہیا کئے گئے ہیں انتالیس ۳۹ کتابوں کی مع نام مصنفین فہرست دی گئی ہے۔ جو شیعہ متقدمین و متاخرین علماء نے تحریف قرآن پر مستقل کتب کی حیثیت سے تصنیف کیں۔ اہل شیعہ کا کون سا چھوٹا یا بڑا ہے جو اپنے مذہب کی اہم ترین تصنیف انوار نعمانیہ اور اس کے مصنف سید نعمت اللہ الجزائرئی سے واقف نہ ہو؟ وہ لکھتا ہے کہ

”حضرت علی نے صحابہ سے کہا آج کے بعد تم قرآن کو نہ دیکھو گے اور نہ ہی میرے بیٹے امام مہدی کے ظہور تک کوئی اور اسے دیکھ سکے گا۔“ (انوار نعمانیہ ج ۲ ص ۳۶)

تحریف قرآن میں اہل شیعہ سے مرفوع مرویات ازائمہ موجود ہیں۔ اور وہ بھی دو ہزار سے زائد جن کا انکار ان کے لیے ممکن نہیں جو اصول کافی سے لے کر ان کی ہر تفسیر اور حدیث کی کتاب میں بکھری پڑی ہیں۔ مراۃ العقول میں ملا باقر مجلسی یہاں تک لکھتا ہے کہ:-

وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی وطرح  
جميعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار اسابل ظنی ان الاخبار فی  
هذا الباب لا یقسم عن الاخبار الا مایة فکیف یثبونها بالخیرہ

ترجمہ: میرے نزدیک تحریف قرآن کی روایات معنی کے اعتبار سے متواتر ہیں۔ اور ان تمام روایات کو ترک کرنے اور بے اعتبار سمجھنے سے پورا فن حدیث بے اعتماد ہو جائے گا۔ بلکہ میرے علم کے مطابق تحریف قرآن کی روایات مسئلہ امامت کی روایتوں سے کم نہیں۔“



قارئین! زیادہ دور نہ جائیں! دیباچہ ”مقبول ترجمہ“ کے صفحہ نمبر ۳۳ پر موجود ہے۔ ”نیز تفسیر عیاشی میں جناب امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ قرآن مجید کی آیتیں تو بہت سی گرا دی گئی ہیں مگر جو زیادہ کیا گیا ہے وہ کہیں کہیں کوئی حرف بڑھا دیا گیا اور اس میں زیادہ تر کتابوں کی خطا ہے۔“

کچھ بھولے اہل سنت و جماعت کو شک گذرتا ہے کہ اگر مانتے نہیں تو پھر شیعہ یہی قرآن کیوں پڑھتے ہیں؟ تو اس کا جواب خود شیعہ علماء نے دیا ہے چنانچہ ترجمہ مقبول صفحہ ۷۹ پر موجود ہے۔

”ہم اپنے امام کے حکم سے مجبور نہیں کہ جو تغیر یہ لوگ کر دیں تم اس کو اس کے حال پر رہنے دو اور تغیر کرنے والوں کا عذاب کم نہ کرو۔ جہاں تک ممکن ہو لوگوں کو اصل حال سے مطلع کر دو قرآن مجید کو اس کی اصل حالت پر لانا جناب امام مہدی کا حق ہے۔“

واضح رہے کہ ترجمہ مقبول شیعوں کے بارہ مجتہدوں کا تصدیق شدہ ہے۔ میں اہل علم کو دعوت دوں گا کہ جامعہ رسولیہ شیرازیہ عقب حضرت داتا گنج بخش لاہور سے عقائد جعفریہ جلد سوم منگوا کر ضرور مطالعہ کریں تحریف قرآن کے سلسلے میں اہل شیعہ کے ہزاروں حوالے اور ایک سے ایک بڑھ کر آپ کو ملے گا۔ آج تک عدم تحریف کے قائل صرف چار شیعہ علماء گذرے ہیں۔

- ۱۔ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ ہجری
- ۲۔ علامہ ابوعلی طبرسی متوفی ۵۲۸ ہجری
- ۳۔ سید شریف مرتضیٰ علم الہدیٰ م ۴۳۶ ہجری
- ۴۔ ابو جعفر طوسی م ۴۶۰ ہجری

آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ ان چاروں کا دور ۳۰۰ ہجری سے لے کر ۵۲۸ ہجری تک ہے۔ پہلی تین صدیاں اور ۵۲۸ ہجری کے بعد سے لے کر آج تک ہر شیعہ مجتہد مصنف، ذاکر، تحریف قرآن کے قائل ہونے کی مرض میں مبتلا ہے۔ جو کہ صریحا کفر ہے۔ اب میں تحریف قرآن کے عقیدہ کی تردید ردالرفضہ سے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے الفاظ میں پیش کرتا ہوں شاید کوئی پڑھ کر عقل کے ناخن لے اور اللہ کے پاک کلام سے چھیڑ چھاڑ کرنے سے باز آ جائے۔ ورنہ امر واقعہ تو یہی ہے کہ اس فرقہ سے نہ تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ تبدیل ہونے سے بچ سکا، نہ اذان، نہ نماز اور نہ پورے کا پورا دین۔ بہر حال ملاحظہ ہو اس عقیدہ کی تردید:-

”اور جو شخص قرآن مجید میں زیادت یا نقص یا تبدل یا کسی طرح کے تصرف بشری کا دخل مانے یا اسے مجتہل (ممکن) جانے بالا جماع کا فر مرتد ہے۔ کیونکہ وہ صراحۃً قرآن عظیم کی تکذیب کر رہا ہے۔ (۱) اللہ عزوجل سورۃ حجر میں فرماتے ہیں۔ اِنَّا نَحْنُ نُزِّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَکَافٍ طُورٌ بے شک ہم نے یہ قرآن اتارا اور بے شک بالیقین ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ (۲) سورۃ تہ السجدہ میں فرمایا لَا یَاْتِیْہِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْہِ وَلَا مِنْ خَلْفِہِ۔ ترجمہ باطل کو اس کی طرف بالکل راہ نہیں نہ سامنے سے نہ پیچھے سے۔

دوم: فرض کریں کوئی رافضی ان کھلے کفروں سے خالی الذہن بھی ہو تو بھی اپنے مجتہدوں کے فتاویٰ کے قبول کرنے سے اسے چارہ نہیں ہوتا۔ اور بفرض باطل یہ بھی مان لیجئے کہ کوئی رافضی ایسا نکلے جو اپنے مجتہدین کا فتویٰ بھی نہ مانے (جو انہوں نے تحریف و تبدل و زیادت و نقص قرآن میں دیئے ہیں۔ جیسا کہ انکے چار شیعہ علماء محققین کا تذکرہ کیا گیا ہے۔) تو کم از کم اتنا یقیناً ہوگا کہ ان کفروں کی وجہ سے وہ اپنے ان اسلاف مجتہدین کو کافر نہ کہے گا۔ بلکہ انہیں اپنے دن کا عالم و پیشوا و مجتہد ہی جانے گا۔ اور جو کسی کافر منکر



ضروریات دین کو کافر نہ مانے وہ خود کافر و مرتد ہے جیسا کہ شفا شریف صفحہ 362 پر ہے۔  
قرآنی فرمان الہی اِنَّآ لَہٗ لَکَافِیُّوْنَ۔ کہ ہم ہی اس قرآن مجید کے محافظ ہیں“ کے تحت یہ  
ضروریات دین سے ہے کہ مانا جائے کہ موجودہ قرآن مجید وہی قرآن مجید ہے جو اللہ رب  
العزت نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اس کا ہر نقص و زیادت و  
تغیر و تحریف سے محفوظ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے۔

بعض اہل شیعہ سے یہ آیت مبارکہ ذکر کی گئی تو کہنے لگے اِنَّآ لَہٗ لَکَافِیُّوْنَ کے معنی یہ ہیں کہ  
قرآن کو مسلمانوں سے محفوظ رکھیں گے یعنی انہیں اس کا سایہ تک بھی نہ دکھائیں گے اور  
اصل قرآن امام غائب غار میں لئے بیٹھے ہیں کیا عجب استدلال ہے؟ اور بعضوں نے اس  
نے بڑھ کر تاویل نکالی ہے کہ قرآن اگرچہ کتنا ہی بدل جائے مگر علم الہی و لوح محفوظ میں تو  
بدستور باقی ہے۔ یہ اس سے بھی بڑھ کر عجیب تاویل ہے؟ جاہلو! علم الہی میں تو کوئی شے بھی  
نہیں بدل سکتی پھر اکیلے قرآن کی کیا خوبی نکلی؟ توریت و انجیل کی تحریف تو درکنار کسی عام  
مصنف کی تحریر میں کوئی تغیر و تبدل کر لیا جائے تو علم الہی اور لوح محفوظ ہیں تو اس کا یقیناً  
بدستور باقی رہنا اظہر من الشمس ہے۔ ایسی تاویلیں سن لی جائیں تو اسلام و ایمان درہم برہم

ہو جائیں گے۔ یہ ایسی ہی تاویل ہے جیسے نیچری مذہب والے آسمان کو بلندی، جبریل و  
ملائکہ کو قوت خیر۔ ابلیس و شیاطین کو قوت بدی، حشر و نشر و جنت و دوزخ کو محض روحانی نہ کہ  
جسدی ہونے پر تاویل کر لیا کرتے ہیں۔ ایسے تو پھر بت پرست لا الہ الا اللہ کو بھی تاویل کر  
لیں گے کہ یہ افضل و اعلیٰ میں حصر ہے یعنی خدا کے برابر ایک دوسرا خدا ہے لیکن جو اصل خدا  
ہے وہ سب دوسروں سے بڑھ کر خدا ہے نہ یہ کہ دوسرا خدا ہی نہیں۔“ (امام احمد رضا اور  
مذہب شیعہ کا خلاصہ)

## (2) حضور ﷺ کے کلمہ میں تبدیلی کا کیا جواز؟

آج اہل شیعہ کا کلمہ یوں ہے ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيُّ وَنَبِيُّ اللَّهِ وَصِيُّ رَسُولِ اللَّهِ“ جب کہ کوئی جاہل سے جاہل بھی اس بات کا انکار نہیں کرے گا کہ یہ کلمہ نبی پاک ﷺ لے کر نہیں آئے کیا حضور ﷺ کے لائے ہوئے اور پڑھائے ہوئے کلمے کو بدلنا کوئی ضروری تھا؟ نبی پاک ﷺ نے جو کلمہ پڑھایا تھا وہ پورا تھا یا ادھورا؟ یہ عام فہم سا سوال ہے اگر ہو سکے تو شیعہ برادری حضرت امام جعفر صادق والا کلمہ شریف ملاحظہ کرے۔

(1) إلهي لئن أمرت بي إلى النار لا أخبرن أهلها أنني كنت أقول لا إله إلا الله محمد رسول الله (حلیۃ الابرار جلد دوم ص 141، الباب الثالث مطبوعه قم)

ترجمہ: آپ فرماتے ہیں کہ اے اللہ کریم! اگر تو نے مجھے دوزخ میں جانے کا حکم دیا تو میں اہل دوزخ کو یہ ضرور بتاؤں گا کہ میں جو کلمہ شریف دنیا میں پڑھا کرتا تھا وہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ہے۔

(2) حیات القلوب تصنیف ملا باقر مجلسی متوفی ۱۱۱۱ ہجری ج ۲ ص ۱۸۲ باب پنجم مطبوعہ لکھنؤ قدیم میں ہے کہ حضرت خدیجہ سے حضور ﷺ کے نکاح کے وقت تمام کائنات کی اشیاء نے یہی اصلی کلمہ پڑھا ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“

(3) مجالس المؤمنین کی عبارت کا ترجمہ بلفظہ ملاحظہ ہو :-

”اول یہ کہ اسلام کا دار و مدار دو گواہیوں پر ہے یعنی پہلی گواہی اس بات کی کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور دوسری گواہی نبی پاک کی رسالت کی۔ ان دونوں گواہیوں کیلئے استعمال شدہ الفاظ کی تعداد بالکل برابر ہے یعنی ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ“ میں سے توحید و رسالت دونوں کیلئے بارہ بارہ حروف ہیں۔ (مجالس المؤمنین جلد اول ص 20 در تعریف مطلق شیعہ مطبوعہ تہران)



(4) نبی پاک ﷺ نے خود ارشاد فرمایا

”كَوْنِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَكْتُوبٌ عَلَيْهِ ثَلَاثَةُ اسْطُرْ الْأَوَّلُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
وَالثَّانِي الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالثَّالِثُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ.

ترجمہ قیامت کے روز میرے جھنڈے پر تین سطریں لکھی ہوں گی پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم، دوسری سطر الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر میں کلمہ شریف لکھا ہوگا جو ایسے ہو

گا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

(5) یہ واقعہ اہل شیعہ کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ

عنه فرماتے ہیں جب میں قبول اسلام کیلئے مکہ پہنچا تو میری ملاقات فرداً فرداً مختلف مقامات پر

حضرت حمزہؓ، حضرت جعفر طیارؓ اور حضرت مولا علیؓ سے ہوئی تو ہر ایک سے میں نے پوچھا کہ

اسلام میں داخل ہونے کیلئے نبی اکرم ﷺ مجھے کیا پڑھائیں گے؟ تو ان تینوں ہستیوں میں

سے ہر ایک نے مجھے فرمایا کہ تجھے کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھائیں

گے چنانچہ میں حضور سید عالم ﷺ کی خدمت اقدس میں پہنچا تو آپ نے مجھے یہی کلمہ شریف

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھایا۔ (فروع کافی جلد ۸ کتاب الروضہ ۲۹۸ مطبوعہ

تہران، حیات القلوب ج ۲ ص ۱۳۲ باب ششم)

اندازہ فرمائیں یہ واقعہ اہل شیعہ کی معتبر ترین کتب میں موجود ہے۔ ہم یہ سوال پوچھنے میں حق

بجانب ہیں کہ خود حضور ﷺ، مولا علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت جعفر طیارؓ تو یہی کلمہ پڑھا کر

لوگوں کو مسلمان کریں نبی پاک ﷺ بھی یہی کلمہ شریف پڑھا کر سب کو مسلمان کریں۔ کیا ان

کا کلمہ ادھورا تھا یا پورا؟ اگر پورا تھا تو اہل شیعہ نے دین کی بنیاد زیادتی الفاظ سے خود منہدم

کی۔ یہ بڑی بنیادی بات ہے اور اہل شیعہ کے بار بار سوچنے کی ہے۔

(6) اصول کافی سے حضرت امام جعفر صادقؓ کا فرمان ہو تو اہل شیعہ کے پاس فرار کی

کوئی گنجائش نہیں رہ جاتی۔

”عَنْ عَجْلَانَ ابْنِ صَالِحٍ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْقِفْنِي عَلَى حَدُودِ الْإِيمَانِ فَقَالَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ

(اصول کافی ج 2 ص 18 کتاب الایمان مطبوعہ تہران)

ترجمہ: عجلان ابی صالح کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے عرض کیا مجھے ایمان کی حدود سے تو واقف فرمادیں۔ فرمایا یہ کہ تو گواہی دے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ بنیاد یہی کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

(7) میں ہر شیعہ اور شیعیت زدہ افراد سے کہوں گا کہ موت نے آنا ہے اور ضرور آنا ہے اپنے جاہل ذاکروں اور مولویوں سے کبھی قسم دے کر ضرور پوچھیں کہ ائمہ اہل بیت کون سا کلمہ پڑھتے تھے؟ اور یہ کہ مرتے وقت کون سا کلمہ کام آئے گا کیا شیعوں والا نیا خود ساختہ کلمہ یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ والا اصلی کلمہ شریف؟ آئیں! میں آپ کی صحاح اربعہ سے دکھاتا ہوں کہ

”امام جعفر صادقؑ نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت جان کنی کے وقت تلقین کرتا ہے کہ پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص 82 فی غسل میت) میری مخلصانہ گزارش ہے کہ آج ہی توبہ کریں اور اصلی کلمہ اسلام لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو ایمان کی بنیاد بنائیں جو مرتے دم بھی کام آئے گا انشاء اللہ بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم

(3) غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے۔

تمام اہل اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ غیر انبیاء کو انبیاء علیہم السلام سے افضل کہنا کفر ہے لیکن اس کے برعکس اہل شیعہ کا عقیدہ سمجھ سے بالاتر ہے کہ ائمہ اہل بیت کو نبیوں سے افضل کیوں



مانتے ہیں بلکہ پھر اس کو اپنے مذہب شیعہ کی بنیاد اور ضروریات میں سے قرار دیتے ہیں۔  
(1) حیات القلوب جلد ۳ کے صفحہ ۲ پر شیعوں کا مجتہد اعظم ملا باقر مجلسی لکھتا ہے

”مرتبہ نبوت بالاتر از مرتبہ پیغمبری است“

ترجمہ امامت کا درجہ نبوت و رسالت سے بلند ہے

(2) دور حاضرہ میں مذہب شیعہ کی علامت ان کا امام خمینی اپنی کتاب الولائیۃ التکوینیہ

ص 52 پر رقمطراز ہے

”وَإِنَّ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ مَذْهَبِنَا إِنْ لَا نَمْتَسِنَا مَقَامًا لَا يَبْلُغُهُ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسِلٌ“

ترجمہ: ”اور ہمارے مذہب شیعہ کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ بھی عقیدہ ہے کہ

ہمارے ائمہ کو وہ مقام اور مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل بھی نہیں

پہنچا۔“

تردید:

اس عقیدہ کی تردید میں خود کتب شیعہ سے حضرت سیدنا امام باقرؑ کا ایک فرمان درج کرنا کافی

سمجھتا ہوں

”عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ قَالَ بَأَنَّا أَنْبِيَاءُ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَمَنْ

شَكَتَ فِي ذَالِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ (رجال کشی ص 255 مطبوعہ کربلا)

ترجمہ: ”حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا جو ہمیں نبی کہے (یعنی نبیوں جیسا ہمیں سمجھے اور ان

کے برابر کا مقام دے) اس پر اللہ کی لعنت ہو اور جو اس میں شک لائے اس پر بھی اللہ کی لعنت

ہو۔“

#### (4) شیعوں کی شانِ صحابہ میں ایسی گستاخی کہ جو کفرِ صریح ہے

شیعوں کی شانِ صحابہ میں وہ گستاخی جو کفرِ صریح ہے درج ذیل ہے۔

”قَالَ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ الرَّكَّةِ بَعْدَ النَّبِيِّ إِلَّا ثَلَاثُهُ فَقُلْتُ وَمَنْ الثَّلَاثَةُ؟ فَقَالَ

المقداد بن الاسود، ابوذر الغفاری، سلمان فارسی

ترجمہ: ”شیعوں کے امام نے کہا کہ حضور ﷺ کے انتقال کے بعد تین آدمیوں کے سوا

سب مرتد ہو گئے ہیں نے پوچھا وہ تین کون ہیں کہا مقداد بن الاسود، ابوذر غفاری اور سلمان

فارسی“ (اہلِ شیعہ کی معتبر ترین کتب (1) رجال کشی ص 12 مطبوعہ کربلا

(2) تہذیب المتین فی تاریخ امیر المومنین (3) احتجاج طبری جلد اول

ص 113 مطبوعہ نجف اشرف طبع جدید حیات القلوب ج 2 ص 1083 از ملا

باقر مجلسی)

قارئینِ نقل کفر، کفر نباشد کی اجازت کے تحت یہ روایت بندہ نے دل پر پتھر باندھ کر نقل ہے

کیونکہ اس عبارت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی کفر ہو ہی نہیں سکتا صرف اپنے سنی احباب کو اور

شیعوں کی صحبت کو معمولی جاننے والوں کو آگاہ کرنے کیلئے یہ عبارت لکھی ہے۔

یہ جمیع صحابہ کی ایسی گستاخی ہے جو کفرِ صریح ہے اور ایسے عقائد والوں کو کافر نہ ماننے والا خود کافر

ہو جاتا ہے کیونکہ صحابہ کا جنتی ہونا قرآن ہے اور قرآن کا انکار کفر ہے۔ یہ عبارت قرآن پاک

کی بے شمار آیات کا انکار ہے (مثلاً سورۃ النساء آیت 95 اور سورۃ الحدید میں فرمایا مَحْذُورًا

عَدَاةَ اللَّهِ الْحَسَنَى

ترجمہ: اللہ تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرما چکا ہے۔

(۲) مہاجرین و انصار کا نام ذکر کے فرمایا ”أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا“



ترجمہ: یہ بکے مومن ہیں)

(3) فرمایا اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَةً وَرِزْقًا كَرِيْمًا (السبأ: ۴) ترجمہ: صحابہ کے لیے مغفرت اور

عزت کی روزی ہے۔

(4) رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (پ ۳، البینہ: ۸) ترجمہ: اللہ ان سے راضی ہو

چکا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

(5) اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ (پ ۲۸ حشر آیت ۸) ترجمہ: یہ سچے ہیں۔

(6) وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ

بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنَّتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا۔

ترجمہ: مہاجرین اور انصار میں سب سے پہلے سبقت کرنے والے اور وہ لوگ جنہوں نے

نیکی میں ان کی پیروی کی اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے اور ان کے لیے

جنت تیار کی گئی ہے جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ (پ ۱۱۲)

(7) قرآن مجید پارہ ۲۸ سورۃ حشر آیت ۸، ۹، ۱۰ تینوں آیات میں کل مومنین کی تین

اقسام بیان کی گئی ہیں۔ کہ جن کا ایمان عند اللہ مقبول، معتبر، پسندیدہ اور منجانب اللہ سند یافتہ ہے

نمبردار آیات اور ان کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

سورۃ حشر آیت نمبر ۸ مہاجرین کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ الَّذِيْنَ اُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ

اللّٰهِ وَرِضْوَانًا وَيَنْصُرُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝

ترجمہ: ”ان فقیر ہجرت کرنے والوں کیلئے جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے اللہ کا

فضل اور اس کی رضا چاہتے ہوئے اور اللہ و رسول کی مدد کرتے ہیں وہی سچے ہیں (ترجمہ کنز الایمان)

سورة حشر آیت نمبر ۹ انصار کے کمال فضائل کا ذکر فرمایا

وَالَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ الْاِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ اِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِيْ  
صُدُوْرِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا اُوْتُوْا وَيُوْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ وَّ  
مَنْ يُوقِ شَحْنَفٍ فَاَوْلٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ O

ترجمہ: ”اور جنہوں نے پہلے سے اس شہر اور ایمان میں گھر بنا لیا اور دوست رکھتے ہیں انہیں  
ان کی طرف ہجرت کر کے گئے اور اپنے دلوں میں کوئی حاجت نہیں پاتے اس چیز کی جو دے  
گئے اور اپنی جانوں پر ان کو (مہاجرین کو) ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں شدید محتاجی ہو اور جو  
اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔“

سورة حشر آیت نمبر ۱۰ مہاجرین و انصار کے بعد قیامت تک کے مومنین کی  
زبانوں پر ان صحابہ کیلئے کلمات خیر ہوں گے اور دل صحابہ کے کینہ سے پاک  
ہوں گے۔

وَالَّذِيْنَ جَاءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا  
بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِىْ قُلُوْبِنَا غِلًا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ O

ترجمہ: وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور  
ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے  
کینہ نہ رکھا اے رب ہمارے بے شک تو ہی نہایت مہربان رحم کرنے والا ہے۔

قارئین اب قرآن مجید پارہ ۲۸ سورة حشر کی آیات نمبر ۸، ۹ مع ترجمہ آپ نے جب تلاوت  
فرمالیں تو ہر ادنیٰ سے ادنیٰ سمجھ رکھنے والے پر بھی یہ حقیقت روشن ہوگئی کہ قرآن مجید نے یہاں  
مومنین کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ (1) مہاجرین (2) انصار (3) ان کے بعد والے جو ان



کے تابع ہوں۔ اور صحابہ کے متعلق کلماتِ خیر و استغفار اور ان کے ایمان کا ذکر جن کی زبانوں پر جاری ہو۔ کیونکہ صاف الفاظ ہیں وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ اور صحابہ پاک رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق دل میں کوئی کدورت اور کینہ نہ رکھیں (بالفاظ قرآن لَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا) پس ان آیات بینات کی روشنی میں ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

”جس کے دل میں کسی بھی صحابی کی طرف سے بغض یا کدورت ہو۔ اور وہ ان کیلئے دعائے رحمت و استغفار نہ کرے وہ مومنین کی تینوں اقسام سے خارج ہے کیونکہ یہاں مومنین کی تین ہی قسمیں بیان فرمائی گئیں۔ مہاجرین، انصار اور ان کے بعد والے جو ان کے تابع ہوں اور ان کی طرف سے دل میں کوئی کدورت نہ رکھیں اور ان کیلئے دعائے مغفرت کریں۔

تو جو صحابہ سے کدورت رکھے رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے“ (تفسیر خزائن العرفان از حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی امام اہل سنت)

امام اہل سنت کے ان الفاظ ”رافضی ہو یا خارجی مسلمانوں کی ان تینوں قسموں سے خارج ہے۔“ سے واضح ہے کہ عند اللہ وعند القرآن ان کا نام نہاد ایمان کا دعویٰ شرف قبولیت سے محروم ہے اور وہ گمراہ ہیں اور گمراہ اور مردود ہی رہیں گے جب تک اپنے دلوں کو جملہ صحابہ کی کدورت سے پاک نہیں کر لیتے۔

## باب ششم

### مروجہ ماتم اور اس کا رد

اہل شیعہ کا مروجہ ماتم حسین کرنا نام ہے بے صبری کا اور جزع فزع کرنے کا، سینہ کو بی کرنے اور چہرے پیٹنے کا اور افسوس کا مقام ہے کہ ماتم کرنا اب اہل شیعہ کی علامت اور

نشانی بن چکا ہے اہل شیعہ کا دعویٰ ہے کہ آئمہ معصومین کا ہر فرمان ہمارے لئے حجت ہے اگر یہ دعویٰ صحیح ہے اور کوئی بھائی آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر دوزخ سے بچ جائے تو ہمارے لئے انتہائی خوشی کا مقام ہے مجھے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے قوی امید ہے کہ ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں شیعہ اس باب میں درج کردہ اپنی ہی معتبر ترین کتب سے چوبیس عدد آئمہ اہل بیت پاک کے فرمان مان کر ماتم سے توبہ کریں گے اور دوزخ سے بچیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

میں سر دست دعویٰ سے کہتا ہوں کہ کوئی غالی سے غالی شیعہ بھی اپنے اللہ سے ہدایت اور ایمان طلب کرنے اور آخرت سنوارنے کی غرض سے کبھی قرآن مجید سورہ بقرہ کی آیات نمبر 153 تا 157 صرف ان پانچ آیات کی بات ترجمہ تلاوت کا شرف حاصل کر لے تو ہمیشہ کے لئے ماتم سے توبہ کر لے بلکہ خود اہل شیعہ کو سمجھائے کہ ماتم اور اہل ایمان کے لئے صبر سے متعلقہ یہ آیات بینات بالکل دو متضاد چیزیں ہیں۔

سورہ بقرہ آیت نمبر 153: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ترجمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت میں کتنا واضح ہے کہ اہل شیعہ ماتم میں بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں مگر حکم خدا ہے کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ پورے قرآن مجید میں آپکو یہ کہیں نہیں ملے گا کہ اللہ ماتم کرنے والوں اور بے صبری کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

آیت نمبر 154: وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ اور اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ”ان کے رب کے ہاں سے انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“ (یہ جو پتھ پارسے میں حکم ہے)



اسی لئے ہم اہل سنت و جماعت کہتے ہیں کہ ۔

ہم زندۂ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

آیت نمبر 155: ترجمہ ”اور ضرور بالضرور وہ تمہیں آزمائے گا خوف دے کر، مالوں میں نقصان دے کر اور پھلوں میں نقصان دے کر اور جانوں میں نقصان دے کر اور خوشخبری ہے صبر کرنے والوں کے لئے۔“

اس آیت کریمہ میں اہل ایمان کے لئے ہر قسم کی آزمائش میں پورا اترنے کا الہی مطالبہ دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ سیدنا مولا امام حسین اور شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کا جہاد اور فقر اختیاری تھا اضطراری نہیں تھا وہ خود میدانِ جہاد میں سعادتِ ابدی سمجھ کر تشریف لائے وہ دین کے لئے ہر مصیبت سہنے کا جذبہ لے کر میدانِ کربلا میں اترے تھے۔ لہذا ماتمی سلوگن اور بے سرو پا نمائش کا کوئی جواز نہیں وہ شجاع تھے ہر آزمائش میں پورے اتر کر صبر و ہمت

میں امت کے لئے نمونہ بنے۔ صبر و ہمت و استقامت اور دین پر مکمل عمل پیرا رہنا ہی میدانِ کربلا کا درسِ عظیم تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سیدنا امام زین العابدین نے بعد ازاں پوری زندگی صبر فرمایا کبھی ماتم نہ فرمایا اور اس آیت کے آخری الفاظ میں حکم بھی یہی ہے کہ ”صبر کرنے والوں کے لئے خوشخبری ہے“ میدانِ کربلا کے عظیم درس کو سرِ عام بے صبری اور اہل شیعہ کی طرف سے ماتم کی صورت میں چڑھے دن پاؤں تلے رونداجاتا ہے۔

آیت نمبر 156: ترجمہ ”یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ یعنی بے شک ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر ہمیں واپس جانا ہے۔“

یہ صبر کرنے اور مصیبت میں غم کا اظہار کرنے کا شرعی طریقہ ہے جو اللہ نے ہمیں قرآن میں سکھایا ہے اور یقیناً ہر شہادت پر مستوراتِ اہل بیت پاک ماتم کرنے کی بجائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا

رَالِیْہُ رَاجِعُونَ ہی پڑھتی ہوگی۔ کیونکہ اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس طرح کمال صبر کرنے والوں کے لئے عظیم درجات اپنی رحمت اور ان کے لئے ہدایت کا ذکر فرمایا ہے۔

آیت نمبر 157 اُولَئِكَ عَلَیْہُمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَبِّہِمْ وَرَحْمَةٌ وَّاُولَئِكَ ہُمُ الْمُهْتَدُونَ۔ ترجمہ۔ یہی لوگ ہیں جن پر انکے رب کی طرف سے رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ صبر کرنے والوں کے لئے رحمت و ہدایت ہے اور ماتم اور بے صبری کرنے والوں کے لئے اس کے برعکس لعنت و گمراہی ہی ہو سکتی ہے۔ لہذا اس سے ضرور بچیں اور دوسروں کو بچائیں اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے ہدایت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔ ماتم کرنا اور پیٹنا قاتل کو فیوں کیلئے سیدہ زینب کی بددعا ہے اور ماتم کی نمائش مزید ہوئی

## امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کی ابتداء یزید نے کی

منہجی الامال:

وجھے نقل کردہ اند کہ یزید امر کرد کہ مطہر امام علیہ السلام را بردر قصر شوم اذنب کردند۔ و اہل بیت را امر کرد کہ داخل خانہ او شوند چون مندرات اہل بیت عصمت و جلال علیہم السلام داخل خانہ آن لعین شدند۔ زنان آل ابو سفیان زیر ریلے خود را کنند۔ و لباس ماتم پر شیدند۔ و صدا بگریہ و نوحہ بلند کردند۔ و سر رزد ماتم داشتند۔

(منہجی الامال جلد اول مقصد چہارم فصل ہشتم مصنف  
شیخ عباس قمی ص ۵۵ نوحہ کردن زنان آل ابوسفیان  
بر اہل بیت مطہرہ ایران طبع جدید)



ترجمہ:

ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کے متعلق یزید نے یہ حکم دیا۔ کہ اس کو زیرہ کے منحوس محل پر لٹا دیا جائے۔ اور اہل بیت کو حکم دیا۔ کہ اس کے گھر داخل ہوں۔ جب مستورات اہل بیت رضی اللہ عنہن

اس لعین کے محل میں داخل ہوئیں۔ تو آل ابوسفیان کی عورتوں نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباس ماتم پن کے آواز نوحہ و گریہ وزاری بلند کرتی رہیں۔ اور تین روز ماتم کیا

ہندہ (یزید کی بیوی) نے اپنے خاوند،  
(یزید) کے حکم سے امام حسین کا ماتم کیا

ابو مخنف وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ حکم یزید لعین سے سر مبارک سید الشہداء اس کے دروازہ قصر پر آویزاں کیا گیا۔ اور اہل بیت آنحضرت کو اپنے محل بھجوا دیا۔ جب محذرات اہل بیت عصمت و طہارت اس کے محل میں داخل ہوئے۔ عورات ابوسفیان نے اپنے زیورات اتار دیئے۔ اور لباس ماتم پن کے آواز نوحہ و گریہ زاری بلند کی۔ اور تین روز ماتم رہا۔

(جلاء البیون اردو۔ جلد دوم ص ۹۵۔ مطبوعہ شبیعہ)

جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور طبع جدید

ان مؤخر الذکر روایات سے معلوم ہوا۔ کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ پر ماتم کا آغاز

یزید کے گھر سے ہوا۔ اور یزید ہی کے حکم سے ہوا۔ اگرچہ مطلقاً ماتم کی ابتداء شیطان سے ہوئی۔ لیکن ماتم ماتم حسین کی ابتداء یزید نے کرائی۔ اس کے گھر سے شروع ہوئی لہذا مسلمانوں کو قطعاً یہ گوارا نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا فعل حسین کا بانی مباحی ابیس ہو۔ اور یزید نے اسے پھر سے زندہ کیا۔ اس فعل کو کریں۔

مزوجہ نبی ماتم کے متعلق قرآن مجید نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

اور ائمہ اہل بیت فرمان

فان بارک تعالیٰ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا  
يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ الْغَرِ

(پ ۲۸)

تَرْجُمَ:

اے نبی مکرم! جب آپ کے حضور عورتیں حاضر ہو کر اس بات پر بیعت کریں۔ کہ وہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کریں گے۔ الخ

اصول کافی و تفسیر قمی:

فَقَامَتْ أَرْحَمِيْمُ بِنْتُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَتَالَتْ  
يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا هَذَا الْمَعْرُوفُ الَّذِي أَمَرَنَا اللَّهُ  
أَنْ لَا نَعْبُدَكَ فِيهِ فَقَالَ أَنْ لَا تَخْمَشَنَّ وَجْهًا وَلَا تَلْفَنَنَّ  
إِذَا وَلَا تَنْتَنَنَّ شَعْرًا وَلَا تَمْرِقَنَّ جَيْبًا وَلَا تُسَوِّدَنَّ ثَوْبًا  
وَلَا تَدْعُوَنَّ بِالْوَيْلِ وَلَا يَقِيْمَنَّ عَنْ دَقْرِ فَبَايَعْنَهُ



عَلَىٰ هَذِهِ الشَّرْوَطِ۔

۱۔ تفسیر قمی سورۃ ممتحنہ رکوع ۲۷ ص ۶۷ طبع قدیم؛

۲۔ اصول کافی جلد پنجم ص ۵۲ باب صفۃ سائر النبی

ترجمہ

ام حکیم بنت عارث (جو اس وقت عکرمہ بن ابی جہل کے نکاح میں تھیں)

کھڑی ہوئیں۔ اور پوچھنے لگیں۔ یا رسول اللہ! وہ ”معرضت“ کیا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ کہ ہم آپ کی اس میں نافرمانی نہ کریں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ”معرضت“ یہ ہے۔ کہ تم چہروں پر خراشیں مت ڈالو۔ گالوں پر طمانچہ مت مارو۔ بالوں کو ہرگز نہ نوچو۔ گریبان نہ پھاڑو۔ کپڑوں کو سیاہ مت کرو۔ ہاتھ نہ پکارو اور قبر کے نزدیک کھڑی نہ ہو دو۔ تو عورتوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان شرائط کو قبول کرتے ہوئے بیعت کر لی۔

۱۔ فرمان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم؛

فروع کافی؛

عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذُوا مِنَ الْمُسْلِمِينَ يَدَهُ عَلَىٰ فَخْذِهِ عِنْدَ الْمُصِيبَةِ احْبَاطُ لِأَجْرِهِ۔

فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر والبزج الخ

ص ۲۳۳ طبع جدید

امام بقرصادق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مصیبت کے وقت مسلمان کا اپنے ہاتھ رانوں پر مارنا اس کے  
اجر و ثواب کو ضائع کر دیتا ہے۔

## ۲۰۔ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ شَمْرٍاءَ الْيَمَنِيُّ بِسَرِّ  
الْحَدِيثِ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ  
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ فَمَنْ صَبَرَ عَلَى الْمَصِيبَةِ أَتَاهُ  
اللَّهُ تَعَالَى ثَرَابٌ ثَلَاثَ مِائَةِ دَرَجَةٍ مَا بَيْنَ  
السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ حَبَّةٌ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ  
وَالْأَرْضِ حَبَّةٌ.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی مصیبت پر سہر کیا۔ اس کو  
اللہ تعالیٰ نے تین سو درجات عطا فرمائے۔ ایسے درجات کہ ان میں سے  
ہر دو درجات کے درمیان اس قدر فاصلہ ہے۔ جتنا آسمان اور زمین کے

رامول کافی جلد دوم ص ۱۹ کتاب ایمان و یمن باب الصبر مطبوعہ تہران طبع جدید

رباعی اخبار مصنفہ شیخ صدوق ص ۱۳۲ النور العادی والسبعون مطبوعہ ثبت اشرف

قَالَ الرَّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ ..... يَا بَنَ شُعَيْبٍ إِنَّ بَكَيْتَ  
عَلَى الْحُسَيْنِ حَتَّى تَسِيلَ دُمُوعُكَ عَلَى خَدَّيْكَ  
غَفَرَ اللَّهُ لَكَ كُلَّ ذَنْبٍ أَذْنَبْتَهُ صَغِيرًا كَانَ أَوْ  
كَبِيرًا قَلِيلًا كَانَ أَوْ كَثِيرًا.

ایمون اخبار الرضا مصنفہ شیخ صدوق جلد اول ص ۲۲۲



فی ضراصة السعی فی الحوائج یوم عاشورا  
مطبوعہ حیدریہ نجف اشرف

ترجمہ:

امام رضا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اے ابن شبیب! امام حسین رضی اللہ عنہ  
کی شہادت پر اگر تو اس قدر زیادہ تیرے آنسو رخصاروں تک بہہ نکلے  
تو اللہ تعالیٰ تیرے چھوٹے بڑے، تھوڑے اور زیادہ تمام گناہ معاف  
کر دے گا۔

## فرمان رسول مقبول ﷺ: فروع کافی:

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ  
يَا أَمْتُ لَا تَحْمِئِي عَلَيَّ وَجْهًا وَلَا تَنْشَرِي عَلَيَّ شَعْرًا  
وَلَا تَنَادِي بِالرَّيْلِ وَالْعَوِيلِ وَلَا تُقِيمِي عَسَلِي  
نَائِحَةً

از فروع کافی جلد پنجم ص ۵۲۴ مکتب النکاح  
باب صفة مبايعة النبی صلی اللہ  
علیہ وسلم مطبوعہ سحران طبع بدید

مفسر۔ در کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا  
کو فرمایا۔ بیٹی! جب میں انتقال کرو جاؤں۔ تو میری وفات پر اپنا منہ نہیں  
اچھے بال نہ کھولنا اور ویل عویل نہ کرنا۔ اور نہ ہی مجھ پر زور کرنا رسول کریم  
صلی اللہ علیہ وسلم کا سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کو کس قدر واضح الفاظ میں ارشاد  
موجود ہے۔ کہ میری فوتیگی پر ایسے افعال نہ کرنا۔ جو شیعہ حضرات کے  
ہاں مروجہ ماتم میں کیے جاتے ہیں۔

## ۴۔ فرماں امام باقر رضی اللہ عنہ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا  
الْحِزْجُ ع؟ قَالَ أَشَدُّ ذَا الْحِزْجِ الصَّرَاحُ بِالنَّوْثِيلِ  
وَالْعَوْدِيلِ وَلَطِيمِ الرَّجْدِ وَجَزِ الشَّعْرِ مِنَ النَّوْاصِي  
وَمَنْ أَقَامَ النَّوَاحَةَ فَقَدْ تَرَكَ الصَّبْرَ وَآخَذَ فِي  
غَيْرِ طَرِيقِهِ وَمَنْ صَبَرَ وَاسْتَرْجَعَ وَهَمَّ بِاللَّهِ  
حَزْرًا حِيلَ فَتَدْرِي بِمَا صَنَعَ اللَّهُ وَوَقَعَ أَحَبُّ ذِ  
عَلَى اللَّهِ وَهَلْ تَعْنِلُ ذَلِكَ جَزِي عَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَ  
مَرَدِّ مَجِيءٍ وَحَبِطَ اللَّهُ تَعَالَى بِجَرْدٍ۔

رفوع کافی جلد سوم ص ۱۲۲ ختیب البغدادی

باب الصبر و الحزج و الاسترجاع

جامع مع جدید

ترجمہ:

جابر کہتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے حزج کے متعلق پوچھا  
یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ شدید حزج یہ ہے۔ کہ کوئی شخص ویل عویل الفاظ  
چین کر نکالے۔ اور اپنے چہرہ کو پیٹے، پیشانی کے بال لہے۔ اور جس نے

نوحہ کیا۔ اس نے صبر کو چھوڑا۔ اور صحیح طریقہ کو چھوڑ کر دوسرے راہ چل پڑا  
اور جس نے صبر کیا۔ اور بوقت مصیبت استرجاع (انا للہ و انا الیہ  
راجعون) پڑھنا کہا۔ اور اللہ کی حمد بیان کی۔ تو اس نے اللہ کو راضی



کر لیا۔ اس کا اجر اللہ کے حضور ہے۔ اور جو بوقت مصیبت ایسا نہ کرے گا۔ اس پر حکم خداوندی تو ہو کر رہے گا۔ لیکن وہ قابلِ مذمت ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کا ثواب و اجر ضائع کر دیا۔

### مذکور مال سے رُج ذیل امور ثابت ہوئے!

- مروجہ ماتم (زنجیر زنی کرنا، سینہ کوئی کرنا، منہ پر طمانچے مارنا) کرنے والا امام باقرؑ کے فتویٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے مردود ہے۔ اس کے ثواب نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔

- اس حدیث نے واضح کر دیا۔ کہ محرم الحرام وغیرہ میں شیعہ حضرات کا مروجہ نہ کرنا اہل بیت کے حکم کے خلاف ہے۔ اور اہل سنت و جماعت کا اس موقع پر قرآن خوانی کرنا اور صبر و تحمل کا دامن نہ چھوڑنا اہل بیت کے حکم کے عین مطابق ہے۔ اور ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اہل بیت و ائمہ اہل بیت سے سچی اور سچی عقیدت صرف اور صرف اہل سنت و جماعت کو ہے۔ اور ہم ہی ان کے صحیح تابع فرمان ہیں۔

### ۵۔ فرمانِ امامِ جعفر صادقؑ

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ إِنَّ الصَّابِرَ وَالْبَلَاءَ يَسْتَتِيعَانِ إِلَى الْمُؤْمِنِينَ فَيَأْتِيَهُمُ الْبَلَاءُ وَهُوَ صَبُورٌ وَإِنَّ الْجَبْرُ وَالْبَلَاءَ يَسْتَتِيعَانِ إِلَى الْكَافِرِ فَيَأْتِيَهُمُ الْبَلَاءُ وَهُوَ جَبْرٌ وَنُحْ

(۱۔ فروع کافی جلد سوم باب الصبر والجزع ص ۲۲۳)

مطبوعہ تہران طبع جدید

ترجمہ: (۲- فروع کافی جلد اول ص ۷۷، طبع قدیم)

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بے شک میرا اور مصیبت دونوں  
مومن کی طرف آتے ہیں۔ جب کوئی مصیبت اس پر آتی ہے۔ وہ اس  
وقت انتہائی صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ اور جزع و بلا آگے پیچھے کافر کے  
پاس آتے ہیں۔ جب اس کے پاس مصیبت آتی ہے۔ تو وہ انتہائی  
روشنے پٹنے والا ہوتا ہے۔

۶۔ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَابُ  
بِمُصِيبَةٍ فَيَسْتَرْجِعُ عِنْدَ ذِكْرِهِ الْمُصِيبَةَ  
وَيَصْبِرُ حِينَ تَفْجَأُهُ إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ  
مِنْ ذَنْبِهِ وَبِكُلِّ مَا ذَكَرَ مُصِيبَةً فَاسْتَرْجِعَ  
عِنْدَ ذِكْرِ الْمُصِيبَةِ غَفَرَ اللَّهُ لَهُ كُلَّ ذَنْبٍ اكْتَسَبَ  
فِيمَا بَيْنَهُمَا۔

(فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب الصبر)

(الجزع الخ ص ۷۷، طبع جدید)

ترجمہ:

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جس آدمی کو کوئی مصیبت چھوٹے پھر  
وہ انا اللہ وانا الیہ راجعون کہتا ہے۔ اور اس مصیبت پر صبر کرتا ہے  
تو اللہ تعالیٰ اس کے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اور بندہ جب کسی  
گزری مصیبت کو یاد کر کے انا اللہ وانا الیہ راجعون کہے۔ اللہ تعالیٰ  
اس کے وہ تمام گناہ معاف کر دیتا ہے۔ جو مصیبت کے آنے کے وقت  
سے انا اللہ وانا الیہ راجعون الخ کہنے تک اس نے کیے  
ہوں گے۔



## ۴۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

### فروع کافی:

عَنْ جَدِّ أَخِي الْمَدَائِنِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ قَالَ لَا يَصْلِحُ الصِّيَاحُ عَلَى الْمَيِّتِ وَلَا يَنْبَغِي  
وَلَكِنَّ النَّاسَ لَا يَعْرِفُونَهُ وَالصَّبْرُ خَيْرٌ عَنْ عَلَاءِ  
بْنِ كَامِلٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ  
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَرَخْتُ صَارِخَةً مِنَ الدَّارِ فَقَامَ  
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ جَلَسَ فَأَسْتَرْجَعَ  
وَعَادَ فِي حَدِيثِهِ حَتَّى ضَرَّخَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ إِنَّا لَنُحِبُّ  
أَنْ نُعَافِيَ فِي أَنْسَبِنَا وَأَوْ لَدُنَا وَآمُرَ الْإِنْسَانُ فَاذْأَوْ قَعَ الْقَضَاءُ  
فَلَيْسَ لَنَا أَنْ نُعِيبَ مَا لَمْ يُجِبْ اللَّهُ لَنَا۔

فروع کافی جلد سوم کتاب الجنائز باب المصبر والجرح

صفحہ ۲۰۶ (جید)

### ترجمہ:

جراح المدائنی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔  
اُپ نے فرمایا۔ میت پر چیخنا چلانا درست نہیں۔ اور لوگوں کو یہ نہ کرنا چاہیے  
لیکن لوگ اس کی وقعت کو جانتے نہیں۔ صبر ہر حال میں سب سے بہتر ہے۔ علامہ  
بن کامل سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا  
تو گھر سے ایک عورت کے چیخنے کی آواز آئی۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

کھڑے ہو گئے۔ پھر بیٹھے۔ اور "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا  
پھر سے اپنی گفت کو شروع کر دی۔ یہاں تک آپ گفت کو مکمل کر چکے۔ پھر  
فرمایا۔ ہمیں یہ بات بہت پسند ہے۔ کہ ہم اپنی جانوں، مالوں اور اولادوں  
کے بارے میں برائی سے بچیں۔ جب اللہ کی تقدیر آجائے۔ تو ہمیں  
یہ بات بہت پسند ہونا چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اور اس  
کی ناپسند سے بچنا چاہیے۔

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا فرمان

۸۔ اصول کافی:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ  
الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ فَإِذَا ذَهَبَ  
الرَّأْسُ ذَهَبَ الْجَسَدُ كَذَلِكَ إِذَا ذَهَبَ الصَّبْرُ ذَهَبَ  
الْإِيمَانُ۔

ابن ابی عمیر جلد دوم ص ۸۷ کتاب الایمان والکفر

باب الصبر مطبوعہ تہران طبع بدیر

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا ایمان سے ایسا تعلق ہے۔  
جیسا جسم انسانی کے ساتھ سر کا۔ جب سر نہ رہے۔ جسم نہیں رہتا۔ اور  
جب صبر نہ رہے۔ ایمان نہیں رہتا۔

۹۔ فرمان امام زین العابدین رضی اللہ عنہ



## جامع الاخبار:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الصَّبْرُ مِنَ الْإِيمَانِ بِمَنْزِلَةِ  
الرَّأْسِ فِي الْجَسَدِ وَلَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ۔

جامع الاخبار مصنفہ شیخ سعدی ص ۱۳۲/۱۳۳

الحادی والصبورون فی الصبر

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ صبر کا مقام ایمان میں ایسا  
ہے۔ جیسا کہ سر کا آدمی کے جسم میں۔ وہ بے ایمان ہے جس کے ہاں صبر  
کی صفت نہیں۔

## ۱۰ فرمانِ امام حسین رضی اللہ عنہ

فَقَالَتْ وَ أَتَكْفُلَانِ لَيْتَ نُسُوتُ عِدْمِي السَّيُودَةُ الْيَوْمَ  
مَا أَتَتْ أُمِّي فَاطِمَةُ وَ ابْنِي عَلِيٌّ وَ ابْنِي الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ  
السَّلَامُ يَا خَلِيفَةَ الْكَافِرِينَ وَ تَقَالُ الْبَاقِيُونَ فَتَقَرَّرُ  
إِلَيْهَا الْحُسَيْنِيُّ رَاً فَقَالَ لَهَا يَا أَخِيَّةُ لَا يَذُفُ عَنْ  
حِلْمِكَ الشَّيْطَانُ..... وَ قَالَ لَهَا يَا أَخِيَّةُ  
إِنِّي اللَّهُ وَ تَعَزَّيْ بِعِزِّ اللَّهِ وَ اعْلَمِي أَنَّ أَهْلَ الْأَرْضِ  
يُمُوتُونَ رَأً أَهْلَ السَّمَاءِ لَا يَمُوتُونَ..... جَدِّي  
خَيْرٌ مِنِّي وَ ابْنِي خَيْرٌ مِنِّي وَ ابْنِي خَيْرٌ مِنِّي وَ ابْنِي خَيْرٌ مِنِّي  
وَ ابْنِي وَ ابْنِي مُسْلِمٌ بِرَسُولٍ مِمَّنْ سَلَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
أُسْرَةٌ فَعَزَّ مَا يَهْدِي وَ نَحْرُهُ وَ قَالَ لَهَا يَا أَخِيَّةُ إِنِّي  
أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ فَأَبْرِي تَسْمَعِي لَا تُشْغِي عَلَى جَيْبِنَا وَلَا  
تَحْبِسِي عَلَى وَ جَسَدِنَا وَلَا تَذْغِي عَلَى بِالسَّوِيلِ وَ الشُّبُورِ۔

(۱) ارشاد مشیخ مفید ص ۲۲۲ فی مکالمات الحسین (۲) اعلام الوری مصنفہ فضل ابن حسن طبرسی ص ۲۳۶  
علیہ السلام مع اختار زینب مطبوعہ قم امرالامام اختار زینب بالصبر  
ترجمہ:

جس وقت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان کر بلا میں اپنے خیمہ سے  
نکل کر یزیدیوں کے مقابلہ کے لیے جانے لگے۔ تو آپ کی ہمیشہ سیدہ  
زینب رضی اللہ عنہ کہنے لگیں! اے افسوس! کاش میری موت آجاتی  
اور آج کے دن میں یہ حالات نہ دیکھتی۔ میری والدہ جنابہ فاطمہ میرے  
والد جناب علی، میرے بھائی جناب حسن رضی اللہ عنہم دنیا سے رخصت  
ہو گئے۔ اے گرسے لوگوں کے خلیفہ! اے آنے والوں کے  
سربراہ!

امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت زینب کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے  
پیارے بیٹی! آپ کے صبر کو کہیں شیطان نہ ٹوٹے۔ اور  
فرمایا۔ اے ہمیشہ خوف خدا اپنا فو۔ اور اللہ کے بتلائے ہوئے طریقے کے مطابق  
تعزیت کرو۔ خوب سمجھ لو۔ تمام اہل زمین مرجائیں گے۔ اہل آسمان  
باقی نہ رہیں گے۔ میرے نانا، میرے بابا، میری والدہ اور  
میرے بھائی سب مجھ سے بہتر تھے۔ میرے اور ہر مسلمان کے لیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی ہدایات ایک بہترین نمونہ  
ہیں۔ تو انہی کے طریقہ کے مطابق تعزیت کرنا۔ اور فرمایا۔ اے امان جانی  
میں تجھے قسم دلاتا ہوں۔ میری قسم کی لاج رکھتے ہوئے اُسے پورا کر دکھانا۔  
میرے مرنے پر اپنا گریبان نہ پھاڑنا۔ اور میری موت پر اپنے چہرہ کو  
نہ خراشنا۔ اور نہ ہی ہلاکت و بربادی کے الفاظ بولنا۔

مروجہ ماتم کے ممنوع اور حرام ہونے پر امام حسین رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد کتنا واضح



اور غیر مبہم ہے

۱۱۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

ما تم سے نیکیاں برباد ہو جاتی ہیں

انج البلاغہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ الصَّبْرُ عَلَى قَدْرِ الْمَصِيبَةِ

وَمَنْ ضَرَبَ يَدَهُ عَلَى فَخِذِهِ عِنْدَ مَصِيبَةٍ حَبِطَ  
عَمَلُهُ۔

رنج البغدادی ص ۴۹۵ باب المختار من

حکمرایہ المثل منین علیہ السلام

حکمر ۱۴۴ مطبوعہ بیروت طبع جدید چوٹا سائز

ترجمہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صبر کا نزول مصیبت کی مقدار پر ہوتا ہے۔ (یعنی جتنی بڑی مصیبت آتی ہے۔ اتنا ہی بڑا صبر دیکار ہوتا ہے۔) جس نے بوقت مصیبت اپنے رانوں پر ہاتھ مارے۔ تو اس کے تمام اچھے اعمال نائل ہو گئے۔

۱۲۔ امام حسین رضی اللہ عنہ کا فرمان:

اے سکینہ تو بہت بلد میرے پاس آ۔ تاکہ میں تجھ کو اس طرح وداغ کروں۔ جیسے مرنے والا وداغ کیا جاتا ہے۔ میں تجھ کو وصیت کرتا

ہوں اس فرزندِ صغیر کے بارے میں اور بعد اس کے خیال و یقینوں اور ہمارے  
کے باب میں کہ سب کے ساتھ سلوک کرنا اور جبکہ میں قتل ہو جاؤں تو تم اپنی  
چادر اور گریبان مت پھاڑنا اور نالہ و فریاد کر کے نہ رونا۔ بلکہ اسے سکینہ حکم الہی  
پر صبر کرنا کیونکہ ہم صاحبانِ صبر اور اہلِ احسان ہیں۔ مجھے اپنے باپ اور دادا  
اور بھائی کی اقسام یاد کرنی چاہیے۔ جب ان کے حقوق کو اہلِ طغیان و  
غضب نے غارت کیا۔ (ذبحِ عظیم ص ۲۸۸ جناب حسین کی تنہائی اور بے کسی  
کے حالات مطبوعہ کتب خانہ اشاعتی لاہور میں)

فرمانِ شیرِ خدا (۱۳۱۳ ہجری قمری)

بِسْمِ اللَّهِ

وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ. قَالَ: وَمَا يَلِيَّ غَسَلَ  
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَتَجَلَّيْتُ. يَا بَنِي  
أُمِّیَ يَا رَسُولَ اللَّهِ لَقَدْ لَقِيتُ الْقَطْعَ بِمَسْرَتِكَ مَا  
أُفْرِيْقُ بِمَسْرَتِكَ غَيْرَكَ مِنَ التُّبُوَّةِ وَالْأَنْبَاءِ وَأَخْبَارِ  
السَّمَاءِ خَصِصْتَ حَتَّى صِرْتَ مُسَلِّيًا عَمَّنْ سِوَاكَ  
وَعَمَّمْتَ حَتَّى صَارَ النَّاسُ فِيكَ سَوَاءً وَكَوْلَا أَنَّكَ  
أَمَرْتَ بِالصَّبْرِ وَنَهَيْتَ عَنِ الْجَزَعِ لَا تُفَدُّ نَاعْلِيكَ  
مَا الشُّوُونَ (درج ابلاغ خطبہ ۲۲۵ ص ۳۵۵ مطبوعہ بیروت طبع جدید)

جب آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دے کر کھانے  
لگے۔ تو فرمایا "میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ آپ کی وفات سے  
نبوت، وحی، آسمان کی خبریں منقطع ہو گئیں۔ جو کہ آپ کے بغیر کے مرنے سے  
نہ ہوئی تھیں۔ آپ مسیبت پہنچانے پر مخصوص ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے غیر



کی مصیبت نے ہمیں مطمئن کر دیا۔ (آپ کی وفات سے جو مصیبت ہم پر پڑی ہے دوسرے کی موت میں یہ رنج و اندوہ کہاں) آپ کی مصیبت ایک عام مصیبت ہے۔ حتیٰ کہ لوگ آپ کی مصیبت سے یکساں دیگر سے ہیں۔ اور اگر آپ بابر کا حکم نہ دیتے۔ جزع فزع سے منع نہ فرماتے تو ہم اس مصیبت پر مجرائے اشک کا پانی انتہا کو پہنچا دیتے (آنکھ اور دماغ کی تمام رطوبتیں قربان کر دیتے)

(زجرہ نیزنگ فصاحت ص ۳۲۷ مطبوعہ یوسفی بھٹی)

طبع قدیم

۱۷۱ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا ایک اور فرمان:

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ مَرَجَيْنَ قَتَلَ  
جَعْفَرُ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَا تَدْعِي بِرَيْلٍ وَلَا تَحْكُلِ  
وَلَا حُزْنَ وَلَا حَرْبٍ وَمَا قُلْتُ فِيهِ فَتَدَّ  
صَدَقْتُ.

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۵۶ فی العزائم والجزع)

عند المصیبت مطبوعہ مکتبہ و طبع قدیم

(من لا یحضرہ الفقیہ ص ۱۱۲ جلد اول مطبوعہ تہران طبع)

جدید۔ تعزیت و الجزع الخ)

ترجمہ:

حضرت جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے وقت حضرت علی

رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ مطہرہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔  
کسی کی موت پر اور کسی کے دوران جنگ شہید ہو جانے پر غم کھاتے  
ہوئے واویلا کے ساتھ ماتم نہ کرنا۔ اور جو کچھ اس کے بارے میں  
میں نے کہا ہے۔ وہ سچ کہا ہے۔

جللاء العیول: (۵۱ بزرگوار)

چوں نالہ و بیقراری ایشان را مستاحدہ نمود فرمود کہ شمارا بخدا سو گند  
می دہم کہ صبر پیش آورید۔ دست از جزع و بیستابی بردارید۔

(جللاء العیول ص ۵۱۵ توبہ آنحضرتؐ بکباب مکہ  
مطبوعہ تہران طبع جدید)

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ جب مدینہ منورہ سے کوفہ جانے کے لیے  
مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ تو اس وقت نبی ہاشم کی عورتوں کی  
بیقراری نالہ و فغان سنا۔ تو فرمایا۔ میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ  
صبر کو اختیار کرو اور جزع (مروجہ ماتم) و بیستابی سے ہاتھ اٹھاؤ۔  
۲۔ جللاء العیول:

چوں زینب خاتون این خبر وحشت اثر را شنید طمانچہ بروئے خود زد و  
فریاد و واویلا بلند کرد حضرت فرمود کہ اے خواہر گرامی! وہی عذاب برائے  
تو نیست برائے دشمنان تست صبر کن و بزاری دشمنان را بر من شاد  
مگردان۔

(جللاء العیول ص ۵۲۹ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(امام حسین رضی اللہ عنہ نے جب اپنی ہمیشہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا



کو اپنا خواب بتلایا) اور جب سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے یہ وحشت ناک خواب سنا۔ تو اپنا منہ پیٹ لیا۔ فریاد کی۔ اور دوا دیا بلذکیا امام حسین رضی اللہ عنہ نے (یہ دیکھ کر) فرمایا۔ اے گرامی ہمیشہ! دلیل اور عذاب تمہارے لیے نہیں۔ تمہارے دشمنوں کے لیے ہے۔ تم صبر کرو اور دشمنوں کو اس جزع فزع پر راضی نہ کرو۔

۳۔ جلاء العیون:

فرمود اے خواہر با جان برابر حلم و بردباری پیشہ خود کن و شیطان را بر خود تسلط مدہ و بر قضاے حق تعالی صبر کن۔ (جلاد العیون ص ۵۵۲ و قائل شب عاشورہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(میدان کر بلا میں مختلف عزیز و اقارب کی شہادت پر جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے جزع فزع کیا۔ تو اس موقع پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا) اے ہمیشہ! حلم اور بردباری سے کام لو۔ اور شیطان کو اپنے اوپر تسلط نہ دو۔ اور خدا کی قضا پر راضی ہو کر صبر کرو۔

۴۔ جلاء العیون:

گفت اے خواہر نیک اختر از خدا ترس و بر قضاے حق تعالی راضی شو۔ (جلاد العیون ص ۵۵۲ و قائل شب عاشورہ مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

(محرم الحرام کی دسویں شب جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو امام حسین

رضی اللہ عنہ نے جزع فزع کرتے دیکھا۔ تو فرمایا، اے نیک بہن! اللہ کا  
خوف رکھو۔ اور اللہ کی رضا پر راضی ہو جاؤ۔

حاصل کلام:

مذکورہ چار عدد حوالہ جات سے (جو حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ہیں) معلوم  
ہوا۔ کہ جزع فزع درود مجاہد ممانع ہے۔ یہ بات آپ نے خدا کی قسم اٹھا کر فرمائی۔ اس  
کی بجائے میر و شکر کرنا شیوہ نیکوکاراں ہے۔

۱۶۔ مروجہ ماتم کرنے والا نیکیاں ضائع کر بیٹھتا ہے:

پس حضرت فرمود کیا علی بقبر پائیں رو و فرزند مراد در لحد گزار۔ حضرت  
امیر المؤمنین داخل قبر شد۔ و آن طائر قدسی را در آشیان نوح گذاشت۔ پس  
مردم گفتند۔ کہ سزاوار نیست احدی را کہ فرزند خود را در لحد گزارد۔ و در  
قبر فرزند خود داخل شود۔ زیرا کہ حضرت رسول داخل قبر فرزند خود نشد۔  
پس حضرت فرمود۔ کہ ایہا الناس! بر شما حرام نیست۔ داخل قبر ہائے  
فرزند خود بشوید۔ و یکن من امین نیستم کہ اگر یکے از شما داخل قبر فرزند  
خود شود و بندہ بے کفن اور بکشتاید۔ از آنکہ شیطان بر او مسلط شود و اورا  
بدارد بر جزیعی کہ باعث جفا و جراد شود۔ پس حضرت از نزدیک قبر مراجعت  
فرمود.....

و کلینی بسند معتبر دیگر از حضرت صادق روایت کردہ است۔ کہ چون حضرت  
ابراہیم از دینار علت فرمود۔ آب از دیدہ ہائے مبارک حضرت رسول  
فروریخت و فرمود کہ دیدہ میگریزد و دل اند و ہناک می شود و نمی گوئیم چیرے  
کہ باعث غضب پروردگار گردد۔ پس خطاب کرد با ابراہیم ما بر تو اندر



ہناکیم آی ابراہیم۔ (حیات القلوب جلد دوم ص ۱۰۲۲ تا ۱۰۳۵ باب  
پنجاہ ویکم ذکر اولادِ امجد ادا حضرت مطبوعہ  
نورکشتور طبع قدیم)

تجسس:

پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو فرمایا۔ قبر کی پامنتی سے اتر کر میرے  
بیٹے کو لحد میں اتارو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ قبر میں اترے۔ اور اس قدر سی  
پرندہ کو آستیانہ لحد میں چھوڑا۔ لوگوں نے کہا۔ کہ کسی شخص کے لیے  
یہ جائز نہیں۔ کہ اپنے فرزند کو لحد میں داخل کرے۔ اور اس کی قبر میں داخل  
ہو جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بیٹے کی قبر میں داخل  
نہ ہوئے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگو! تم ہمارے لیے اپنے  
بیٹوں کی قبروں میں داخل ہونا حرام نہیں۔ لیکن مجھے یہ خطرہ ہے۔ کہ اگر کوئی  
آدمی اپنے بیٹے کی قبر میں داخل ہو کر اس کے کفن کی گرہ کھول دے۔ اور  
شیطان اس پر مسلط ہو جائے۔ اور وہ اپنے بیٹے کو دیکھ کر جزع فزع  
کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے اس کا تمام ثراب ضائع ہو جائے۔ یہ  
کہہ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے ذرا ہٹ گئے۔

کلینی نے ایک اور معتبر سند کے ساتھ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ  
سے روایت کی ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لخت جگر حضرت  
ابراہیم دنیا سے رحلت فرما گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو  
باری ہوئے۔ اور آپ نے فرمایا۔ آنکھیں رو رہی ہیں۔ اور دل غم ناک ہے۔ لیکن  
میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس سے اللہ تعالیٰ کو غصہ آجائے۔ یہ کہہ کر اپنے  
لخت جگر کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے ابراہیم! ہم تیری وفات پر غم ناک ہیں۔

۷۱ مجمع المسائل

”در تعزیه داری حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اگر شخص زخمی مثل تیغ،  
وغیرہ بر خود بزند کہ قہر باشد بر بدنش۔ حرام است“

(مجمع المسائل ص ۳۲۱)

ترجمہ:

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی تعزیه داری میں اگر کسی شخص کسی قسم  
کا کوئی زخم تلوار وغیرہ سے اپنے بدن پر لگایا۔ جس سے اس کے جسم  
کو نقصان پہنچا۔ تو اس کا یہ فعل حرام ہے۔

روح اللہ خمینی کے اس فتوے سے واضح طور پر معلوم ہو گیا۔ کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے  
تعزیه پر ماتم کرنا زنجیر زنی وغیرہ کسی طور پر بھی جسم پر زخم کرنا حرام ہے  
واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم

۱۸۔ ماتم کرنے والے پر کفار واجب ہے

توضیح المسائل:

مسئلہ ۶۳۲:

جائز نیست انسان در مرگ کسی صورت و بدن را بخراشد و بخود لطم بزند۔

مسئلہ ۶۳۵:

پارہ کردن لقمہ در مرگ غیر پدر و برادر جائز نیست۔

مسئلہ ۶۳۶:

اگر مرد در مرگ زن یا فرزند لقمہ یا لباس خود را پارہ کند۔ یا اگر زن در عزائے  
میت صورت خود را بخراشد بطوریکہ خون بیابد۔ یا موئے خود را بکند۔ باید  
یک بندہ آزاد کند۔ یا دہ فقیر اطعام دہد۔ یا آنہارا بپوشاند۔ و اگر نتواند باید



سر روز روزہ بگیرو۔ بلا اگر خون ہم نیابد۔ بنا بر احتیاط واجب بایں دستور  
عمل نماید۔

(توضیح السائل مصنفہ روح اللہ موسوی خمینی مدظلہ  
مستحب است دفن منسوب بہ تہران طبع جدید)

ترجمہ مسئلہ ۶۳۴:

کسی کی فوتیدگی پر کسی انسان کے لیے اپنے بدن کو چھیلنا، اپنی شکل و چہرہ  
کو چھیلنا اور منہ پر طمانچہ مارنا جائز نہیں۔

ترجمہ مسئلہ نمبر ۶۳۵:

اپنے باپ یا بھائی کی فوتیدگی پر علاوہ کسی دوسرے کی فوتیدگی پر گریبان  
چاک کرنا جائز نہیں ہے۔

ترجمہ مسئلہ ۶۳۶:

اگر کوئی خاوند اپنی بیوی کی موت پر اپنا گریبان اپنا لباس چاک کرے گا۔ یا  
کوئی عورت کسی میت کی تعزیت کرتے ہوئے اپنا چہرہ اتنا زخمی کر لے  
کہ اس سے خون بہہ نکلے یا اپنے بالوں کو نیچے۔ تو ان میں سے ہر ایک پر  
ایک غلام آزاد کرنا ضروری ہے۔ یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا ضروری ہے  
یا دس فقیروں کو کپڑے پہنانا لازمی ہے۔ اگر ان میں کسی کفارہ کی طاقت  
نہ رکھے۔ تو تین دن کے روزے رکھے۔ بلکہ اگر چہ چہرہ پر خراشنے سے خون  
نہ بھی نکلے۔ تو بھی از روئے احتیاط اس طریقہ (کفارہ) کو اپنانا چاہیے۔  
شیعہ لوگوں کے ہاں جو فقہ مروج ہے۔ اس کے تین مسائل جو ارد پر درج کیے گئے۔  
ان سے واضح ہو گیا۔ کہ مروجہ ماتم ان کی فقہ میں بھی ایک حرام فعل ہے۔ جس کی حرمت  
واضح دلیل یہ ہے۔ کہ اس پر ان کے فقہاء نے کفارہ واجب کیا۔ اور کفارہ کسی جرم اور گناہ

پہنچا ہوتا ہے۔ لہذا ماتم کرنے والے پر کفارہ کا وجوب اس فعل ماتم کو جرم اور گناہ ثابت کرتا ہے۔ اپنی فقہ سے لازماً شیعوہ علماء اور ذاکرین سبے خبر نہ ہوں گے۔ جانتے ہوئے پھر عوام کو اس فعل قبیح اور موجب کفارہ سے لوگوں کو رکنے کی تبلیغ کیوں نہیں کرتے بلکہ روکنے کی بجائے وہ مروجہ ماتم پر بہت سے انعامات اور اجر و ثواب کا وعدہ ملتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت اور جن میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔ لہذا اگر کسی شیعوہ کو اس فعل قبیح کے بارے میں ذاکرین نے اندھیرے میں رکھا۔ تو ہم نے انہیں۔ چراغ دکھا دیا ہے۔ اگے اس کی روشنی میں چلنا نہ چلنا ان کی مرضی۔

• و ملعلینا الا البلاغ

## ۱۹ مروجہ ماتم کے رد میں امام خمینی اور ایرانی صدر خامنائی کا فتوے

مروجہ ماتم یعنی تسبیح کو بی اور ٹو پنچہ زنی شیعوہ و سنی، سب کے باں بالاتفاق ناجائز و حرام ہے۔ کتب اہل سنت میں تو اس کے حوالہ عات کی کمی نہیں لیکن مدعی ماتم کے نزدیک چونکہ کتب اہل سنت قابل بحث نہیں۔ اس لیے فقیر نے مناسب خیال کیا ہے شیعوہ کے موجودہ دور کے منسبہ امام جعفر صادق علیہ السلام "ایمٹ اللہ العظمیٰ"، (اللہ کی بہت بڑی نشانی) جناب خمینی صاحب اور ایران کی شیعوہ حکومت کے شیعوہ صدر جناب خامنائی کا ایک فتویٰ بروزہ، مہ جنگ ۲۰ محرم ۱۴۰۵ھ ۱۴۰۴ھ ۱۴۰۳ھ بروز منگل جلد پنجم کالم نمبر ۶ میں سنایا ہوا۔ قارئین و گوش گزار کر دیا جائے فتویٰ کا مضمون درج ذیل ہے۔

یوم عاشور منانے کے مروجہ طریقے غیر اسلامی ہیں (خامنائی)  
تکلیف ان خصوصی دیکھو دیکھو

ایران کے صدر نے کہا کہ یوم عاشور پر امام حسین کی یاد تازہ کرنے کے مروجہ طریقے یکسر غلط اور غیر اسلامی ہیں۔ اسلام آباد کے ایک انگریزی روزنامہ کے مطابق ایران میں نماز



جموع کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ طریقہ نمود و نمائش اور غیر اسلامی اصولوں پر مبنی ہے فیصلہ خرقہ اور اسراف ہمیں امام حسین کے راستے سے دور کر دیتا ہے۔ انہوں نے علم اور تعزیر کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ خواد محراب و گنبد کی شکل ہی میں کیوں نہ ہو یاد تازہ کرنے کی اسلامی شکل نہیں، ان نمائشی چیزوں پر رقم خرچ کرنا

حرام اور عاثر کی روح کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ دن تفریح کا دن نہیں ہے۔ امام خمینی کے فتویٰ کا حوالہ دیتے ہوئے صدر نا منائی نے کہا مذہبی تقریبات کے دوران لاؤڈ سپیکر کا استعمال مذہم ہونا چاہیے اور عزاداری کے مفادات پر مبنی پڑوسیوں کو کوئی تکلیف نہیں پہنچانی چاہیے۔ لوگوں کو ماتم کرنے پر کسا نا نہیں چاہیے۔ اور نہ ہی یہ رسم لوگوں کے لیے تکلیف دہ ہونی چاہیے۔ توضیح: تارکین کرام اپنے نے دیکھ لیا کہ وجہ ماتم جو علم و تعزیر کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اس کو شیعہ کے دو اماموں نے نمود و نمائش اور غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ روح اسلام کے خلاف گردانا ہے اور اس پر رقم خرچ کرنے کو حرام قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ ان لوگوں کا ہے جن کو تو کسی تفسیر کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی ان پر مفہوم تفسیر صادق آتا ہے معلوم ہوا کہ اہل تشیع کا مروجہ ماتم کو اپنا شعار اور طریقہ بنالینا مسرت غلط اور بے اصل ہے بنیاد ہے نیز مخالف مکر کے بھی خلاف ہے۔ امام خمینی نے اپنی مشہور کتاب "کشف الاستار" میں یوں لکھا ہے

۲۰۔ کشف الاستار: ایک نظری بے عزاداری۔ انجیل بایہ کہ سنہ ہجری ۱۱۰۰ میں در خصوص عزاداری و مجالس کے بنام حسین بن علی پیا شد جو کہ۔ ماویہ پیچیدہ از دینداران میگویم کہ بایں اسم ہر سر

ہر کہے میکند خوب است۔ چہ بسا نما۔ بزرگ و دانشمندان بسیاری از این

کار بارانار وادانستہ و بیوت خود از آں جلودگیری کردند۔ چنانچہ ہم میدانم کہ

دولت و چند سال پیش از این عالم عال بزرگوار مرحوم حاج شیخ عبدالمکریم کہ از

بزرگ ترین روحانیین شیعہ بود در رقم شبیہ خوانی را منع کرد و دیکے از مباح

بزرگ را مبدل بروغہ خود کرد و روحانین و دانشمندان دیگر ہم چیز دیکے بر ملا

دستور دین بوردہ منع کردہ دیکھ کر (کشف الاسرار ص ۳۳) مطبوعہ تہران در ذکر جواب دیگر از اعتراض  
توجہ: اس مقام پر ایک ادعہ بات خاص کر عزاداری اور ان مجالس کے بار میں ہونی  
چاہیئے جو امام حسین بن علی کے نام پر منعقد ہوتی ہیں۔ ہم اور تمام دیندار لوگ  
یہ نہیں کہیں گے کہ اس نام کے ساتھ جو بھی کوئی کام کرتا ہے اچھا کرتا ہے اس  
لیجے کہ بہت سے بزرگ علماء اور دانشمندیوں نے ان کاموں کو نادر و اکہا  
اور سمجھا ہے۔ حتیٰ کہ ان سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ جیسا کہ تمام لوگ جانتے  
ہیں کہ آج سے بیس سال سے زائد عرصہ ہوا کہ ایک بہت بڑے عالم عامل  
جناب شیخ عبدالحکیم حاجی مرحوم جو شیعوں پر اداری میں ایک اعلیٰ مقام رکھتے ہیں  
نے قم میں شبیہ خوان کو منع کیا اور ایک بہت بڑی مجلس کو رو نہ خوانی کی مجلس  
میں تبدیل کر دیا۔ اسی طرح کار و دعائی مقام رکھنے والے دیگر دانشمندیوں  
نے بھی ان کاموں سے منع کیا ہے۔ جو دین کے خلاف تھے۔ اور وہ اسبغ ایسا کرتے ہیں  
امام خمینی کے اس بیان کے بعد مروجہ ماتم کے حرام و ناجائز ہو میں بھی  
کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہ جاتا اور اس سے بھی زیادہ توضیح مروجہ ماتم کے حرام ہونے  
پر ان کی کتاب "تحریر الوسیلہ" میں اور توضیح المسائل میں یوں مذکور ہے۔

التحویر الرسیلہ: وَلَا یَجُوزُ اللَّطَمُ وَالْخَدَشُ وَجَزُّ الشَّعْرِ وَنَتْفِیْهِ  
وَالصَّرَاحُ الْخَارِجُ عَنْ حَدِّ الْإِعْتِدَالِ عَلَى الْأَحْوَطِ  
وَلَا یَجُوزُ شَقُّ الثَّوْبِ عَلَى غَيْرِ الْأَدَبِ وَالْإِخْلَاقِ بَلْ فِي بَعْضِ  
الْأُمُورِ الْمَذْكُورَةِ تَجِبُ الْكَفَّارَةُ فَبِئْسَ الْمَرْأَةُ  
شَخَرَهَا فِي الْمَصِیْبَةِ كَفَّارَةُ شَبْرِ مَصَّاتٍ وَفِي نَتْفِیْهِ  
كَفَّارَةُ الْيَمِیْنِ وَكَذَا تَجِبُ كَفَّارَةُ الْيَمِیْنِ فِي خَرَشِ الْمَرْأَةِ  
وَجَلْعِهَا إِذَا أَدِمَّتْ بَلْ مَطَّلَتْ عَلَى الْأَحْوَطِ وَفِي شَقِّ الرَّجُلِ  
ثَوْبَهُ فِي مَوْتِ زَوْجَتِهِ أَوْ وَلَدِهِ وَهِيَ الْعَامَّ عَشْرَةَ



ابن جریر

—

ت

کہ خون ابلے یا بال نوچے تو اسے ایک غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں  
باس دینا پڑے گا۔ اگر بروز ہو سکے تو تین دن روزے رکھے۔ بکہ اگر خون نہ بھی نکلے  
تو احتیاطاً واجب ہے کہ اس دستور پر عمل کرے۔ احتیاطاً واجب یہ ہے کہ کسی میت پر  
اواز کو زیادہ بلند نہ کرے۔ (توضیح المسائل مترجم ص ۱۱۱ تذکرہ مستحبات و فہم مسند امام خمینی  
ناشر سازمان تبلیغات اسلامی شعبہ رابطہ بین الملل)

وضاحت:

امام خمینی نے مروجہ ماتم یعنی کپڑے چاڑھنے اور طمانچے مارنے کا کفار ایک  
غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا انہیں کپڑے دینا۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو تین  
روزے رکھنا بیان کیا ہے۔ خمینی صاحب کے اس فتویٰ سے معلوم ہو رہا ہے کہ افعال مذکورہ  
یعنی مروجہ ماتم ان کے نزدیک ایک شرعی جرم ہے۔ جس کا شرعاً کفارہ واجب ہے۔  
لیکن یاد رہے کہ امام خمینی نے جو گریبان پلک کرنا منع قرار دیا ہے۔ اور اس میں سے  
بھائی اور باپ مستثنیٰ کیا ہے۔ تو یہ ان کی تخصیص بلا دلیل نہیں ہے بصورت تسلیم بھی تخصیص  
اہل تشیع کے لیے منیہ ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ شیعہ تو امام حسین اور ان کے رفقاء کا ماتم  
کرتے ہیں۔ جو ان کے باپ ہیں نہ بھائی۔ لہذا ثابت ہوا کہ مروجہ ماتم شیعہ سنی دونوں  
کے نزدیک مفق بہ حرام ہے۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ

باب ہفتم

لوہے کے کڑے وغیرہ پہننا کیسا ہے؟

مسئلہ اہل سنت و جماعت: کڑے پہننا حرام ہے۔



مسلك شيعه: كڑے پہننا عبادت ہے اور ہر اہل شیعہ کی نشانی ہے۔

مسلك اہل بیت اطہار:

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ  
فِي شَيْءٍ مِّنَ الْحَدِيدِ فَإِنَّهُ نَجِسٌ مَّسْسُوحٌ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۲۰۰ کتاب الصلوۃ  
باب اللباس الذی یکرہ فیہ الصلوۃ الخ  
۲۔ تہذیب الأحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب فی  
ما یجوز بہ الصلوۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ  
تہران طبع جدید)

(۳۔ علل الشرائع باب ۵، ص ۲۲۸، العلة التي  
من اجلها لا يجوز للرجل ان يختم  
بخاتم)

ترجمہ:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سو ہے کی کوئی چیز پہن کر  
نماز بائز نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ نجس اور بڑی چیز سے مسخ کی ہوئی ہے۔

عن السكوني عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قَالَ قَالَ  
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصِلُ الرَّجُلُ  
وَفِي يَدِهِ خَاتَمٌ حَدِيدٍ۔

(۱۔ فروع کافی جلد سوم ص ۲۰۲ کتاب الصلوۃ

باب اللباس الذی یکره فی الصلوۃ الخ مطبوعہ  
تہران طبع جدید

۲- تہذیب الاحکام جلد دوم ص ۲۲۷ باب  
فی ما یجوز الصلوۃ فیہ من اللباس الخ مطبوعہ  
طبع جدید تہران

۳- من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۲  
باب فی ما یصلی فیہ وما لا یصلی فیہ  
مطبوعہ تہران جدید

سکونی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے بیان کیا  
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی  
پہن کر کوئی آدمی نماز پڑھے۔

حدیث ۲:

من لا یحضر الفقیہ:

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا طَمَرَ اللَّهُ يَدَ إِفِيهَا حَلَقَةً  
حَدِيدٍ۔

(من لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس ہاتھ کو پاک نہیں کرے گا جس میں  
لوہے کی انگوٹھی ہے۔ حدیث ۴:

رَوَى عَمَّا رَأَى النَّبَا بِطَبِيعِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ  
فِي الرَّجُلِ يُصَلِّي وَعَلَيْهِ خَاتَمٌ حَدِيدٍ قَالَ لَا



وَلَا يُتَخَشَّرُ بِهِ لِأَنَّهُ مِنْ لِبَاسِ أَهْلِ النَّارِ۔

(من لا یکنزہ الفقیہ جلد اول ص ۱۶۲ باب فی ما

علل الشرائع باب ۵ ص ۲۴۸ / العلة یصلی فیه وما لا یصلی الخ مطبوعہ تہران

من اجلها لا یجوز ان یتخشم بلبع جدید طبع قدیم ص ۱۲ مطبوعہ کھنؤ)

بخاتمہ

ترجمہ:

عمار سابطی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ اپنے  
لوہے کی انگڑھٹی پہنے شخص کے بارے میں نماز کا حکم بیان فرمایا۔ اور کہا  
اس کی نماز نہ ہوئی۔ اور یہ بھی فرمایا کہ لوہے کی انگڑھٹی نہ پہنی جائے۔ کیونکہ یہ  
دوزخیوں کا لباس (زیور) ہے۔

لوح کریم:

یہ چند احادیث۔ ان احادیث کا نمونہ ہیں۔ جن میں لوہے کی انگڑھٹی کے بارے میں  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم کے ارشادات بیان کئے گئے۔  
لوہے کی انگڑھٹی سے نماز کا نہ ہونا، اس سے ہاتھ کی پاکیزگی جاتے رہنا اور اس کا  
دوزخیوں کا زیور ہونا کیا یہ عقوبات کم ہیں؟

باب ہشتم

نوحہ خوانی حرام ہے۔

مسلم اہل سنت و جماعت۔ نوحہ خوانی حرام ہے

مسلم شیعہ: نوحہ خوانی نہ صرف ضروری ہے بلکہ اہل شیعہ ہونے کی نشانی ہے اور

عبادت ہے

مسلك اہل بیت اطہار:

در حدیث است کہ غناء نوحہ ابلیس بود بر فراق بہشت و فرمود نوحہ کنند  
بیا بید روز قیامت نوحہ کنان مانند سگ۔ و فرمود نوحہ و غناء فسون زنا است۔

(مجمع المعارف عاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۲)

(در حرمت غناء مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

حدیث پاک میں ہے کہ غناء، ابلیس کا نوحہ (ماتم) ہے یہ ماتم اس  
نے بہشت کی جدائی میں کیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا  
ماتم کرنے والا کل قیامت کے دن کتے کی طرح اُٹے۔ اور آپ نے  
یہ بھی فرمایا کہ ماتم اور مرثیہ خوانی زنا کا متر ہے۔

بروایتے فرمود کہ ہفت نفر در قبر از قبلہ رو گرداں شوند۔ خمر فروش، مہتر  
بر شراب، رہنمادست و ہندو بنا حق و محک و در بواخوار و عاق والدین و نوحہ گر

بمطابق ایک روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات  
ادمیوں کا قبر میں منہ قبلہ کی طرف پھیر دیا جاتا ہے۔ (۱) شراب بیچنے والا  
(۲) شراب لگاتار پینے والا۔ ۳۔ ناحق گواہی دینے والا۔ ۴۔ جوا باز  
(۵) سود خوار (۶) والدین کا نافرمان۔ ۷۔ ماتم کرنے والا۔

(مجمع المعارف عاشیہ بر حلیۃ المتقین ص ۱۶۸)

(مطبوعہ تہران طبع جدید)



۳۔ غناء کرنے والے اور مثریہ خوان کو قبر سے اندھا اور گونگا کر کے اٹھایا جائے گا

مجمع المعارف:

از رسول خدا منقول است۔ کہ محشور خواہد شد صاحب غنا و خواندگی از قبرش کو رو گنگ کہ چوں زنا کار و سازندہ، بیچ میمت کہ بلند کند او از خود را بخواندگی مگر آنکہ خدا و شیطان فرستد کہ بردوش او موار شدہ و بیپاشنہ پا ہائے خود بسینہ و پشت او درند تا وقتی واکند و دو فرمود کہ ہر کہ یکدم بصاحب سازد ہر واکت فساد دہد و زود خدا شدید تراست از زنا و با مادر خود بہتاد بار۔

(مجمع المعارف عاشیہ بر طبعہ المقتین ص ۱۶۳ در حرمت غنا مطبوعہ تہران طبع قدیم)

ترجمہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔ کہ غناء کرنے والا اور مثریہ خوان کو قبر سے زانی کی طرح اندھا اور گونگا اٹھایا جائے گا۔ اور کوئی گانے والا جب مثریہ خوانی کے لیے آواز بلند کرتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ دوشیطان اس کی طرف بھیج دیتا ہے۔ جو اس کے کندھے پر سوار ہو جاتے ہیں۔ وہ دونوں اپنے پاؤں کی ایڑیاں اس کی چھاتی اور پشت پر اس وقت تک مارتے رہتے ہیں۔ جب تک وہ نوم خوانی ترک نہ کرے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو کوئی شخص کسی ساز بجانے والے کو ایک دہم دیتا ہے۔ اور اسے کوئی گانہ بجانے والا آواز دے کر دیتا، تو ان کا ایسا کرنا اپنی سگی ماں سے ستر مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ برا ہے۔

## حیات القلوب:

ہاں حضرت فرمود (وہ فی را دیدم بر صورتِ سگ و آتش در درخش داخل میکردند و از دہانش بیرون می آید و ملائکہ سر و بدنش را بگرز بائے آبن می زدند۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا گفت اے پد بزرگوار من! مرا خبر دہ کہ عمل و سیرت ایشان چہ بود کہ حق تعالیٰ این نوع عذاب بر ایشان مسلط گرداند۔ حضرت گفت کہ ان زنی کہ بصورتِ سگ بود و آتش در درخش میکردند۔ او خوانندہ و نوحہ کنندہ و حسود بود۔

(۱۔ حیات القلوب جلد دوم ص ۵۲۲ باب  
بست و چہارم در معراج آنحضرت مطبوعہ  
ملکشور)

(۲۔ بیون اخبار الرضا جلد دوم ص ۱۱۔ ۱۲ راہ  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المعراج الخ مطبوعہ  
نجف اشرف طبع قدیم)

(۳۔ انوار النہانیہ جلد اول طبع جدید ص ۲۱۶ مطبوعہ  
تہرانی ذکر نور ملکوتی و طبع قدیم ص ۶۸ دستی۔)

## درجہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ایک عورت کتے کی شکل میں  
دیکھی۔ کہ فرشتے اس کی دیر سے آگ داخل کرتے ہیں۔ اور منہ سے آگ  
باہر آجاتی ہے۔ اور فرشتے انہی گزروں کے ساتھ اس کے سر اور بدن کو  
مارتے ہیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا میرے بزرگوار! با جان  
مجھے بتلائیے۔ کہ ان عورتوں کا دنیا میں کیا عمل اور عادت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ



نے ان پر اس قسم کا عذاب مسلط کر دیا ہے۔ جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ کہ وہ عورت جو کتے کی شکل میں تھی۔ اور فرشتے اس کی دبر میں آگ بھونک رہے تھے۔ وہ مرثیہ خوان، نوحہ کرنے والی اور حسد کرنے والی تھی۔

## ۵۔ نوحہ گر کو قیامت کے دن پگھلے ہوئے تانبہ کا لباس پہنایا جائے گا۔

حیات القلوب:

ابن بابریہ بسند معتبر از امام جعفر صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ چہار خصلت بد ہمیشہ در امت من خواہد بود تا روز قیامت اول فخر کردن بحسبائے خود دوم طعن کردن بر نسب ہائے مردم سوم آمدن باران را از اوضاع کواکب دانستن و اعتقاد بعلم نجوم داشتن چہارم نوحہ کردن و بدستیکہ اگر نوحہ کنندہ توبہ نکند پیش از مردنش چوں روز قیامت مبعوث شود جامہ ادمس گداختہ و جامتہ ادجرب بر او پوشانند

حیات القلوب جلد دوم ص ۱۱۶۵ باب  
شصت و دوم در فضائل امت آنحضرت  
مطبوعہ نوکشتور طبع قدیم

ترجمہ:

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے ابن بابریہ نے معتبر روایت بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ چار بُری عادتیں

قیامت تک میری امت میں رہیں گی۔ پہلی اپنے حسب پر فخر کرنا  
دوسری لوگوں کے نسب پر طعن کرنا۔ تیسری بارش کا ستاروں کی گردش  
سے اُسے کا عقیدہ رکھنا اور علم نجوم پر یقین کرنا جو تھی نوحہ کرنا۔

خوب بان لینا چاہیئے۔ کہ اگر نوحہ کرنے والا اپنے مرنے سے قبل توبہ نہ کرے  
گا۔ بروز قیامت جب اٹھایا جائے گا۔ تو تائبہ پگھلا ہوا۔ اور تارکوں کے بنے کپڑے  
اس کو پہنائے جائیں گے۔

اس حدیث سے واضح ہوا۔ کہ نوحہ (ردنا پیٹنا و ماتم کرنا) گناہ کبیرہ ہے۔ جس کی  
معافی بھی توبہ سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر بغیر توبہ مر گیا۔ تو اس گناہ کی پاداش میں  
اُسے دوزخیوں میں ممتاز لباس پہنایا جائے گا۔ یعنی پگھلے تائبے کی شلوار اور تارکوں  
لہذا مقام غور ہے کہ یہ حدیث ایسی مضبوط حدیث ہے۔ کہ ملاحظہ فرمائیے  
مجلسی شعبی نے خود اس کی سند کو معتبر کہا ہے۔ یعنی اس کے راویوں میں سے  
کوئی بھی جھوٹا کذاب اور مجروح نہیں

اما غناء پس شکی نیست در حرمت و مذمت گوش کردن اُن مطلقاً  
در مصیبت و مرثیہ خوانی حضرت سید الشہداء (۶) باشند یا غیباں .....  
و حقیقت غناء ہماں صوت لہو لیت خواہ باتر جمیع باشند یا از تعلیق  
صوت و موزون کردن او حاصل شود۔ چنانچہ در لحن مشہور تصنیف و نوحہ ہائے  
موازن ۔

(منہجی الآمال جلد اول ص ۵۴۹ در مذمت غناء  
و عدم جواز غناء در مراسمی مطبوعہ تہران طبع جدید)

ترجمہ:

غناء کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ اور اس کا سننا قابل  
مذمت ہے۔ چاہے کسی مصیبت کے وقت یا امام عالی مقام حضرت



امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرثیہ پڑھتے وقت یا کسی اور جگہ ہی  
کیوں نہ ہو۔

بہر وہم وراجہ اسے سوال عقبیہ وہم کہ از غناء و خواندگی و اں سخن حرام  
است۔

بدانکہ ایں زمزمہ شیطانی و نوحہ شوم اہل خدا لان و شغل ارباب شقاق  
و آشیانہ نفاق بالاجماع و الاتفاق اہل بیت عصمت صلوات اللہ علیہم  
و علمائے شیعہ و اہل وفاق حرام است۔ چنانکہ متقدمین و متاخرین نقل  
کردہ اند۔ بلکہ بئشل زنا حرام است۔ و حرمت او ضروری مذہب شیعہ است  
و از کبار گناہان است۔ کہ مرتکب اں فاسق و فاجر است۔ و ہر کہ حلال اند  
ظاہر امرتہ و کافر است و آیات متکاثرہ و روایات متواترہ در حرمت او  
وارد شدہ است و تا حال احدی از علمائے امامیہ کلیت اں قائل نہ  
شدہ اند۔

(مجمع المعارف عاشیہ علیہ المتقین ص ۱۶۱)  
در حرمت غناء و مطبوعہ تہران طبع قدیم

ترجمہ:

دسویں محالمت غناء اور نوحہ خوانی کے دسویں عقاب (سزا) کے  
سوال کے اجراء میں۔ اور وہ (نوحہ خوانی) حرام باتوں کا نام ہے۔ جان لو!  
کہ غناء اور نوحہ خوانی شیطان کا نغمہ ہے۔ اور ذلیل لوگوں کا برائی بھرا  
رونا کر لانا ہے۔ اور نافرمانوں کا شغل اور منافقوں کا آشیانہ ہے۔  
اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین، تمام علماء شیعہ اور اہل وفاق کے نزدیک  
حرام ہے۔ جیسا کہ اگلے کچھ سبھی شیعہ اکابر نے اسے نقل کیا ہے۔  
بلکہ اس کی حرمت زنا جیسی ہے۔ اور مذہب شیعہ میں اس کی حرمت

بہت ضروری ہے۔ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ جس کا مرتکب،  
فاقت اور فاجر ہے۔ اور جو اس بغناء و نوحہ خوانی کو حلال جانے لگا۔ بظاہر  
وہ مرتد اور کافر ہے۔ اس کی حرمت پر بہت سی آیات اور احادیث  
متواترہ موجود ہیں۔ علمائے امامیہ میں سے کسی ایک نے بھی آج تک  
اس کا کلام نہ کیا۔

## باب نہم تعزیرہ نکالنا

مسلك اہل سنت و جماعت: تعزیرہ نکالنا حرام ہے۔

مسلك شیعہ: تعزیرہ نکالنا عبادت ہے۔

مسلك اہل بیت اطہار:

تعزیرہ کے بارے میں حضرت علی رضی

کافرمان

من لا یحضرہ الفقیہ:

قَالَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ مَنْ جَدَّدَ قَبْرًا أَوْ  
مَثَّلَ مَثَلًا فَقَدْ خَرَجَ مِنَ الْإِسْلَامِ۔

دمن لا یحضرہ الفقیہ جلد اول ص ۱۲ باب النوادر مطبوعہ تہران طبع جدید

دکن لا یحضرہ الفقیہ ص ۶۰ فی تجدید القبور مطبوعہ مکتبہ



حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ جو شخص قبر پھر سے بنائے۔ یا اس کی تشبیہ و شکل بنائے۔ وہ اسلام سے خارج ہے

## گھوڑا نکالنا

باب دوم

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هَذِهِ كَرُ بَلَاءُ مَوْضِعِ كَرْبٍ  
وَبَلَاءُ هَذَا مَنَاخُ رِكَابِنَا وَمَحْطُ رِحَالِنَا وَتَعَلُّ  
رِجَالِنَا -

(۱) کشف الغم فی معرفۃ الائمہ جلد دوم ص ۴۷ فی منہ غیر مستند

علیہ السلام مطبوعہ تبریز طبع جدید

(۲) مناقب ابن شہر آشوب جلد چہارم ص ۷۹ فی مستند

علیہ السلام مطبوعہ قم طبع جدید

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہی کربلا ہے۔ اور یہی تکلیف و  
امتحان کا مقام ہے۔ ہمارے اڑیٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، ہمارے  
کچا دوسے اتارنے کا مقام اور ہمارے نوجوانوں کی شہادت گاہ  
ہے۔

فَقَالَ الْحُسَيْنُ وَاللّٰهُ لَا اَعْطِي بِیَدِیْ اِعْطَاءَ الذَّلِیْلِ ثُمَّ اَنَاخَ  
رَاحِلَتَهُ وَامَرَ عَقْبَةَ بْنَ سَمْعَانَ اَنْ یَّعْقِلَهَا بِمَاضِلِ

زِمَامِهَا۔

دمقل ابی مخنف ص ۵۵ مضائقہ القوم للحسین

امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! میں ذلیل آدمی کی طرح اپنا  
ہاتھ کسی کی بیعت میں (نہ دوں گا۔ اور نہ غلاموں کی طرح راہ فرار  
انتخاب کروں گا۔ اور عقبہ بن سمان کو حکم دیا۔ کہ اس اڑیٹنی کے پاؤں باندھ دے۔ تو  
اس نے بچی ہوئی نیکی کی رسی سے اسے باندھ دیا۔

## كان وقت السحر عزم علی

المسير الى العراق فاخذ محمد بن

الحنفية زمام ناقته وقال يا اخي ما سبب ذالك انك

عجلت فقال جدي رسول الله صلى الله عليه وسلم

اے بھائی جو کچھ تم نے کہا ہے میں اس میں غور کروں گا۔ مگر جب صبح

ہوئی تو حضرت نے سفر عراق کا قصد مصمم فرمایا یہ خبر پاکہ محمد بن حنفیہ نے

اور انہوں نے آپ کے ناقہ کی مہار پھڑٹی۔ اور عرض کی کہ اے بھائی

اتنی عجلت فرمانے کی کیا وجہ ہے۔ جناب حسین نے فرمایا تمہارے

رخصت ہونے کے بعد میں سو گیا۔ تو میں نے عالم رؤیا میں نبی پاک

علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ تشریف لائے ہیں۔ تو آپ نے مجھے سینہ اقدس سے

(ذبح عظیم ص ۱۶۵) منجرب کتب فاخا ثنائی لاہور

آج۔ اشعبان المعظم ۱۴۲۵ھ، ہجری بمطابق ۷/ اکتوبر ۲۰۰۳ء کو نماز ظہر کی ادائیگی  
کے بعد دربار شریف کے قدموں میں اپنی اکیڈمی اسامیہ پبلک سکول حضرت کیلیا نوالہ شریف  
میں اس کتاب کی تکمیل سے فارغ ہوا، الحمد للہ رب العالمین والصلوة والسلام  
علی رسولہ الکریم یا اللہ ہر پڑھنے ستنے والے کو مسلک اہل بیت اطہار نصیب فرما۔  
آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

از قلم:-

محمد رفیق کیلاتی گولڈ میڈلسٹ

(ایم اے عربی، اسلامیات)

خادم حضور آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف





الْمَذْهَبُ الْمُخْتَارُ

بِتَأْيِيدِ اقْتَوَالِ أَهْلِ بَيْتِ الْأَطْهَارِ

هَذَا سَلَكُ الْأَطْهَارِ  
أَهْلِ بَيْتِ الْأَطْهَارِ

حَكْمُ تَصْنِيفِ وَتَقْدِيمِ

حَضْرَتِ پیر سید محمد بن باقر علی شاہ بخاری صاحب

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف



از قلم

گولڈ میڈلسٹ ایمریت  
(عربی، اسلامیات)

خادم حضور محمد رفیق کیلانی

ناشر: دارالتبلیغ  
آستانہ عالیہ حضرت کیلیا نوالہ شریف (کوہرا نوالہ)